نسخہ لاجواب کتاب مستطاب المسمی بہ

السکینۃ
باخبار
المدینۃ



فہرست مضامین السکینہ باخبار المدینہ

یا اللہ

التماس

خداوند عالم کے فضل و عنایت سے جب کتاب السکینۃ باخبار المدینہ مکمل ہو چکی تو خیال ہوا کہ اس مبارک کتاب کو کسی مقدس ذات کے نام نامی سے معنون کرون۔ ملہم غیبی کی طرف سے دل مین القا ہوا کہ چونکہ یہہ کتاب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مینو بہر کے حال پر شامل ہے۔ لہذا ایسی مقدس ذات کے نام سے معنون ہونا چاہیئے جو ظاہر مین فقیر اور استغنا دل سے امیرون کا امیر ہو نسباً ہی خلاصہ خاندان رسالت ہو اور اخلاق حمیدہ سے بھی بہترین نمونہ دودمان نبوت۔ اور یہہ ساری صفتین بدرجۂ اتم و اکمل میرے مرشد زادہ مین نظر آئین۔ لہذا بکمال ادب مین اس کتاب کو بامید قبولیت حضرت مولانا مولوی شاہ عبد اللطیف صاحب قادری دامت برکاتہ خلف الصدق حضرت فردوس منزل قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین شیخی و وسیلتی الی اللہ رکن الملۃ والدین مولوی حاجی شاہ محمد صاحب قادری قدس سرہٗ خلف الصدق حضرت قطب ویلور کے مبارک نام سے معنون کرتا ہون اور میری مراد اسیوقت پوری ہوگی کہ حضرت ممدوح میرے اس کام کو نظر استحسان سے دیکھین اور عزت قبول سے سرافراز فرمائین۔

الملتمس محمد صبغۃ اللہ المہاجر کان اللہ لہ ولاسلافہ

(مرقوم ۱۴ رمضان شریف ۱۳۲۳ھ ہجری روز پنجشنبہ)

(مطبع رزاقیہ مدراس)

بفضل خالق آفاق و طفیل حبیبش محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

بیا تا در مدینہ نور احمد ﷺ ❋ ببینی از در و دیوار لامع

جمال مصطفےٰ بر پردہ بینی ❋ چو خورشید کہ از ابر ست طالع

کتاب مستطاب المسمّٰی بہ



سنہ ۱۳۲۶ ہجری نبوی ﷺ

تالیف لطیف مولانا الحاج محمد صبغۃ اللہ صاحب بہادر دام اللہ بقاہ
فرزند رشید حضرت المرحوم الحاج علی موسیٰ رضا صاحب المخاطب رفعت جنگ بہادر

در مطبع [illegible] الاسلام مدراس [illegible]



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

انواع شکر و سپاس اور اقسام حمد و ستایش کے لائق وہ قادر قدیر ہے جسنے انسان سے ضعیف البنیان اور مجبول الخطاء و النسیان کو اول خلعت شرافت بین المخلوقات سے سرفراز فرمایا پھر تاج کرامت خلافت سے معزز و ممتاز۔ یہ سارا اعزاز واکرام اسی وجہ سے ہوا کہ اوسکے نبی نوع کی سرپرستی اوس مبارک ذات سے ہونیوالی تھی جو عین مقصود تکوین جن و آدم اور علت غائی خلق جدید ہے یعنی عالم ہستی وکون

هزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب   ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

حضرت سیدنا و سید الاولین والآخرین مولانا و مولی الانبیاءُ والمرسلین حبیبنا و حبیب رب العالمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین الیٰ یوم الدین ○

الٰہی کس کا یہ میری زبان پہ نام آیا   کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لئے

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد واٰلہ وصحبہ کما ینبغی الصلوٰۃ والسلام والبرکۃ علیہ۔ یہہ تو بنی نوع انسان کے لئے عموم سرافرازی تھی اور پھر ہم مسلمانون پر بالتخصیص یہہ نوازش ہوی کہ اس مقتدای مقتدایان اور پیشوای پیشوایان کا نام لیوا بنایا اور امت مرحومہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا جلت رحمتہ وعمت نعمتہ اس انعام پر مزید فضل وکرم یہہ کہ اس نالائق ونا اہل عار خاندان الخ ننگ خانمان بندہ عاجز وقاصر محمد صبغۃ اللہ المہاجر کان اللہ لہ فی الباطن والظاہر ابن الحضرت المرحوم الحاج علی موسی رضا المہاجر المخاطب بہ حشام خان بہادر رفعت جنگ پیشکار بخشی ریاست کرناٹک کو صرف اپنی رحمت کاملہ اور افضال شاملہ سے اپنے حبیب پاک کے در دولت تک پہنچایا اور سلک امیدواران شفاعت حضور رحمت گنجور مین منسلک فرمایا۔

صرف رحمت تھی خدا کی کہ مدینے پہنچا   ورنہ یہہ پاؤن یہہ بل اور نہ یہہ صورت میری

مدینے پہنچے جو ہم بھی خدا کی قدرت ہی   ہم اپنے منہ کو اور اس آستان کو دیکھتے ہین

جب اللہ پاک جلشانہ کو یہہ منظور ہوا کہ مدینہ منورہ سارے شہرون پر فاضل اور تمامی بلاد و مدائن سے بزرگ اور فائق رہے اسکو نہ صرف اپنے حبیب مقبول سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقامت اور سکونت ہی کے لئے انتخاب کیا بلکہ بعد وصال اس گنج سعادت یعنی جسد اقدس کے

مخزون فرمایا تھیں۔ یہہ مومنون کا دل ہے اور اوسمین مسلمانون کی جان۔ پھر وہ کون دل ہوگا جسکو اس مبارک بستی کا حال سننے کا شوق نہو اور اوسکے متبرک مقامات دیکھنے کے لئے خود آنکھین نکل چلنے کے دھن مین آپسے باہر نہوی جاتی ہون۔ ایک شاعر کا قول ہے:

امی فلک سے چل بسے کو خدا کے واسطے ‌ ‌ ‌ دل تڑپتا ہی حبیب کبریا کے واسطے

اور اس عاجز کا یہہ یقین ہے کہ ہر مومن کا دل اسی شعر کا مصداق ہوگا۔ ہرچند کہ زمانے کے موانعات اور دنیا کے واقعات سے اوسکو عمر بھر وہان جانے کا اتفاق ہوا نہو۔ ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پورا ہوتا ہے اور محبت کا خاصہ ہی کہ جب تک محبوب کو آنکھون سے نہ دیکھ لین ایک آن چین آنا محال ہی۔ پس ہم سے محروم لوگ جو مشیت الٰہی اور تقدیر ایزدی سے تیرہ سو سال کے بعد عرصہ وجود مین آئے اور دیدار محبوب سے ناکام رہے کیا اس امر کے جویا نہونگے کہ اس مبارک شہر کو جاکر چپا چپا زمین سے تبرک حاصل کرین اور اس خیال سے اپنے مایوس دل کو تسکین دین کہ یہان ہمارا حبیب نماز پڑھتا تھا اور یہان خطبہ۔ یہان آرام فرماتا تھا اور یہان دوستون سے ملاقات۔ یہان دوستون کا حلقہ ہوتا تھا جس مین وہ چاند کے طرح چمکتا تھا۔ یہہ مسجد میرے سرکار کی۔ یہہ منبر میرے آقا کا۔ یہہ محراب میرے مولا کی یہہ حضور معلی کا مصلی ہی۔ یہہ سرکار کا ٹھکانا ہی۔ اس بازار کو حضور سے رونق ہوا کرتی تھی ان گلیون سے حضور کا گذر ہوتا تھا۔

سبب تالیف کتاب

اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب کے نعلین کے صدقے جب اس ناچیز معرا از شعور و تمیز پر
نوازش کی اور اپنی رحمت عمیمہ سے اوسکو دردولت حبیب تک پہنچایا تو فرط شوق
سے ہمہ تن آنکھہ بنکر مآثر نبوی کی تلاش کرنے لگا زائرین اور ساکنین بقعۂ مبارک
سے تشفی بخش نشان ملے نہین دلکو بڑا رنج ہوا پھر بھی تلاش و تحقیق مین کمر ہمت و
سعی بندھی رہی آخر بفحوای من طلب وجد وجد خدا کی عنایت سے شیخ
سمہودی مدنی کی کتاب خلاصة الوفا باخبار دار المصطفیٰ اور سید جعفر برزنجی مدنی کی
کتاب نزہة الناظرین فی مسجد سید الاولین والآخرین ہاتھ آئین جن مین اکثر مآثر
کا پتا ملتا تھا عاجز انھین دونون کتابون سے آثر مبارک کا پتا لگاتا تھا اور
شائقون کو بتاتا تھا۔ اپنے ہمسفرون سے ایک عزیز دوست حاجی خطیب قادر بادشہ
صاحب تخلص بادشہ نے فرمایش کی کہ ان کتابون سے جو کچھہ اس عاجز کو پتا ملا ہے
اوسکو اردو زبان کا حلیہ پنھا کر شاہد مقصود کی صورت مین اپنے ملک کے شائق اور
متلاشی مسلمانون کے روبرو جلوہ آرا کرون اگرچہ یہہ ناچیز اپنی کم بضاعتی سے آپ کو
اس کام کے لائق سمجھتا نتھا اور اس کام کی عہدہ برائی اپنے مافوق البضاعة جانتا تھا
تاہم اس خیال سے کہ اس کام مین اپنے آقا اپنے مولا اپنے سردار اور اپنے سالار کا
تذکرہ ہوتا رہیگا اپنی قلیل البضاعتی سے چشم پوشی کرکے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ ہجری کو
جو مدینۂ طیبہ مین عید المولود کہلاتا ہے بعد نماز عصر مسجد نبوی مین اس کتاب کی تحریر کی
ابتدا کی۔

استمع ماذا یقول العندلیب　　حیث یروی من احادیث الحبیب

ع از ہر چہ میرود سخن دوست خوشتر است ۔ پہلے صرف مسجد نبوی اور اوس کے
متعلقات کا حال لکہا جاتا ہے کہ مدینہ طیبہ کا خلاصہ اور اصل وہی مبارک مسجد ہے ۔ اور
اوسکے بعد انشاء اللہ تعالی دوسرے آثر نبوی کا حال جستہ جستہ لکہا جائیگا کہ یہہ رسالہ مدینہ منورہ
کے کل متبرک مقامات کے حال پر حتی المقدور شامل رہے اسی لئے اس رسالہ کا نام
السکینۃ باخبار المدینۃ رکہا گیا ۔ اس رسالہ مین ایک نقشہ
سطح زمین مسجد کا منسلک کر دیا گیا ہے جسمین سارے آثر متعلق مسجد نبوی صاف نظر
آتے ہین اور مسجد کے متفرق حصون کی بنا بقید تاریخ ۔ مدت بنا ۔ وصاحب بنا اس
سے ہین ہوتی ہے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۔

آغاز کتاب

آسامی مبارک مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا وتعظیما

مدینہ منورہ کے بہت سے نام نامی ہین جن سے یہان بعض کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور
وجہ تسمیہ بہی انشاء اللہ بتلا دیا جائیگا ۔

اس مبارک شہر کا نام جاہلیت مین **یاثرب** تہا اس وجہ سے کہ اوس وقت
مدینے کا بازار ایک کنارہ مین لگایا جاتا تہا جسکو یثرب کہتے تہے ۔ اور یہہ بہی
کہتے ہین کہ جاہلیت مین یہان تپ شائع تہی جس سے اکثر آدمی ہلاک ہوجاتے
[illegible] کہتے تہے لیکن جب حضور نبوی کی تشریف آوری

مالامال برکات وطیبات ہوا تو اس مبارک شہر کا نام طابہ ہوا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو یثرب کہنے سے منع فرمایا ہی پس جو کوئی سبقت لسان سے اوسکو یثرب کہے ضرور ہے کہ استغفار کرے اور بدل مین اوسکو طابہ او طیبہ کے نام سے یاد کرے کے نکرار کرے ارض اللہ اوسکا نام ہے اللہ جلشانہ قرآن شریف مین فرماتا ہے اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا۔ ترجمہ۔ کیا ارض اللہ (اللہ کی زمین) وسیع نتھی کہ تم اوسکے طرف ہجرت کرتے۔ مفسرون نے کہا ہے کہ ارض اللہ سے مقصود مدینہ دار الہجرۃ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ الایمان بھی اوسکا نام ہے وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ۔ ترجمہ۔ اور وہ لوگ جنھون نے الدار والایمان مین سکونت اختیار کی یہہ آیت انصار کے حال مین اتری اور انصار مدینہ مین رہتے تھے پس الدار و الایمان سے مراد مدینہ ہے البلد جیسے ارشاد ہے لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ ترجمہ۔ البتہ قسم کرتا ہون مین اس شہر (مدینہ) کی درحالیکہ آپ اس شہر مین قیام پذیر ہین ف اس آیۃ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت مترشح ہوتی ہے کہ خداوند عالم جلّت حکمتہ فرماتا ہے ای میرے پیارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی مٹی تیرے قدم کی برکت سے اس لائق ہوی کہ خداوند زمین وآسمان اوسکی قسم کھاتا ہے بیت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسے فرمایا گما اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ

ترجمہ۔ جیسے تیرے پروردگار نے تجھکو تیرے گھر سے نکالا۔ یہہ قصہ غزوہ تبوک
کا ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگ کے لئے مدینہ
سے نکلے تھے تو گہر سے مقصود مدینہ ہوا۔ **الحبیبۃ** محبوب شہر کیونکہ حضرت
رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام اوسکو دوست رکھتے تھے **الحرم**
اوسکی عموم بزرگی اور حرمت کی وجہ سے عموماً حرم بھی کہتے ہین جیسے حدیث
شریف مین آیا ہے المدینہ حرم یعنے مدینہ حرم ہے اور لحاظ خصوصیت اس
کا نام **حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** بھی ہے
کیونکہ حدیث شریف مین آنحضرت نے اوسکو حرم بنانے کی نسبت اپنی ذات شریف سے
کی جس طرح کہ ابراہیم خلیل اللہ نے مکہ کو حرم بنایا تھا **حسنۃ** بھی اوسکا نام ہے
جیسے فرمایا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ۔ ترجمہ۔ البتہ ہم اون کی (یعنے مہاجرون
کی) سکونت کے لئے دنیا مین حسنہ دینگے چونکہ مہاجرون کی سکونت مدینہ مین ہوی
اسلئے حسنہ سے مراد مدینہ ہی **الخیرہ** بھی اوسکا نام ہے کیونکہ اوسمین بہت سی نیکیان
حاصل ہوتی ہین **الدار** یعنی شایستہ گھر جیسے آیہ گذشتہ مین گذرا **دار الابرار**
اور **دار الاخیار** یعنے نیک لوگون کا گہر ان نامون کے لئے ترجمہ کی ضرورت
نہین **دار الایمان** یعنی ایمان کا گھر جیسے حدیث شریف مین ہی المدینۃ
قبۃ الاسلام و دار الایمان۔ ترجمہ۔ مدینہ اسلام کا قبہ اور ایمان کا گہر ہے **سید
البلدان** شہرون کا سردار شہر۔ ابن عمر سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو یا طیبہ یا سیدۃ البلدان کے
نام سے یاد کیا ہے الشافیہ کیونکہ حدیث مین ہی ترابہا شفاء
من کل داء ترجمہ مدینہ کی مٹی ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ اور یہہ بھی مروی ہی
کہ غبار المدینۃ شفاء من الجذام ترجمہ مدینہ کا غبار جذام کے لئے شفا
ہی طابہ۔ طیبہ۔ طیبہ۔ طائب او مطیبہ یعنے پاکیزہ شہر اس وجہ
سے کہ اوسکی ہوا نفیس۔ پانی نفیس منظر نفیس۔ باشندے نفیس الطبیعۃ۔ اور سارا
شہر پاک اور پاکیزہ شرک اور معاصی کے خبائث سے پاک ہی۔ مدینہ طیبہ کی مٹی مین
بھی وہ خوشبو ہی کہ عطریات سے کوئی شی اوسکی مقابل نہین۔ اوسکا حال اوسی سے
پوچھا چاہئے جسکو ذوق صادق اور شوق راسخ حاصل ہوا ابو عبد اللہ عطار کہتے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانفزا بو سے مدینہ کی ہوا ایسی خوشبو ہوی ہی
کہ کوئی صندل مشک اور کافور اوسکا مماثل نہین۔ ابوبکر شبلی رح کہتے ہین کہ فی الواقع مدینہ کی
ہوا کی خوشبو کے مقابل کوئی عطر و مشک و عنبر نہین۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

دران زمین کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست ۔۔۔ چہ جای دم زدن نافہاے تاتاریست

اور ایک شخص یون داد انصاف دیتا ہی۔

ونسیم جانفزایت تن مردہ زندہ گردد ۔۔۔ زکدام باغی ای گل کہ چنین خوش ست بویت

یہان کا پانی اسقدر خوشگوار ہے جسکا بیان صرف الفہ صحیح ارباب ذوق وشوق پر موقوف
رکھا جائے محرر سطور غفر اللہ لہ کے ذائقہ مین شاید کہ کوثر و سلسبیل بھی اوس سے

فائق نہو سکے۔

چو لب بکوزہ نہی کوزہ نبات شود　　　　ز کوزہ قطرہ چکد چشمہ حیات شود

العاصمہ۔ محفوظ شہر کیونکہ یہان کے باشندے دجال اور طاعون سے محفوظ ہین الغرّاء یعنی روشن شہر بسبب اوسکی نورانیت کے۔ اسی سبب سے اوس کو مدینہ منورہ کہتے ہین قبۃ الاسلام اوسکا بیان آگے گذر چکا المؤمنۃ یعنی اپنے باشندون کو عموماً ساری بلیات سے اور خصوصاً طاعون اور دجال سے امن دینے والی بستی المبارکہ اوسکے معنے ظاہر ہین اور حدیث شریف مین ہی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی مدینہ کے پیمانون مین اور صاع مین اور مد مین برکت دے۔ المحبۃ۔ المحببۃ۔ المحبوبۃ اس وجہ سے کہ حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کو دوست رکھتے تھے اور ہر ایمان والے کے دل مین اوسکی محبت پائی جاتی ہے المختارہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اوس کو اپنے حبیب پاک احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی سکونت اور اقامت کے لئے چن لیا المدینہ قرآن شریف مین یہہ نام متعدد آیتون مین بطریق علم اس شہر کے لئے آیا ہی کیونکہ خاص اوسکے حبیب کی اقامتگاہ ہے۔ یا اسلئے کہ مشتق ہے دَانَ یَدِینُ سے بمعنی مطیع اجزا دیا گیا کیونکہ اوسکے ساکنین یا دائرین اطاعت دین مین پورے جزا دیئے جاتے ہین مدینۃ الرسول یہہ خصوصیت کے ساتھ ہی المرحومۃ۔ المرزوقہ اس وجہ سے کہ وہان کے رہنے والون پر

خدا کی خاص رحمت ہی اور اللہ تعالی اونھین اپنے خزانہ غیبی سے رزق دیتا ہی المسلمہ شہر معمور بسلامتی یا یہہ کہ ساری دنیا اوسکی تابع او منقاد ہوگی المکینہ یعنے تمکنت والا شہر المناجیہ یعنی نجات دینے والا شہر الموفیہ یعنی پورا حصہ (ثواب) دینے والا شہر المسکینہ اوسکے باشندون کے خشوع وخضوع کے سبب سے المحروسہ یعنی نگہبان کیا ہوا شہر اسلئے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مدینہ کی گلیون کے سرے پر فرشتے بیٹھے پاسبانی کیا کرتے ہین۔ مدینہ کے اور بہت سے نام ہین لیکن یہان صرف چالیس نامون کے تذکرہ پر اکتفا کیا گیا تاکہ بیان مین طوالت پیدا نہو

فضائل مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

مدینہ منورہ کے اسامی مبارک کے ذکر سے فارغ ہوکر دل چاہتا ہے کہ اوس کے فضائل کسی قدر بیان کرون لیکن۔

بیان فضل مدینہ کا شوق ہی ایسا ۔۔۔ کہ بیٹھون صبح سے لکھنے تو شام ہوجاے

خوف ہی کہ کہین اصل مقصود کتاب حسینہ التوامین نرہجاے اسلئے بمغواے ما لایدرک کلہ لایترک کلہ صرف چند سطور کی تحریر پر اکتفا کرتا ہون۔

علما کو اس امر پر اتفاق ہے کہ تمام شہرون پر مکہ اور مدینہ کو فضیلت ہی اور یہہ دونون مبارک شہر ساری دنیا کے شہرون سے افضل ہین لیکن ان دونون مین کون افضل ہے اسمین اختلاف ہی۔ ائمہ ثلاثہ یعنی امام اعظم۔ امام شافعی اور امام احمد مکہ کی فضیلت کے قائل ہین۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

امام مالک اور اکثر علماء مدینہ مدینہ کی فضیلت کے قائل ہیں امام احمد کی ایک روایت سے بھی مدینہ افضل ثابت ہوتا ہے اور جماعت کثیر شافعیہ کی بھی اوسی کی قائل ہے مدینہ کی فضیلت وجوہ ذیل سے ہی (۱) مدینہ حرم امن ہی۔ اوسکا نام قبۃ الاسلام۔ دارالایمان۔ اور دارالہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی (۲) حضور کا مرقد مبارک مدینہ مین ہے۔ (۳) جسنے مدینہ مین چالیس نمازین پڑہین جن سے حسب روایت طبرانی کوئی نماز قضا نہو تو اوسکو عذاب دوزخ اور مطلق عذاب اور نفاق سے آزادی ملتی ہی یعنی اوس پر مطلق عذاب حرام ہوجاتا ہے (۴) مدینہ مین رمضان کے روزے دوسرے شہرون کے ہزار رمضان کے مساوی ہین (۵) مسجد نبوی مین ایک نماز بہ استثناء مسجد الحرام کے دوسرے مساجد کے ہزار نمازون کے برابر ہے (۶) مدینہ کی مسجد کی ایک جمعہ دوسرے مساجد کے ہزار جمعہ سے بہتر ہے سوای مسجد الحرام کے اور یہہ زیادتی ثواب نوافل اور فرائض ہر دوکو شامل ہے بلکہ ہر عمل نیک مدینہ مین دوسرے مقامون کے اعمال نیک سے ہزار گونہ فائق ہے اور یہہ فوقیت سارے مدینہ کو حاصل ہے پھر مسجد نبوی کے لئے تو کیا کہئے اوسکی فضیلت بعید و بعید تر ہی (۷) جو اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد شریف مین نماز پڑہنے کی نیت سے نکلا اور نماز پڑہی اوسکو ایک حج کا ثواب ملتا ہے (۸) اور جو اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد قبا مین نماز پڑہنے کی نیت سے نکلا اور مسجد قبا مین دو رکعتین پڑہین اوسکو ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہی (۹) جو شخص بہ نیت نماز یا بہ نیت ذکر اللہ یا بہ نیت تعلیم و تعلم مسجد شریف مین حاضر

ہوتا ہے وہ مجاہد فی سبیل اللہ کا حکم رکھتا ہے (۱۰) اس شہر مین وہ مسجد ہے جس کے
لئے کجاوے باندھکر سفر کرنا مستحب ہی (۱۱) اس مسجد مین روضۂ مطہرہ واقع ہی جسکے
حق مین روضۃ من ریاض الجنۃ آیا ہے (۱۲) اس مسجد مین منبر نبوی ہے
جسکے متعلق روایت ہے کہ میرا منبر حوض کوثر پر ہے اور میرا منبر جنت کی کیاریون سے
ایک کیاری پر ہے (۱۳) مدینہ کی مٹی ساری بیماریون کے لئے دوا ہے اور اوسکا گرد
وغبار جذام کی دوا ہی۔ (۱۴) مدینہ کا کوئی کوچہ ایسا نہین جسمین حضور کا گزر نہوا ہو (۱۵)
مدینہ مین حسب روایت امام مالک کے اقل درجہ ہر ایک ساعت مین حضرت جبرئیل
علیہ السلام خداوند عالم جلشانہ کے حضور سے تشریف لاتے تھے (۱۶) مدینہ اللہ تعالی
اور اوسکے حبیب پاک کے پاس تمام شہرون سے زیادہ ترمحبوب شہر ہے۔ کیونکہ
حضور کی دعا تھی کہ یا اللہ تو نے مجھکو میرے محبوب شہر یعنے مکہ معظمہ سے نکالا ہی
تو اب ایسے شہر کو پہنچا جو تیرے پاس محبوب تر ہے اور اس دعا کی اجابت کے اثر
مین آپ مدینۂ طیبہ پہنچے تو مدینہ خدا کا محبوب ترین شہر ٹھہرا۔ اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی محبوب ترین شہر ہے کیونکہ آپنے وہین اقامت
اختیار کی اور فتح مکہ کے بعد بھی اوسی کو پسند فرمایا۔ پھر مدینہ اللہ جل جلالہ اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس محبوب ترین بلاد ہوا (۱۷) حضرت ختمیت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شہر کے لئے برکت کی دعا کی ہے بعض روایون
سے مضاعف برکت مکہ اور بعض روایتون سے شش ضاعف برکت مکہ (۱۸) مکہ مین

حج سال مین ایک مرتبہ بمشقت حاصل ہوتا ہے اور مدینہ مین آسانی سے ہر روز متعدد اوقات اور ایسا ہی عمرہ کا بدل بھی مدینہ مین مسجد قبا کی زیارت سے دیا گیا۔ (۱۹) جو شخص مدینہ مین مرتا ہے اوسکو نہ حساب ہی اور نہ عذاب (۲۰) اکثر فرائض مدینہ مین مقرر اور متعین ہوے (۲۱) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام قیامت تک مدینہ کے ساکن ہوے (۲۲) ایمان سمٹ کر مدینہ مین جمع ہو جاتا ہے جیسے سانپ اپنی بل مین آجاتا ہے (۲۳) مدینہ طاعون اور دجال سے محفوظ ہے (۲۴) مدینہ مین کوئی خبیث رہ نہین سکتا۔ (۲۵) مدینہ مین کسی شیطان کی پرستش ہوی نہین اور نہوگی شیطان کو اوس سے بالکل مایوسی ہوچکی (۲۶) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روی زمین پر کوئی زمین میرے نزدیک محبوب تر نہین مگر وہ جسمین میری قبر ہوگی اسکو آپ نے مکرر تین مرتبہ فرمایا اور آپکی قبر شریف مدینہ مین ہے۔

ہمایون کشورے کان عرصہ را شاہی چنین باشد مبارک منزلے کان خانہ را ماہی چنین باشد

کہتے ہین کہ امام مالک کسی وقت مدینہ مین سوار ہو چلتے نتھے سبب پوچھا گیا تو کہا جس زمین پر حضرت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چلتے تھے اوسپر سوار چلنا مجھسے نہو سکیگا (۲۷) سارے فضائل سے بڑھکر یہہ ہے کہ حضور کا جسد مبارک اس مقدس زمین مین مکنون اور مخزون ہے جسکی وجہ سے یہہ مبارک بقعہ جسکو حضرت حبیب رب العالمین صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ کے مبارک اعضا مس کیے ہین کعبہ بلکہ عرش و کرسی سے افضل ہے۔ ایک شخص نے کہا مدینہ کی مٹی ردیہ یعنی

خراب ہے امام مالک نے اوسکو تیس درے مارنے کا فتویٰ دیا اور فرمایا جس مٹی مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے ہین اوسکو تو غیر پاکیزہ کہتا ہے؟ (۲۸) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مدینہ کی سختیون اور مصیبتون کو جھیلا (اور سکونت اختیار کی) مین قیامت کے دن اس کے لئے (گناہون کی آمرزش کے واسطے) شفیع اور نیکیون کے متعلق) گواہ رہونگا اور فرمایا جسکی موت مدینہ مین ہوی قیامت مین اوسکا شفیع مین ہون. اگرچہ حضرت شفیع المذنبین علیہ الصلواۃ والسلام من رب العالمین کی شفاعت سارے مسلمانون کے لئے عام ہے لیکن مدینہ والون کے لئے علاوہ شفاعت عامہ شفاعت خاصہ بھی ہے (۲۹) قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ والونکی شفاعت فرماینگے. (۳۰) سب سے پہلے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ والے محشور ہونگے. (۳۱) جنت البقیع کے مدفون مردون سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب جنت مین داخل ہونگے اور اون کے چہرے چودھوین رات کے چاند کے طرح چمکتے ہونگے (۳۲) قبرستان بقیع پر فرشتے موکل ہین جب قبرستان مردون سے معمور ہوجاتا ہے تو اوسکے چارون سمت پکڑ کر جنت مین پھینک دیتے ہین (۳۳) مدینہ مین تراویح کی چھتیس رکعتین پڑھی جاتی ہین اوسکی وجہ یہہ ہے کہ مکہ مین ہر دو تسبیح تراویح کے مابین ایک طواف کیا جاتا ہے اور دو رکعت سنت الطواف پڑھی جاتی ہین اور اوسکے مقابل مدینہ مین طواف کے بدل دو رکعتین اور سنت الطواف

کے بدل دو رکعتین پڑہی جاتی ہین۔ پس تراویح کی بیس رکعتون کے پانچ تسبیح کے مابین چار بار دو دو دوگانے پڑہے جاتے ہین۔ تو علاوہ تراویح کی بیس رکعتون کے طواف وسنت طواف کی سولہ رکعتین ہوتی ہین اور یہہ کیفیت قرن اول سے جاری اور تابکہ بہی باقی ہے (۴۴) حضرت نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کی وصیت ہے کہ مدینہ میری ہجرت کی جای اور میرے حشر کی جای ہے میری امت پر ضرور ہے کہ میرے ہمسایہ والون (یعنی مدینہ والون) کی حفاظت کرین جبتک کہ گناہان کبیرہ سے بچے رہین جسنے اونکی حفاظت کی قیامت مین مین اونکا شفیع ہون اور جسنے اونکی حفاظت نکی قیامت مین اوسکو جہنمیون کا شربت پلایا جائیگا۔ جو مدینہ والون سے مکر کرتا ہی نمک کیطرح گھلتا رہیگا۔ اور فرمایا الٰہی جسنے مدینہ والون پر ظلم کیا اور اونہین ڈرایا تو تو بہی کو ڈرا اور اوس پر خدا کی۔ فرشتون کی۔ اور سارے لوگون کی لعنت ہو۔ ایک روایت مین ہے جسنے مدینہ والون کو ایذا دی خدا اوسکو ایذا دیگا اور اوسپر خدا کی۔ فرشتون کی اور سارے لوگون کی لعنت ہوگی۔ اور اوسکی نہ کوئی فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ نفل جسنے مدینہ والون کو ستانیکا ارادہ کیا خدا اوسکو جہنم مین ایسا گھلائیگا جیسا نمک کو پانی یا سیس کو آگ۔ جو لوگ مکہ معظمہ کو مدینہ طیبہ سے افضل جانتے ہین اون کے ادلّہ، ہین (۱) مسجد نبوی مین ایک نماز ہزار نماز کے مساوی ہے اور مسجد الحرام مین ایک نماز لاکہہ نماز کے مساوی اور اسی قبیل سے سارے اعمال نیک کا ثواب تعداد مین بہ نسبت مدینے کے مکہ مین زیادہ ہی (۲) مکہ محل ادائی مناسک حج وعمرہ ہی (۳) مکہ کی تعریف

مین وارد ہے مکۃ خیر بلاد اللہ یعنی مکہ خدا کے شہرون سے بہتر شہر ہے اور احب ارض اللہ یعنی روی زمین پر خدا کے پاس محبوب تر ہے۔ مدینہ کو افضل جاننے والے اوسکا جواب یون دیتے ہین (۱) کثرت تعداد ثواب مستوجب فضیلت کی نہین ہوتی ممکن ہے کہ بلحاظ کیفیت وحالت کوئی قلیل عدد کسی کثیر عدد سے افضل ہوجائے اگرچہ مدینہ طیبہ کی مسجد مین ایک نماز ہزار نماز کے مساوی ہے اور مسجد الحرام کی نماز لاکھ نمازون کے مساوی لیکن ممکن ہے کہ وہ ہزار نمازین بلحاظ قبولیت ودرجہ ان لاکھ نمازون سے فائق رہین چنانچہ عرفات کو جانے والے کے لئے نماز ظہر وعصر مسجد نمرہ مین اور نماز ظہر یوم النحر مسجد خیف مین مسجد الحرام سے افضل ہے۔ حالانکہ بیت الحرام میدان عرفات اور منٰی سے کہین فائق ہے اور یہہ بھی معلوم ہے کہ خانہ کعبہ مسجد الحرام سے افضل ہے حالانکہ نماز اندرون خانہ کعبہ نماز مسجد الحرام سے افضل نہین بلکہ داخل خانہ کعبہ فرض نماز کے صحیح اور جائز ہونے مین علمار کو اختلاف ہے تپس اسی طرح اگر مکہ مین ثواب کی کثرت ہے تو یہہ لازم نہین کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے (۲) مکہ مین حج وعمرہ میسر ہوتے ہین تو مدینہ مین بھی زیادہ تر آسانی سے حج وعمرہ حاصل ہوتے ہین مسجد نبوی کی نماز سے حج اور مسجد قبا کی نماز سے عمرہ جیسے فضائل مدینہ نشان (۷) اور (۸) مین گذرا (۳) مکہ کی شان مین خیر بلاد اللہ اور احب ارض اللہ وارد ہے مدینہ کے حق مین اس سے زیادہ حدیثین آئی ہین اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا المکۃ او اشد ترجمہ۔ یا اللہ مدینہ سے ہمکو ایسی محبت رہے

جیسی مکہ سے ہی بلکہ بڑھکر۔ المدینۃ خیر من مکۃ ترجمہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے بہتر ہے۔ اللھم انك ان اخرجتنی من احب البقاع الی فاسکنی فی احب البقاع الیك ترجمہ۔ یا اللہ جب تو نے مجھ کو میری محبوب تر جاے سے نکالا ہے تو ایسی جاے میری سکونت کے لئے دے جو تیرے پاس محبوب تر ہو جب اس دعا کی اجابت کے اثر مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین مقیم ہوے تو یقینا معلوم ہوا کہ مدینہ احب البلاد الی اللہ ورسولہ ہے۔ اور اگر مکہ افضل ہوتا تو حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتح مکہ اقامت مکہ کو اختیار کرتے اور خدا کا بھی حکم ہوتا کہ آپ مکہ کو رونق بخش ہین اذا الحبیب لا یختار لحبیبہ الا ما ھو احب واکرم عندہ ترجمہ دوست اپنے دوست کے لئے وہی چیز پسند کرتا ہے جو خود اوسکو محبوب ہی۔

غرضکہ خواہ مکہ ہو یا مدینہ دونون کو جو تفضیلت حاصل ہی وہ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین کی نسبت سے ہے۔ مکہ آپ کی پیدایش اور بعثت کی جائی ہے اور مدینہ آپکا مقام اور مقر تا قیام قیامت ہے اور وہی آپ کے حشر کی جائی ہے کہ مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی سطوت وجلال کا مشاہدہ ہوتا ہے اور مدینہ مین حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی برکت اور کمال کا جلوہ نظر آتا ہے غرضکہ ہر جا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہی کا ظہور و شہود منظم

در هیچ ذره نیست که نور محمدی — از طلعت وجود اضافی نه طالع است
دریای فیض جود الهی وجود اوست — انهار کائنات بوی جمله راجع است
نسر سپهر طائر انفاس فیض اوست — این نکته پیش اهل نظر امر واقع است
خروالوای حمد بدست محمد است — متبوع اوست وجمله جهانش متابع است

نظم

بیا تا در مدینه نور احمد — به بینی از در و دیوار لامع
جمال مصطفی بی پرده بینی — چو خورشیدی که بی ابر ست طالع
بیا ای کور چشم تیره باطن — ببین هر گوشه صد برهان ساطع
بروق شبه سوز آن جا لوائح — بدور دین فروزان جا سواطع
نجوم اهتدا آن جا فروزان — شموس اصطفا آن جا طوالع
چو از ناری تجا تو نور بینی — بود هر کس باصل خویش راجع
چرا با خویش دشمن گشته تو — چه خود را میزنی بر سیف قاطع
ولیکن کی توانی دید این نور — چو نور فطرتت گردید ضائع
نصیحت کردمت دیگر تو دانی — فان الدین عند الله واقع

القصہ بعد مباحث کثیرہ علما کا اجماع اس امر پر ہوا ہے کہ ساری دنیا کے شہروں سے باستثنار شہر مدینہ کے مکہ معظمہ افضل ہے اور شہر مدینہ طیبہ باستثناء مسجد الحرام سارے شہر مکہ سے افضل ہے اور کعبہ باستثناء مرقد نور بار رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم ساری زمین مدینہ سے افضل ہی اور مرقد نور بار حضور کعبہ بلکہ عرش اعلی
اور کرسی اقدس سے بھی افضل ہے۔ یہہ محض مباحث علما کا ہی جسکو تفصیل منظور ہو وہ
کتب فن کو ملاحظہ کرے۔

وصول مؤلف بمدینہ منورہ

۸ صفر ۱۳۲۵ہجری روز شنبہ وہ مبارک روز تھا کہ محرر سطور کو اس مبارک شہر کی
دیدار میسر ہوی۔

حبذا روز سعادت مرحبا یوم الوصال　　باغ من گل میکند امروز بعد از چند سال

صبحکو ہمارا قافلہ منزل قریش سے نکلا ظہر کے وقت دور سے کچہہ مینار نظر آنے
لگے دیدہ مشتاق محو نظارہ ہوا مضطربانہ مین نے اپنے جمال سے پوچھا یہہ مینا
کیا ہین کہا یہہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ ہے سنتے ہی
ایک بیخودی طاری ہوی۔

پتا ملا پس مدت جو کوئے جانان کا　　سمند شوق کو یک اور تازیانہ ہوا

عالم استعجاب مین پوچھنے لگا۔

یہہ حبیب خدا کی بستی ہے۔ رحمت حق جہان برستی ہی
رات دن شغل حق پرستی ہے ہمکو منظور ہی جدہر جانا

جسکے جواب مین صدای نغم گوش نواز ہوی غور سے دیکھا تو جان عشاق اور نور دیدہای
مشتاق قبۃ الخضرا نظر آنے لگا اور دل مضطر یون زمزمہ سنج ہونے لگا۔

جسکی تھی دل کو آرزو وہ قبہ الخضرا ہے یہہ کرتے تھے جسکی جستجو وہ قبہ الخضرا ہے یہہ

عجب نہ تھا کہ فرط مسرت سے شادی مرگ ہو جاتا مگر سرکار کو کچھ اور منظور تھا بیقراری اور بیخودی سے کسی قدر سکون ہوا تو مین نے جمال سے کہا یا علی (نام جمال) مشکلشائی کا وقت ہے مجھ کو اونٹ سے اوتار کہ اب سواری مشکل ہے اوسنے کہا صاحب مدینہ یہان سے بہت دور ہے قریب مغرب پہنچو گے رستہ صعب اور دشوار گزار ہی چل نسکو گے۔ یہہ مدینہ کا اعجاز ہی جو اسقدر دور سے نظر آتا ہے اور وہ بھی ایسا کہ گویا اب کوئی دم مین پہنچے جاتے ہین۔

غرضکہ عصر کے وقت تک بہزار محنت دل کو تھاما پھر صبر نہو سکا حرم کو شغدف مین چھوڑ کر مین اور عزیزی برخوردار میان حافظ ابو الخیر سید محمد علی رضوی مدعمرہٗ ہر دو اونٹ سے اوتر گئے اور کمر باندھے چلنے لگے۔ کبھی درود شریف ورد زبان تھا اور کبھی عالم محویت مین دل مشتاق اس غزل سے زمزمہ سنج ہوتا تھا۔

غزل

آتے ہین تیرے در تک سے خدام دور سے ہو جاے یک نگاہ عنایت حضور سے

دل کو جمال سرور عالم سے لاگ ہے آنکھین کبھی ملائین پری سے نہ حور سے

ہمکو مدینہ چاہیئے رضوان سے جا کہو فارغ دل اپنا ہے ترے حور و قصور سے

پہنچا دے یا خدا مجھے روضہ کے روبرو بے صبر ہون مین اپنے دل ناصبور سے

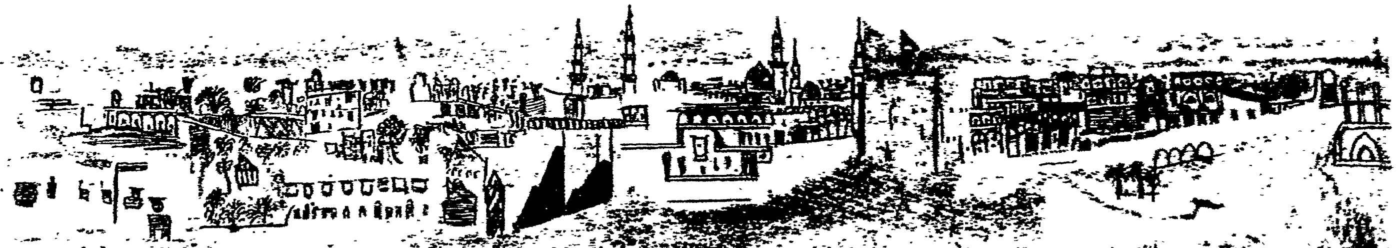
اختر خدا کریم محمد بھی ہین رحیم فارغ دل اپنا کیون نہ ہو روز نشور سے

راستے مین تین جائے چڑھاؤ اوتار ہے۔ اوران تینون مقامون مین پتھر کی سڑھیان بنائی گئی ہین جب اونٹ ایک ایک سڑہی چڑہتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ فرط شوق سے گردن اوٹھا اوٹھا کر مبارک منظر کا تماشا کرتا ہے اور جب اوترتا تھا تو صاف نظر آتا تھا کہ سر تسلیم خم کئے سجدہ کے لئے جھک جھک جاتا ہے یہان بالکل امیر مینائی مرحوم کے شعر کا جلوہ نظر آنے لگا۔

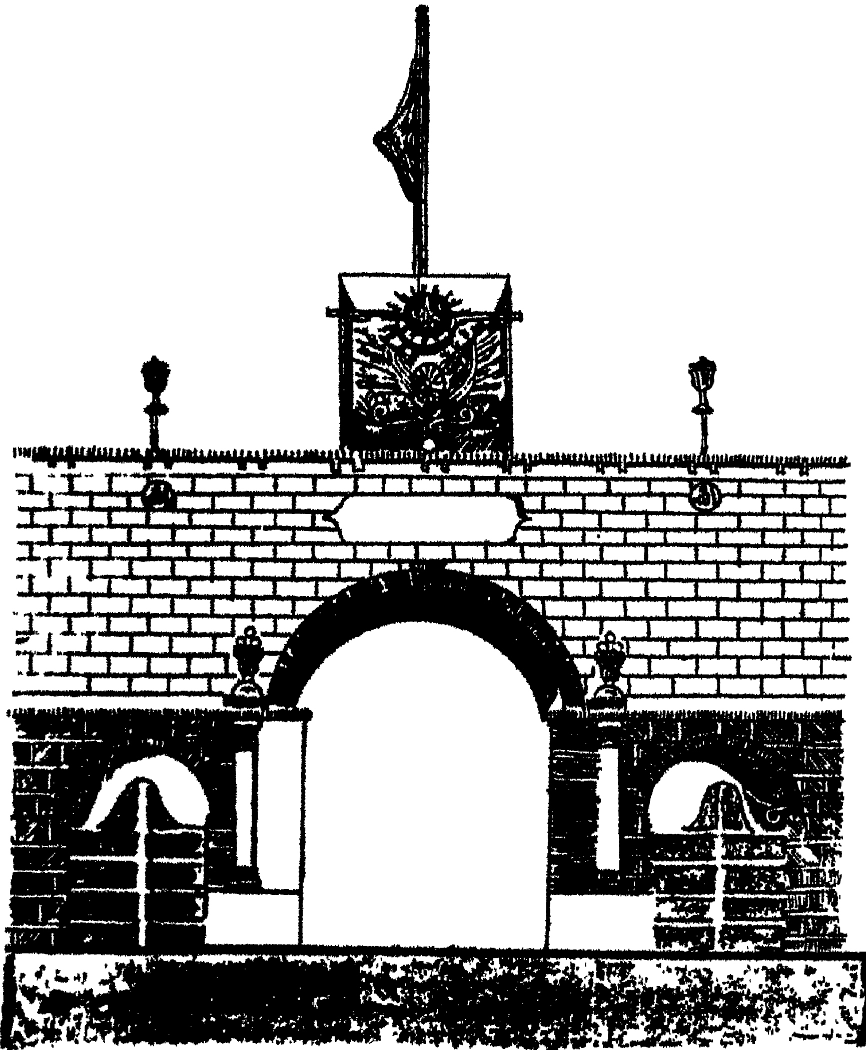
اللہ اللہ مدینہ جو قریب آتا ہے　　خود بخود سر پئے تسلیم جھکا جاتا ہے

جب ہم بالکل قریب شہر پہنچے تو وہ مبارک منظر جو ہمکو نظر آنے لگا اوسکا لطف وہی جانے جسکو یہہ دولت نصیب ہوئی ہو اللہ اللہ وہ عصر کا سہانا وقت پیلی پیلی دہوپ شہر کے بلند بلند مکان غیرت قصور جنان اوران مین پانچون منار حواس خمسہ کے خریدار اور وسط مین ایمانیون کی جان اور روحانیون کا دل یعنی قبۃ الخضراء نشان بخش عرش معلیٰ دیکھتے ہی بے اختیار زبان سے درود شریف نکلتا تھا۔ ہم اپنے احباب کی تشویق کے لئے یہان اوس کی شبیہ لکھتے ہین ملاحظہ ہو۔

المدينة المنورة



ہم قریب غروب آفتاب داخلِ بابِ عنبریہ ہوئے اور باب عنبریہ فصیل خارجی مدینہ کا دروازہ ہے جسکی شبیہ یہہ ہے۔



مدینۂ منورہ اس وقت دو فصیل رکھتا ہے۔ایک فصیل داخلی جسکے اندر کی آبادی مدینۂ قدیم یعنی پُرانا مدینہ کہلاتی ہے۔ دوسری فصیل خارجی جسکے اندر کی آبادی مدینۂ جدید یعنی نیا مدینہ کہلاتی ہے۔باب عنبریہ مدینہ جدید کا دروازہ ہے۔ پھر تھوڑی دیر مین مدینہ قدیم کے دروازہ کے روبرو مناخہ نامی میدان مین ہمارے شغادف اتار دئیے گئے مغرب کا وقت اخیر ہوتا چلا تھا ہم نے یہین نماز ادا کی اور پیدل اپنا اپنا سامان مزدورون پر لادے ہوے مدینۂ قدیم مین اپنے مقررہ منازل کو پہنچے اور دل سے مالک کا شکریہ ادا کیا کہ ؎

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری　　　طی ہوی آجکی منزل مین مسافت میری

منزل کو پہنچکر سامان اتارنے مین عشا کا وقت ہوگیا اور زیارت کا موقع نرہا کیونکہ عشا کے بعد فی الفور حرم نبوی کے دروازے بند ہوجاتے ہین پھر دولت زیارت دوسرے روز نصیب ہوی صفر المظفر کی نوین تاریخ روز یکشنبہ وقت عصر ہمارے لئے یوم العید بلکہ شب معراج سے افزون تھا کہ دین و دنیا کے بادشاہ عالیجاہ کے دربار دُربار مین ہم گنہگاران امت اور طلبگاران شفاعت کی رسائی ہوی باب السلام مین قدم رکھنا تھا کہ دنیا و مافیہا فراموش ہوگئے نقیبان عالم علوی تعینۂ مسجد نبوی کی دورباش اور نظر بر قدم کی گونج سے کان پٹے جاتے تھے اور ہیبت مقام سے بدن پر رونگٹے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے مزور یعنی معلم سیجادم نے پہلے موقف ادب پر سلام پڑھایا پھر آگے بڑھا سیدھے جنت کو لیگیا اور حصول سعادت باریابی کے شکر مین دو رکعتین پڑھی گئین جب نماز سے فراغت ہوی تو کیا نظر آتا ہے کہ ایک سلطان عظیم الشان کا دربار ہے ہر ایک عہدہ دار اپنے اپنے منصب

کے موافق جای گیر ہے اور ہر شی قرینے سے رکھی ہوی ہیبتِ مقام سے حاضرین عالم علوی و عالم سفلی پر صم بکم کی حالت طاری ہے ہر ایک کی زبان مہمان نواز کی توصیف مین عذب البیان ہے عرض مدعا کی کسیکو جرأت نہین بمصداق ع

صورت فقیر کی ہی دہان سوال ہے ۔ صرف حاضری دربار ہی عرض مدعا کا بہترین طریقہ سمجھا جاتا ہی۔ محررِ سطور بھی حلقۂ غلامان حضور مین مقام عرض تسلیم تک جس کو باب التوبہ کہتے ہین سر سے قدم کئے ہوے پہنچا۔ عرض تسلیم کے بعد آستان بوسی کی۔ جالیون کو سینہ سے لگا کر باطن کو بفضلہ غل و غش سے پاک کیا اسوقت جو راحتِ دل کہ اس ناچیز کو حاصل ہوی اوسکی دریافت مجرد وجدان صحیح پر موقوف ہی۔ کچھ عرض مدعا کرنا چاہا عظمت وصولت بارگاہ قفل دہان ہوی اب یہہ صورت ہوی کہ دونون ہاتھ سینہ پر بندھے ہوے ہین۔ نظر زمین پر لگی ہی۔ نقش دیوار کی طرح کھڑا ہون امتثال فرمان مین زبان پر درود ابراہیمی جاری ہے اور عندلیب دل مشتاق دیوانہ وار عالم محویت و مستی مین زمزمہ سنج اس غزل کا ہے۔

غزل

جس کی تھی دل کو آرزو وہ رہنما یہہ ہی تو ہین ۔۔۔ کرتے تھے جسکی جستجو وہ مقتدا یہہ ہی تو ہین

شرمندہ جس سے چاند ہو خجلت ہو جس سے مہر کو ۔۔۔ کردین منور عرش کو وہ خوش لقا یہہ ہی تو ہین

پڑھتے ہین جسپر ہم درود محبوب خلاق ودود ۔۔۔ جس سے ہے عالم کا نمود شان خدا یہہ ہی تو ہین

نور مجسم جسکی ذات مصری سے میٹھی جسکی بات ۔۔۔ خُلق خدا جسکی صفات خوش ادا یہہ ہی تو ہین

عرش برین کی سیر کر حسنِ ازل کی لی خبر | مقصود ما زاغ البصر اور ما طغی یہہ ہی تو ہین
تاج کرامت جسکو تھی خلت کی خلعت جسکو تھی | ہر اک فضیلت جسکو تھی وہ پیشوا یہہ ہی تو ہین
مقصود خلق انس و جان مشہود در سر و عیان | رونق دہِ کون و مکان نور خدا یہہ ہی تو ہین
محبوب رب یہہ ہی تو ہین رحمت لقب یہہ ہی تو ہین | شاہِ عرب یہہ ہی تو ہین سلطانِ ما یہہ ہی تو ہین
رحمت سے جسکی منتظر حور و ملک جن و بشر | وہ سرور عالی گہر نام خدا یہہ ہی تو ہین
ظل احد نور صمد فرمان دہِ ہر نیک و بد | جسکی نبوت مستند وہ ذو العلا یہہ ہی تو ہین
امت کے جو غمخوار ہین اور بیکسون کے یار ہین | محبوب ہین مختار ہین بعد از خدا یہہ ہی تو ہین
مولا ہی ماوی ہی ملجا ہی منجا ہی | ہر ایک کے آقا ہی ظل خدا یہہ ہی تو ہین
مرکز جہان مقصود تن فخر زمان شاہ زمن | محبوب رب ذو المنن خیر الوریٰ یہہ ہی تو ہین
حضرت محمد مصطفےٰ خیر الوریٰ نجم الہدےٰ | شمس الضحی بدر الدجی اصل علی یہہ ہی تو ہین

اختر زہے طالع ترے کسکے کھڑا ہی سامنے
سالار جن وانس کے شاہِ ہدیٰ یہہ ہی تو ہین

مدینۃ المنورہ کی فصیل اور اسکی اطراف کی دیوارین اور دروازے

مجد الدین نے روض المعطار مین لکھا ہے کہ ۲۶۳ھ ہجری مین اسحاق بن محمد الجعدی نے مدینہ کے اطراف دیوار بنائی. مرور زمانہ پر جب وہ ضائع ہوی تو ۳۶۰ھ کے سرے پر خلافت الطائع للہ بن المطیع للہ کے زمانہ مین عضد الدولہ نے اوسکی تجدید کی۔ یہہ دیوار جبل سلع کے روبرو تھی۔ اس دیوار کے چار دروازے تھے ایک مشرق مین جس سے

لوگ بقیع غرقد کو جاتے تھے۔ دوسرا مغرب مین جس سے وادئ عقیق اور قبا کو جاتے
تھے مصلی عید حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس دروازے
کے اندر تھا تیسرا دروازہ مابین شمال اور مغرب کے تھا۔ اور چوتھا دروازہ وہ تھا
جس سے شہدا احد کی زیارت کو جاتے تھے۔ یہہ مدینہ کی قدیم دیوار تھی۔

پھر قسیم الدولہ نے ایک مضبوط دیوار مٹی اور اینٹ سے بنائی۔ سنہ ۳۶۰ ہجری مین
جمال الدین محمد بن ابی المنصور صفہانی نے مسجد شریف کے اطراف ایک مضبوط دیوار بنائی
پھر ملک نورالدین محمود شہید بن زنگی جب خواب دیکھکر مدینہ آیا تو ایک دیوار بنائی۔
ابن فرحون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان نورالدین نے اگلی دیوار (یعنی
دیوار جمال الدین) کی تکمیل کی اور کہا کہ دیوار داخل مدینہ جمال الدین اصفہانی
کی بنائی ہوی ہے۔

ان دیوارون کی ہمیشہ تجدید اور ترمیم ہوتی رہی اور بادشاہون کا ہمیشہ اسطرف
اہتمام رہا۔ پھر ۷۵۵ھ ہجری مین ناصر بن قلاون کے بیٹے صالح کے زمانہ مین
ان دیوارون کی ترمیم ہوی۔ پھر اشرف قایتبائی کے ایام مین بہت سے مقامون
مین اوسکی ترمیم ہوی

۱۰۰۰ھ ہجری مین سعد بن ثابت بن جماز نے دیوار مدینہ کے اطراف ایک
خندق کھدائی جسکی تکمیل امیر فضل بن قاسم بن جماز کی ولایت مین ہوی لیکن
اِس وقت اُس خندق کا کوئی نشان نہین۔

دیوار داخل مدینہ کی ترمیم سلطان سلیمان خان بن سلطان سلیم خان کے عہد مین ۹۳۹ سنہ ہجری
مین سال کی مدت مین ہوی. اس دیوار کا طول تین ہزار بہتر گز ہے اور برجون کو اور
دروازون کو شامل کرلین تو چار ہزار گز ہوتا ہے اوسکی ترمیم کا خرچ ایک لاکہہ دینار
بتایا جاتا ہے۔ اس دیوار کے پانچ دروازے ہین ایک جس سے بقیع کو جاتے ہین.
اوسکو باب البقیع اور باب الجمعہ بہی کہتے ہین. دوسرا باب المجیدی
شام کے سمت ہے اور اس سے قریب شامی اور غربی جہت مین جبل سلع کے
مقابل ایک دروازہ ہے اسکو بابُ الشّامي کہتے ہین بمغرب مین قلعہ کے
شرقی اور جنوبی دروازے کے منتہے پر ایک دروازہ ہی اوسکو باب الصغیر
کہتے ہین اور اوسکے قریب مغرب مین باب المصری ہے اس دروازے
پر آیہ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَنْ لَّا تَعْلُوْا
عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ لکھا ہے یہہ دروازہ حجر اسود سے بنایا ہوا ہے اور
اسوقت بہت شکستہ حال مین ہے۔

دیوار مذکور سے باہر مغرب اور جنوب کے جانب جو مکانات واقع ہین اُن
سب کو لیتے ہوئے بقیع شریف سے قلعہ تک دیوار مذکور کے اطراف اور ایک
دیوار ہے جسکے اندر بڑی وسعت ہے اوسکے بہی پانچ دروازے ہین دو دروازے
بقیع کے طرف ہین جنمے ایک کا نام باب العوالی ہے اس دروازے سے
لوگ عوالی مدینہ کو جاتے ہین قبلہ کی جہت مین ان دو دروازون کے متصل

ایک دروازہ ہے جسکا نام باب السد اور باب قبا اور مغرب مین ایک دروازہ ہے اوسکا نام باب العنابریہ حرہ غربیہ اور وادی عقیق کو اسی دروازے سے جاتے ہین قافلے جو مدینہ طیبہ کو آتے اور جاتے ہین دیوار خارجی مین باب العنبریۃ اور دیوار داخلی مین باب المصری سے آیا گیا کرتے ہین۔ شمال مین اس دیوار کے اخیر قلعہ کے پاس ایک دروازہ ہے باب الکومہ جو جبل سلع کے مقابل ہے۔ یہہ دیوار مٹی اور اینٹ کی ہے اسمین بہت سے برج ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دیوار حد دیوار اسحاق بن محمد الجعدی یا حد دیوار عضد الدولہ پر بنائی گئی ہے۔ لیکن اوسکی تجدید اور ترمیم کب ہوی اور کس نے کی معلوم نہوا۔ مگر مدینہ مین یون مشہور ہے کہ بعد استیلاء سعود الوہابی مدینہ والون نے اس دیوار کو بنایا اب یہہ دیوار بھی خستہ حال ہے۔

دیوار داخل مدینہ اور اوسکے غربی مکانون کے درمیان ایک بہت بڑا وسیع میدان قوافل حجاز کے اترنے کے لئے وقف کیا گیا ہے اوسکو بعض سلاطین عثمانیہ نے وقف کیا ہے اوسکو مناخہ کہتے ہین اس وقت پر دو دیوارون کے مابین جو آبادی ہے وہ بذات خود ایک آباد شہر ہے جس مین جمعہ ہوتی ہے اور مدینہ اوس تمام آبادی کا نام ہے جو ہر دو دیوارون سے گھیری ہوی ہے اور اوسکا ہر ایک رہنے والا مدنی کا حکم رکھتا ہے یعنے مدینہ قدیم اور مدینہ جدید ہر دو کا رہنے والا مدنی ہے۔


منظر مدينة الرسول من ميدان مناخه

منظر مدینه از مناخه بشمول جنت البقیع



مدینہ طیبہ کے باشندونکا حال

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جسوقت بعد صدمہ طوفان نوح علیہ السلام کی
کشتی جودی نامی پہاڑ پر لگی تو کشتی والے جنکی تعداد اسّی تھی اطراف بابل مین اترے
اور کثرت توالد و تناسل سے لوگ زیادہ ہو گئے آپس مین تفرقہ اور اختلاف
واقع ہوا پھر خدا کی زمین وسیع تھی لوگ اطراف مین پھیل گئے اونمین ایک جماعت
نے جو اولاد سام بن نوح سے تھی الہام الٰہی سے عربی زبان وضع کی اور سرزمین حجاز
مین مدینہ مین رہنے لگے۔ چونکہ یہہ لوگ عملاق بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد سے
تھے انکو عمالقہ نام ہوا۔ انہی لوگون نے مدینہ مین سب سے پہلے نخلستان کی زراعت
کی۔ ان لوگون کی عمرین بہت بڑی قریب چارسو برس کی ہوتی تھین اونکی اولاد بکثرت
ہوی سارا حجاز سواحل بحرین و عمان بلکہ ملک شام و مصران کے تصرف مین آگیا
ستمکبران شام اور فرعونان مصر انہی کے اولاد ہین۔ عمالقہ کے بعد یہہ مبارک سرزمین
یہودیون کا مسکن ہوی۔ کہتے ہین کہ جب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام حج بیت اللہ کے لئے حجاز کو آئے آپکے ساتھہ بنی اسرائیل کا ایک بڑا گروہ تھا
واپسی کے وقت جب زمین بر کت قرین مدینہ پر اونکا نزول ہوا تو اوسکی آب و ہوا
کی لطافت سے اور نیز اسوجہ سے کہ اونھون نے اپنی کتابون مین اس سرزمین
کو موطن حضرت نبی آخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت سے
موصوف پایا تھا اوسکی سکونت اختیار کی اور قبائل عرب سے بھی بعض لوگون نے

اون کے ساتھہ موافقت کی۔ تاریخ طبری سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بخت نصر نے
شام کو ویران اور بیت المقدس کو خراب کیا تو یہود اُس کے ظلم سے بیزار اور تنگ ہوکر
اپنے اوطان سے نکلے اور سرزمین حجاز کو پہنچے پھر مدینہ کی سکونت اختیار کی۔ اُنکی
عادت تھی کہ جب وہ معمر ہوجاتے تھے اور خود کو قریب ہلاک پاتے تھے تو اولاد کو وصیت
کرتے تھے کہ اگر اون کو قدمبوسی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف
حاصل ہو تو اونکے تابعدار اون مین منسلک ہون اور سرمو خلاف ورزی نکرین اون کا
شوق دریافت زمان سعادت توامان کے لئے اسقدر تھا کہ مخالفون کے ساتھہ جب اونکو
کوئی جھگڑا ہوتا تھا تو کہا کرتے تھے کہ انشاء اللہ کل جب نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا ظہور ہوگا ہم تمسے بدلہ خوب لینگے۔ مشیت ایزدی اوسکے مخالف تھی اور یہہ سعادت
قبائل عرب سے انصار کے قسمت مین تھی جو اونکے مقابل تھے جب آفتاب رسالت
بطحا کے پہاڑیون پر روشن ہوا اول انصار کی آنکھین کھلین۔ اونھون نے اقتباس انوار
رحمت الٰہی کیا حضور کے ساتھہ طرح موافقت و متابعت ڈالی۔ یہود کی قسمت لوٹی تھی
انصار کی موافقت سے اونکا عناد اور بڑھہ گیا بر خلاف وصیت آباو اجداد حضور کے
ساتھہ یہودیون نے سرکشی کی اور کیا پایا۔ ابن ابی شیبہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہین۔ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ حج بیت اللہ سے رجوع کرتے وقت جب حضرت
موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کوہ احد پر پہنچے حضرت ہارون کی قضا آگئی حضرت موسے
نے ایک قبر کھودی اور بھائی سے کہا ای بھائی اب لقائی رب العالمین کے لئے

تیار ہو جاؤ حضرت ہارون زندہ قبر مین داخل ہوے وہین اون کی روح قبض ہوی موسیٰ علیہ السّلام نے قبر کو بھر دیا اور شام کو روانہ ہوے۔ اب یہود عوالی مدینہ مین جو مسجدِ قبا کے اطراف ہی رہنے لگے۔

اولاد سام سے عمرو بن عامر نامی ایک رئیس نے دیار حجاز کو اپنی سکونت کے لئے اختیار کیا اوسکا بڑا بیٹا ثعلبہ بن عمرو جسکے نسل سے اوس و خزرج ہین خاص یثرب مین رہنے لگا۔

عوالی مین یہود کے قبائل سے قریظہ اور نضیر مدینہ مین قبائل انصار سے اوس و خزرج رہتے تھے کچھ دن آپسمین موافقت تھی پھر مخالفت ہوگئی اور عداوت اس قدر بڑھ گئی کہ یہود کے ظلم و تعدی سے تنگ آکر انصار نے ابو جبیلہ رئیس شام کے پاس جو اصلاً قبائل انصار سے تھا فریاد کی ابو جبیلہ نے ایک فوج جرار روانہ کرکے یہودیون سے انصار کا انتقام لیا پھر یہہ عداوت سوا سو برس سے زیادہ رہی یہان تک کہ زمانہ سعادت نشانہ حضورِ کرامت گنجور مین شرف اسلام سے مشرف ہوکر بمنطوق آیہ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا (ترجمہ یاد کرو کہ جب تم آپسمین ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تالیف قلوب کی اور اسکی نعمت سے تم آپس مین بھائیان ہوگئے) سارا جھگڑا مٹگیا جس سے نمانا خراب او تاراج ہوا اور جس نے مرشد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی اون مین پیوندِ اخوت

اور بھی مستحکم ہوگیا۔

بعض مورخین لکھتے ہین کہ تُبَّع نامی بادشہ سارے بلاد کو فتح کرتا ہوا مدینۂ طیبہ کو پہنچا اور اپنے بیٹے کو اس جاے سردار بنا کر گیا مدینہ والون نے اوس سے دغا کرکے آخر مار ڈالا تبع کو یہہ خبر پہنچی تو انتقام کے لئے ایک لشکر عظیم لیکر آیا اور مدینہ کو تاراج کرنا چاہا علماء یہود سب جمع ہوے اور تبع سے کہا یہہ شہر نبی آخر الزمان کا دار الہجرت ہے اوسکو کوئی شخص خراب کر نہین سکتا خدا اوسکا ہمیشہ حافظ و ناصر ہے۔ یہہ سُنکر تبع اپنے خیال خام سے باز آیا اور ایک مکان آرزوی سکونتِ حضور مین تیار کیا اور اون مدینہ والون کے سپرد کیا کہ اگر شرف سعادت قدم بوسی حاصل ہو تو حضور کے خادمون کے نذر کرنا اور اس کے ساتھہ ایک خط لکھدیا جسمین یہہ بیتین مرقوم تھین۔ س ف

شهدت على احمد انه ۔ رسول الله بارى النسم

فلو مد عمرى الى عمره ۔ لكنت وزيرا له وابن عم

یعنے مین گواہی دیتا ہون کہ حضرت احمد اللہ کے رسول ہین اگر میری عمر اسقدر دراز ہوتی کہ مین اون کے زمانہ تک زندہ رہتا تو مین اون کے ساتھہ برادرانہ سلوک سے رہتا اور اون کے کامون مین وزیر و مشیر ہوتا۔ اس خط کو ایک بڑے عالم کے حوالہ کیا۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جنکے مکان مین حضور نے مدینہ کو تشریف لاکر نزول اجلال فرمایا اوس عالم کے اولاد سے تھے اور اُس خط کو ابو ایوب انصاری نے

حضور کو پہنچایا۔

اس وقت مدینۂ طیّبہ مین جو لوگ ہین وہ سارے عالم کے اصل و خلاصہ ہین بارگاہِ ایزدی مین جسکو شرفِ قبول حاصل ہوتا ہے وہ شخص مدینہ طیبہ کو اپنا مسکن بناتا ہے چمار بھنگی سے لیکر روسا و امرا تک سب فرشتہ خصلت ہین اور صاف معلوم ہوتے ہین کہ یہہ لوگ جنت کے رہنے والے ہین۔ علما اور مشائخین اور قرا تو ماشاء اللہ نور علی نور۔ ساری دنیا کا مادہ ملکیت اس شہر جنت بہر مین نظر آتا ہے یہان کا بُرے سے برا آدمی دوسرے شہرون کے اچھون سے اچھا ہے یہہ لوگ انسان ہین اور انھین کو انسان کہنا چاہیئے۔

ہجرتِ رسول اللہ بسوی مدینہ و استقبال اہل مدینہ

جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۂ معظمہ سے ہجرت فرما کر بقصدِ مدینہ منورہ شہر سے نکلے آپ کے ہمراہ آپ کے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اور یہہ خبر مدینہ والون کو پہنچی تو ہر روز استقبال کے لئے شہر سے نکلکر مقام حرّہ مین انتظار کیا کرتے تھے۔ ایک روز جبکہ مدنی مسلمان بعد انتظار واپس ہوچکے تھے تو ایک یہودی نے اپنے کسی کام کو جاتے ہوے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دیکھا تو بے اختیار چلا اوٹھا کہ ای عرب والو تم اپنے محسن محترم اور معزز صاحب کے انتظار مین تھے دیکھو تو وہ آ گئے ہین

اینک آن سرو خرامان میرسد اینک آن گلبرگ خندان میرسد

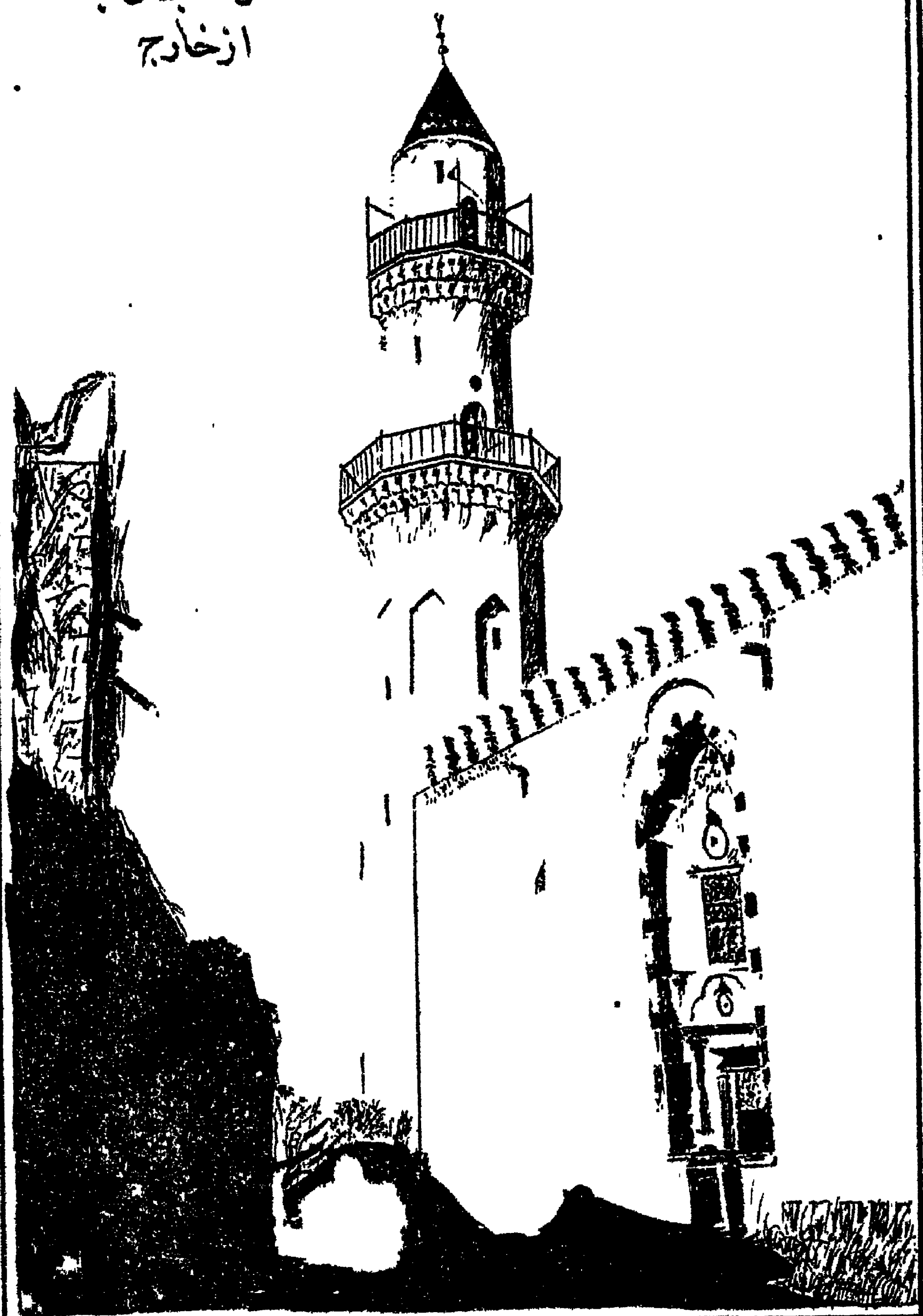
شادباش ای خستۂ ہجران بلا ۔ کز پیِ دردِ تو درمان میرسد
شوق کن ای بلبلِ گلزارِ عشق ۔ کان گلِ نوازگلستان میرسد
در دل افسردہ روحی میدمد ۔ مژدہ تن را مژدۂ جان میرسد
تازہ باش ای تشنۂ وادیٔ غم ۔ کز برایت آبِ حیوان میرسد
دور شو ای ظلمتِ شام فراق ۔ کافتابِ وصل تابان میرسد

یہہ سنتے ہی سارے مسلمان مسلح حضور اقدس مین حاضر ہوے آپ اون کو اپنے دہنے بازو لئے ہوے روانہ ہوے یہان تک کہ مقام قبا مین قبیلۂ بنی عمرو بن عوف سے کلثوم بن الہدم کے پاس ٹہرے اور قبا عوالی مدینہ مین محسوب ہی اور آپکی تشریف آوری مقام قبا مین دوشنبہ کے روز ربیع الاول کے مہینہ مین ہوی۔ آپکی اقامت قبا مین تقریبا دس روز تھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگون کی امانتین پہنچانے کے لئے مکہ مین تین روز رہے پھر مقام قبا مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملے۔

بنائی مسجدِ قبا

قبا مین کلثوم بن ہدم کی ملک سے زمین کا ایک قطعہ تھا جس مین کھجورین سکھائی جاتی تھین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے قطعۂ زمین مذکور کو لیا اور وہان مسجد تیار کرنے کے لئے اہل قبا سے فرمایا کہ مقام حرہ سے پتھر جمع کرین جب بہت سے پتھر جمع ہوگئے تو آپ نے قبلہ کے جانب ایک خط

منظر مسجد قبا
از خارج



طاقة الكشف
في مسجد القبا



فنادته الملئكة وهو قائم يصلي في المحراب

لا اله الا الله

محمد رسول الله

اس محراب کے محاذی جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے تو کعبہ حضور کو نظر آتا تھا

کھینچا اور ایک پتھر رکھا۔ آپ کے حکم سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے پتھر کے بازو ایک پتھر رکھا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اوسکے بازو ایک پتھر رکھا پھر حضور کے ارشاد پر اصحاب حضور کے اور شیخین کے رکھے ہوے پتھرون کے مقابل پتھر رکھنے لگے یہان تک کہ مسجد پوری ہوی۔ یہہ پہلی مسجد تھی۔ جسمین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ مین اصحاب کی جماعت کے ساتھہ نماز پڑہی اور بقول صحیح اسی مسجد کی تعریف مین آیۂ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ الخ[1] نازل ہوی

اس مسجد مین بھی چارون طرف عمارت ہی اور درمیان مین صحن مسجد۔ اور وسط صحن مین ایک قبہ ہے جسکو مبرک الناقہ کہتے ہین یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پہلے اسی مقام مین بیٹھی تھی۔ عمارتِ مسجد سے جانب کعبہ کے وسط مین محراب ہے اور اوسکے بازو مین منبر شریف رکھا ہے یہہ منبر سنگ مرمر کا بنایا ہوا ہے جسکو سلطان اشرف قاتیبائی والی مصر نے مسجد نبوی کے لئے تیار کیا تھا اور صدہا سال مسجد نبوی مین رہا آخر ۹۹۸ ہجری مین سلطان مرادخان مرحوم کے حکم سے مسجد نبوی کے لئے ایک نہایت عمدہ اور خوشنما جدید منبر بنایا گیا اور سلطان اشرف قاتیبائی کا منبر مسجد قبا مین رکھا گیا۔ مسجدِ قبا کے مصلے کے بائین جانب کے کونے مین ایک محراب ہے جسکا نام طاقۃ الکشف ہی۔

---

[1] البتہ وہ مسجد جسکی بنا پہلے دن سے پرہیزگاری پر ہوی ۱۲ منہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس محراب مین کھڑے ہوتے تھے تو آپ کو کعبہ نظر آتا تھا اسلئے اوسکو طاقۃ الکشف کہتے ہین۔

وصول حضرت رسول اللہ علیہ وسلم بمدینۂ طیبہ

پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی النجار سے اپنے ماموون کو اپنی تشریف آوری کی خبر دی وہ پانسو آدمی سے زیادہ تھے تلوارین لئے ہوے پہنچے اور کہا چلئے ہم سب آپ کے تابعدار ہین۔ آپ اور آپکے اصحاب ہماری منازل مین امن چمن سے رہین۔ یہہ خبر پاکر عمرو بن عوف کے قبیلے والے جمع ہوے اور کہا یا رسول اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیك کیا آپ ہم سے ناخوش ہوکر تشریف لیجاتے ہین۔ یا اس سے کوئی اچھا مقام مطلوب ہی۔ آپ نے فرمایا مجھکو مدینہ جانے کا حکم ہوا ہے۔ پھر آپ قصوٰی نامی اونٹنی پر جسکو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے چارسو درہم کو خرید فرمایا تھا سوار ہوکر چلے اور لوگ آپکے دہنے بائین آور پیچھے چل رہے تھے۔ کوئی پیدل تھا اور کوئی سوار۔ پھر آپ نے بطن وادی مین بنی سالم کے پاس نماز جمعہ ادا کی اور مدینہ پہنچے تو مدینہ والون کو بیحد خوشی ہوی عورتین تمام فرط مسرت سے مدحیہ اشعار پڑھتی نکلین۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا	مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا	مَا دَعیٰ لِلّٰہِ دَاعِ
اَشْرَقَ الْبَدْرُ فِیْنَا	وَاخْتَفَتْ مِنْہُ الْبُدُوْرُ

مِثْلَ حُسْنِكَ مَا رَاَيْنَا قَطُّ يَا وَجْهَ السُّرُوْرِ

اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

ترجمہ ثنیۃ الوداع سے (عوالی کے قریب کے پہاڑونکے سلسلہ کا نام ہے) ایک چاند ہم پر طلوع کیا ہے۔ اللہ کے داعی یعنے رسولؐ جب تک اوس کے بندون کو اوسکے طرف بلاتے رہینگے ہم پر اوسکی اس نعمت عظمی کا شکر واجب ہے۔ ہم پر ایسے چودھوین رات کے چاند کا طلوع ہوا ہے جسکے مقابلہ مین سارے چاند چھپ گئے۔ آپ کے حسن کے مانند ہم نے کسی حسین کو دیکھا نہین۔ آپ کا رخ مبارک سرور مجسم کا روشن چہرہ ہے یعنے جو کوئی آپ کو دیکھتا ہے بیحد مسرور ہوتا ہے چہرہ کیا ہے واقع مین چاند کا ٹکڑا ہے بلکہ غیرت شمس و قمر۔ ای ہمارے پیغمبر آپ نے ہمارے لئے وہ احکام لائے ہین جسکو قبول کرنا ہم پر واجب ہے۔ ہم بنی نجار کی کمسن لڑکیان ہین اور آپ کی ہمسایگی پر ای محمد صلی اللہ علیک وسلم فخر اور ناز کرتی ہین۔ اگرچہ اس ناقص ترجمے سے عربی اشعار کا حق ادا ہوا نہین تاہم اوسکے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کیسے جوشیلے دل اور شوقیہ زبان سے یہہ اشعار نکلے ہین اور اون کے قائل کسدرجہ شراب محبت کے مست اور دریای تعشق کے غرق تھے اونکو سوای چہرۂ محبوب کے کچھہ نظر آتا نتھا محبت کی سلئے اور نشہ مین جھومتے ہوے غزلخوانی کرتے ہے تھے بکثرات

کو آرزو تھی کہ حضور کے مبارک قدم سے اپنا گھر رشک ارم اور غیرت گلزار فردوس ہو۔ اہل مدینہ بھی دلی آرزو اور قلبی تمنا مین مضطربانہ اپنے گھرون سے باہر نکل جوق جوق حضور کے روبرو آتے تھے اور بکمال عاجزی سے اپنے اپنے مقامون کو بتلا کر اترنے کے لئے التجا اور استدعا کرتے تھے۔ کوئی زبان حال سے ترنم ریز اس شعر کا تھا۔ ؎

گر بر سر و چشم من نشینی	نازت بکشم کہ نازنینی

اور کوئی یون زمزمہ سنج ہوتا تھا۔ ؎

گاہ در دل سازو گہ در دین جا	ہر دو جای تست یا بَدرَ الدُّجیٰ

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے ناقہ کو چھوڑ دو وہ جہان بیٹھیگا مین وہین اترونگا کیونکہ وہ مامور ہے اور اوسکو اترنے کا مقام دکھلایا گیا ہے۔ پھر وہ ناقہ اس مقام پر بیٹھا جہان اسوقت مسجد نبوی ہے اور ایک روایت سے جہان حجرۂ شریف واقع ہے۔ پھر وہ اونٹنی اوٹھی اور ذرا سا مشرق طرف ہٹ کر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر بیٹھی صحابی موصوف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان اونٹنی سے اوتار کر حضور کے ملاحظہ اقدس مین گزرانکر اپنے مکان کو لیگئے اور حضور نے فرمایا المرء مع رحلہ یعنے ہر شخص اپنے سامان کے ساتھ ہے پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے مکان مین اترے ذلک

فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۵

مبارک منزلے کان خانہ را ماہی چنین باشد
ہمایون کشوری کان عرصہ را شاہی چنین باشد

یہہ مکان مسجد کے شرقی جانب واقع ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان سات ہمینے قیام فرمایا۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان مین جسکا پتا نقشۂ منسلکہ سطح زمین مسجد سے ملتا ہے قبلہ کے جانب دیوار مین ایک محراب ہے اسی مقام مین ناقۂ رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم بیٹھا تھا۔ اب زایرین اس مقام کی زیارت کرتے ہین اور دو رکعت نفل ادا کرتے ہین۔

تعمیر اوّل مسجدِ رسولُ اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم

جس مقام مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ پہلے بیٹھا تھا وہان آپ نے مسجد بنانی چاہی۔ وہ مقام دو یتیم انصاری لڑکون کی ملک سے تھا۔ جو اسعد بن زرارہ کے آغوش مین پلتے تھے یہان بھی کھجورین سکھائی جاتی تھین حضرت رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم نے اوس کو خرید کرنا چاہا تو یتیم لڑکون نے اسکو ہبہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا آپ نے نہ مانا اور آخر دس دینار کو خرید کیا۔ اوسمین صرف ایک دیوار تھی اور کوئی سقف نتھی۔ اوس زمانہ مین قبلہ بیت المقدس کے جانب تھا حضرت رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اسعد بن زرارہ وہان جماعت سے نماز پڑہا کرتے تھے اوس مقام مین مشرکون کے قبور اور غرقد اور کھجور کے درخت تھے آپ نے قبورِ مشرکین کو کہدوایا اور

درخت کٹواکر قبلہ کے سمت باڑہ لگائی مکہ سے تشریف لاکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ مین جو ابتدائی مسجد بنائی اوسکی وسعت ستر ہاتھ لینی اور ساٹھہ ہاتھہ چوڑی تھی۔ پھر بعد فتح خیبر جب مسجد کی توسیع کی گئی تو اوسکا طول وعرض برابر سو سو ہاتھہ تھا۔

مسجد کا پایا پتھر سے تین ہاتھہ عریض بنایا گیا تھا اوسکی تعمیر اینٹ سے ہوی تھی۔ بناء مسجد مین خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس نفیس سے کام کرتے تھے قبلہ کی دیوار بیت المقدس کے سمت اینٹ سے بنائی اور جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو یہہ دیوار مقام اہل صفہ کی حد ٹہری۔ صفہ مسجد کے اخیر ایک سایہ دار مقام تھا جسمین مساکین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے جسکو کوئی گھر دار نتھا۔ اس مسجد کے تین دروازے تھے ایک قبلہ کے جانب۔ دوسرا باب عاتکہ جسکے محاذی اسوقت باب الرحمان یا باب الرحمۃ ہے۔ تیسرا باب ال عثمان جسکے محاذی اسوقت باب جبرئیل ہے جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو آپ نے جانب قبلہ کا دروازہ بند کیا اور اوسکے محاذی ایک دروازہ کھولا مسجد کے ستون لکڑی کے بنائے اور سقف کھجور کے پتون کی تھی اور باقی کو صحن مسجد بنا کر چھوڑا۔

بنای مسجد کے ساتھہ ہی ساتھہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین سے حضرت سودہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے

لئے مکان بنوائے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مکان وہی ہے جہان اس وقت حجرۂ شریف واقع ہے۔ باقی ازواج مطہرات کے مکانات سکے بعد دیگرے اوقات مختلفہ مین بنائے گئے۔ اور پھر جب امہات المومنین کا انتقال ہوچکا تو ولید بن عبد الملک کی خلافت مین عمر بن عبد العزیز متولی بناء مسجد نے امہات المومنین کے مکانون کو مسجد مین داخل کیا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر جو ابتدا مین کی اوسکے حدود حسب ذیل تھے۔ یعنے قبلہ کے جانب مصلی شریف کے عقب کی دیوار۔ شام کے طرف باب جبرئیل کے دہنے بازو کے مقابل۔ مشرق مین منبر سے چوتھے ستون کے قریب جسکو اسطوانہ توبہ کہتے ہین حجرۂ شریف سے دو ہاتھ کے فاصلہ پر۔ اور مغرب کے سمت بھی منبر سے چوتھا ستون۔

لہ یہہ بیان صاحب نزہتہ الناظرین کا ہے لیکن مسجد کے طرز حدود مسجد النبی علی بنار الاولی کے دیکھنے سے جو اسوقت نظر آتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی حد غربی ستون رابعہ عن مصلی النبی ہے جیسا کہ نقشہ منسلکہ سے ظاہر ہوتا ہے اور شیخ سمہودی خلاصتہ الوفا مین مطری سے نقل کرتے ہین کہ مسجد نبوی کی حد غربی وہ ستون ہے جو منبر کے بعد جانب غرب واقع ہے یہہ قول موافق نقشہ حالیہ کے ہے اور اسی صورت مین محراب نبوی وسط مسجد مین واقع ہوتی ہے اور طول مسجد بھی قریب ستر ہاتھ کے ہوتا ہی جیسے سابق مین گذرا منبر کا کسیقدر کنارہ ہونا حرج نہین کرتا برخلاف اسکے اگر حد غربی منبر سے چوتھا ستون ٹہرائی جاوے تو مصلای نبوی وسط مسجد مین نہین رہتا اور طول مین المشرق والمغرب بہت زیادہ قریب نوے ہاتھ کے ہو جاتا ہی پس راقم سطور کی نظر مین وہی قول راجح ہے جسپر مطری کو اعتماد ہی ۱۲ منہ

تعمیر ثانی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خیبر سے مظفر و منصور تشریف لائے تو مصلیون کی کثرت کی وجہ سے آپ نے مسجد کی توسیع کی۔ قبلہ کی حد تو وہی قدیم حد قائم رہی۔ شرق مین شباک (جالی) حجرۂ شریف تک توسیع کی۔ مغرب مین منبر سے پانچوین ستون تک وسیع فرمایا۔ شام کے سمت باب النسا تک توسیع کی تو اب مسجد کی پیمایش طول مین ایک سو ہاتھ اور عرض مین ایک سو ہاتھ ہوی۔ تعمیر مسجد مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آپ اینٹ اوٹھاکر لیجاتے تھے۔ کبھی فرماتے تھے اللھم ان الاجر اجر الآخرۃ فارحم الانصار و المھاجرۃ ترجمہ۔ یا اللہ البتہ اجر یہی تو آخرت کا اجر ہے پس انصار اور مہاجرون پر رحم کر۔ اور کبھی فرماتے تھے اللھم لا خیر الا خیر الآخرۃ فانصر الانصار والمھاجرۃ ترجمہ۔ یا اللہ خوبی ہے تو آخرت کی خوبی ہے۔ پھر انصار اور مہاجرون کی مدد کر۔ تمام اصحاب اس کام مین مصروف تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنا مسجد مین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اینٹ اٹھاتے تھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اونکے ساتھ ہوتے تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایکبار مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اینٹون پر اینٹین اسقدر جمائے لیجاتے تھے کہ مبارک پیٹ سے سینہ تک ہوئی تھین۔ مین نے خیال کیا کہ اسقدر بوجھ اوٹھانا حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھاری ہے عرض کی یا رسول اللہ صلواۃ اللہ وسلامہ علیک آپ میرے حوالہ فرمائین حضور نے فرمایا ای ابوہریرہ اینٹین بہت ہین تم دوسری اینٹین اوٹھالاؤ کیونکہ لاعیش الاعیش الاخرۃ ترجمہ۔ آرام ہے تو آخرت کا آرام ہے اور ایک روایت مین ہے کہ اصحاب ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر دو دو اینٹین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اون سے مٹی جھٹکنے لگے اور فرمایا شاہ باش عمار باغی گروہ اوسکو قتل کریگا وہ اونھین جنت کو بلاتا ہوئگا اور وہ اوسکو دوزخ کو بلاتے ہوئنگے۔ صدقے حضور کی ہمدردی کے کیسی غمخواری ہے۔ آیۂ کریمۂ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (ترجمہ جس چیز سے تمکو تکلیف ہو وہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت شاق اور ناگوار ہے) آپکی غمخواری کا ایک کرشمہ ہے۔ اس بنا ثانیہ مین مسجد کی توسیع کے لئے زمین کی ضرورت ہوی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب زمین سے جو ایک انصاری تھے پوچھا کہ اس قطعہ زمین کو بمعاوضہ ایک عمارت جنت کے دیدے۔ وہ راضی نہوے پھر حضرت عثمان ذوالنورین تشریف لائے اور اوس زمین کو اوسکے مالک سے دس ہزار درہم کو خرید کیا۔ پھر حضور نبوی مین حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ اوس زمین کو جس قیمت سے آپ اوس انصاری سے خرید فرمانا چہتے تھے مجھ سے بھی اوسی قیمت پر خرید لیجے۔ پھر آپ نے اوسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بمعاوضہ

قصر جنت خرید فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین مسجد کی توسیع

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین حضرت عباس رضی اللہ کے گھر کو مسجد مین داخل کیا۔ اور مغرب کے طرف دو ستون جنکا اندازہ بیس ہاتھ ہے بڑہائے اور جانب قبلہ ایک کمان جسکا عرض دس ہاتھ تھا بڑہائی۔ شام کے سمت مسجد کو تیس ہاتھ وسیع کیا اور شرق کی طرف علی حالہ چھوڑ دیا۔ اب مسجد کا طول ایک سو چالیس ہاتھ اور عرض ایک سو بیس ہاتھ ہوا مسجد کے چھے دروازے بنائے گئے دو قبلہ کے دہنے جانب اور دو بائین سمت اور دو پیٹھ سے **باب النبی** مین جسکو اب **باب جبرئیل** کہتے ہین کوئی تغیر ہوا نہین **باب عاتکہ** (حال باب الرحمہ) قدیم دروازے کے محاذی بنایا گیا۔ مروان کے گھر کے نزدیک **باب السلام** بنایا اور باب جبرئیل کے بازو ایک دروازہ کہولا جسکو اسوقت **باب النساء** کہتے ہین۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد مین جو توسیع کی وہ ۱۷ھ ہجری مین ہوی۔ یہہ بنا بھی اینٹ کی تھی اور ستون لکڑی کے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بنا مین مسجد کی توسیع جو جانب مغرب ہوی اوسمین عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا کامل مکان اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا نصف مکان داخل مسجد ہوا۔ اور شرق مین امہات المومنین کے مکانات ہونے سے

براہ ادب آپ نے اونکو اونکے حال پر چھوڑ دیا۔

مسجد کے کنارۂ شرقی پر شام کے سمت ایک صفہ بنایا جسکو بطیحا کہتے تھے جہان لوگ بیٹھکر بات چیت کیا کرتے اور اشعار پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا مکان جو مسجد مین داخل کیا گیا اوسکا تفصیلی حال یون کہا جاتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مسجد مسلمانون پر تنگ ہوگئی ہے مین اوسکو وسیع کرنا چاہتا ہون۔ ایک طرف امہات المومنین کے مکان ہین اونکو توڑنے کی میری طاقت اور مجال نہین لیکن دوسرے طرف آپکا مکان ہے آپ اوسکو دیدین کہ مسجد مین توسیع کیجائے اور اوس کے معاوضہ مین آپ جو قیمت طلب کرتے ہین مین اوسکے ادا کرنے کو حاضر ہون اور منظور ہو تو اوسکے عوض مدینہ مین آپ جہان چاہین مکان خرید کر دیتا ہون۔ یا چاہئیے تو اپنا مکان مسلمانون پر صدقہ کیجئے یعنے مفت دیجئے غرضکہ ان تین باتون سے کسی ایک امر کو مان لینا آپ پر لازم ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو یہہ مکان علیحدہ کرکے دیا ہی مین اوسکو ہرگز ندونگا۔ آخر اس جھگڑے مین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حکم مقرر ہوئے اونھون نے کہا مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ حق سبحانہ تعالی نے داؤد علیہ السلام کو حکم کیا کہ خدا کا گھر بنائے جہان اوسکا ذکر ہوتا رہے۔ داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی اوسکے ایک کونے

کی تکمیل کے لئے بنی اسرائیل سے ایک مرد کے گھر کی ضرورت ہوی داؤد علیہ السلام نے اوسکو خرید کرنا چاہا صاحب مکان راضی نہین ہوا۔ داؤد علیہ السلام بہرحال اوس مکان کو لے لینے پر آمادہ ہوے۔ وحی آئی ای داؤد مین نے تجھکو اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے کہا تھا اور تو لوگون کے گھر غصب کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ تیری سزا یہی ہے کہ یہہ کام تجھ سے پورا نہو۔ پھر اونکی دعا اور درخواست پر کہ یہہ کام اونکی اولاد سے پورا ہو سلیمان علیہ السلام نے اوسکی تکمیل کی۔ اس حدیث کے سنتے ہی عمر رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کا تقاضا کرنے سے باز آ گئے۔ اور عباس رضی اللہ عنہ نے اوسیوقت مکان کو مسلمانون پر ایثار کیا۔

جعفر بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کا نصف مکان ایک لاکھ درہم کو خریدکیا اور دوسرا نصف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بنا مین داخل مسجد ہوا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین مسجد کی توسیع

پھر حضرت عثمان رضی اللہ نے ۲۹ سنہ ہجری مین اپنے ایام خلافت مین مسجد کی توسیع کی۔ اوسکا آغاز غرۂ ربیع الاوّل ۲۹ سنہ ہجری مین ہوا اور انصرام غرۂ محرم ۳۰ سنہ ہجری مین اس مدت مین آپ بذات خود مصروف کار تھے مسجد سے کبھی باہر نجاتے تھے دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو مصروف نماز رہتے تھے۔ آپ نے قبلہ کے جانب ایک کمان اور مغرب کے سمت ایک کمان بڑہائی اسوقت قبلہ کی جو دیوار ہے وہ حد بنای عثمانی ہے۔ مغرب کے جانب منبر سے آٹھوین ستون تک۔

اور شام کے طرف دس ہاتھہ کی توسیع کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساری مسجد کو بشمول بناء عمر رضی اللہ عنہ بالکل منہدم کیا اور از سر نو مسجد کی تعمیر کی۔ مسجد کی دیوارین پتھر کی بنائین۔ ستون بھی پتھر کے بنائے جنکے جوف یعنے خلو مین لوہے کے ستون سیس سے جما دئیے گئے تھے۔ سقف ساج کی لکڑی کی بنائی۔ آپ نے بھی عمر رضی اللہ عنہ کی طرح مسجد کے چھے دروازے رکھے۔ دو مغرب کے جانب۔ دو مشرق کے سمت۔ اور دو شام کے طرف۔ یہہ شامی دروازے اور اون کے سوای اطراف مسجد مین جو زائد دروازے تھے تجدید دیوار کے وقت بند کر دئیے گئے۔ اوسکے بعد ہمیشہ مسجد کے چار دروازے ہی رہے۔ یہان تک کہ سلطان عبد المجید خان مرحوم کے زمانہ مین مسجد کی بنا از سر نو ہوی تو شام کے طرف ایک دروازہ کھولا گیا جو اسوقت باب المجیدی کہلاتا ہے اور سلطان نے اوسکا نام باب التوسل رکھا۔

چونکہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بنا مین اصل مسجد نبوی جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھون بنی تھی منہدم ہوی لہذا اونکی بناء سے لوگ خوش نتھے۔ کہتے ہین کہ جسوقت بناء عثمانی کا کام چل رہا تھا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ خدا کرے یہہ کام پورا نہو۔ لوگون نے پوچھا آپ کیون ایسا کہتے ہین تو کہا کہ اوسکی تکمیل پر فتنہ نازل ہونے والا ہے۔ اور وہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ ہے لوگون نے کہا کہ آخر عمر رضی اللہ عنہ بھی قتل ہوے تھے تو

کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل عمر رضی اللہ عنہ کے قتل سے ہزار درجہ بڑھکر ہے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد عدن سے روم تک خونریزی ہوگی۔ اور فی الواقع ختم خلافت بنی امیہ تک جتنی خونریزی ہوی اوسکا سلسلہ اسی ایک قتل عثمان ذوالنورین سے شروع ہوا۔

ولید بن عبدالملک کے عہد مین مسجد کی توسیع

پھر ولید بن عبدالملک کے زمانہ مین مسجد کی توسیع ہوی جسکا آغاز ۸۸ھ ہجری مین ہوا۔ اور انصرام ۹۱ھ ہجری مین۔ اوسنے مغرب مین دو کھانین بڑہائین اور شرق مین مسجد کو موجودہ دیوار شرقی تک بمقدار مین ستون کے وسیع کیا اور امہات المومنین کے حجرات کو منہدم کرکے داخل مسجد کیا۔

جسوقت حجرات شریف منہدم کردئیے گئے لوگون مین ایک مصیبت واقع ہوی اور سارا مدینہ رونے لگا۔ سعید بن المسیب کہتے ہین کاشکے یہہ حجرے اپنے حال پر چہوڑ دئیے جاتے کہ لوگ دیکھتے کہ حضرت سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا مین کیسی زندگی بسر کی۔

ولید نے شرقی حصہ دیوار قبلہ کو حد قبلہ بناء عثمانی کے ساتہہ ملادیا۔ شام کے جانب صحن مسجد مین مربع قبور شریف سے دس ستون کے صفوف بنائے اور اوسکے بعد اور چار ستون بنائے تو گویا مربع قبور شریف سے چودہ ستون کے چار صفین بنائین اوسنے بھی اپنی بنا مین عثمان رضی اللہ عنہ کے طرح پتھر اور لوہے

سے کام لیا۔ دیوارون پر نقش ونگار کئے۔ سقف ساج کی بناکر اوسپر طلاکاری کی۔

توسیع مسجد کے زمانہ مین ولید کے طرف سے عمر بن عبد العزیز عامل مدینہ تھے اونہین کی نظارت مین توسیع مسجد کا کام ہوا۔

کہتے ہین کہ جب ولید بن عبد الملک حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر مدینہ طیبہ پہنچا ایک روز منبر پر خطبہ پڑہ رہا تھا کہ اوسکی نظر چہرۂ ماہ پارۂ حضرت حسن بن امام حسن رضی اللہ عنہما پر پڑی اوسوقت آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان مین تشریف رکھتے تھے۔ اور آئینہ دست مبارک مین لئے اپنے جمال جہان آرا کا مشاہدہ فرماتے تھے۔ ولید نے خطبہ سے فارغ ہوکر عمر بن عبد العزیز کو طلب کیا اور زجر و توبیخ کی کہ کیون اہل بیت نبوی کو ابھی اس مکان مین رہنے کی اجازت دی اور کیون فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر داخل مسجد نہین کیا گیا۔

اُس مکان مین حضرت حسن بن حسن بن علی اور فاطمہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہم رہتے تھے اونھون نے گھر کو تحویل کرنے سے انکار کیا تو ولید کا حکم ہوا کہ اگر اہلبیت نبوت مکان سے نہ نکلین تو اون پر گھر گرادیا جائے۔ پہر لوگ بغیر اجازت اوس خاندان مصطفوی کے گھر کا سامان باہر لیجانے لگے اور گھر کو منہدم کرنا شروع کیا تو ناچار اہلبیت مکان سے نکل گئے۔ اور دن دہاڑے مدینے سے نکلکر دوسری جاے رہنے لگے۔ اس مکان کے معاوضہ مین سات ہزار دینار حضرت حسن بن امام حسن رضی اللہ عنہما کے پیش کئے گئے آپ نے اوسکو قبول نہین کیا

اور انکار کو قسم سے مؤکد فرمایا۔ عمر بن عبد العزیز نے ولید کو اس امر کی اطلاع دی اوس نے لکھا اہلبیت سے گھر چھین لو اور قیمت بیت المال مین داخل کردو۔

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے متعلق بھی حضرت عمر کی اولاد سے اس قسم کا جھگڑا ہوا اوسوقت حجاج بن یوسف مدینہ مین تھا حکم کیا کہ گھر اونکے سرون پر گرادو۔ لیکن جب یہہ کیفیت ولید کو پہنچی تو اوسنے عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے اولاد کی خوشنودی حاصل کرنے مین کوتاہی نکرنا گھر کی قیمت اون کے خاطر خواہ دینا نہ لین تو اونکی تعظیم کرنا اور ایک حصہ مکان کا اونکے لئے چھوڑ دینا اور مسجد مین اونکا ایک دروازہ بھی باقی رکھنا۔

افسوس کہ ولید نے توسیع مسجد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے عوض جگر گوشگان رسول مقبول بقیۂ خاندان علیؓ و بتولؓ کو بے خانمان کرکے گھر سے نکالا اور یون ظلم و تعدی سے پیش آیا۔ یہان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور بنی امیہ کی حکومت کا فرق صاف نظر آتا ہے کہ اس مسجد کی توسیع کے لئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عباس بن عبد المطلب کی ناخوشی کو گوارا نہین کیا اور ولید نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے پوتا پوتی کو اُن کے گھر سے بجبر و تعدی باہر کیا۔

مہدی عباسی کے عہد مین مسجد نبوی کی توسیع

پھر مہدی عباسی نے اپنی خلافت مین شام کے طرف دس ستون بنائے اوسکی

بنا کا آغاز ۱۶۱ھ ہجری اور اختتام ۱۶۵ھ ہجری مین ہوا۔ پس اس مقدار زیادتی پر مسجد کا خاتمہ ہوگیا۔ اوسکے بعد جو کچھہ عمارت کی تجدید ہوی وہ اپنی حدود کے اندر ہوی اور کسی مقام مین تغییر و تبدل ہوا نہین۔ بعض لوگ مامون الرشید کیطرف بھی توسیع فی المسجد کی نسبت کرتے ہین اور وہ ثابت نہین۔

طول و عرض مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عرض مقدم مسجد شریف کا حسب بیان ابن زبالہ قبلہ کی جہت مین ایک سو پینسٹھ ۱۶۵ ہاتھہ ہے اور عرض موخر ایک سو تیس ۱۳۰ ہاتھہ۔ علامہ سمہودی کے تحقیق مین عرض مقدم ایکسو سینتسٹھہ اور نصف ۱۶۷½ ہاتھہ اور عرض موخر ایک سو پینتیس ۱۳۵ ہاتھہ۔ اور طول مسجد دوسو ترپن ۲۵۳ ہاتھہ۔ سید برزنجی لکھتے ہین کہ مین نے خود ناپا تو عرض مقدم ایکسو چہتر ۱۷۰ ہاتھہ۔ عرض موخر ایکسو پینتیس ۱۳۵ ہاتہہ اور طول دوسو پچپن ۲۵۵ ہاتہہ پایا۔

راقم سطور کو اگرچہ کامل چالیس روز اس مبارک بقعہ مین رہنا نصیب ہوا لیکن پیمایش کو حد ادب سے متجاوز پاکر معذور رہا اور صرف بیان اسلاف پر اکتفا کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدود روضۃ المطہرہ اور اوسکے حالات

حد روضۂ مطہرہ کے متعلق (جسکی نسبت حدیث شریف ما بین بیتي ومنبري روضة من رياض الجنة ترجمہ۔ درمیان میرے گھر اور میرے منبر کے ایک روضہ ہے ریاض جنت سے۔ وارد ہے) علما کو اختلاف ہے۔ بعد تحقیق جو ثابت

ہوا وہ یہہ ہے کہ مصلای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان اور اوسکے عقب کی دو کمانین یعنے جنوب مین محراب نبوی کے عقب کے ستون سے شمال مین تین کمان تک۔ اور مشرق مین حجرۂ شریف کی جالی سے مغرب مین منبر تک پانچ کمانین داخلِ حدود روضہ مطہرہ ہین۔

یہہ مقام بہت آراستہ ہے مسجد کے سارے ستون سنگ عقیق کے ہین اور قد آدم مرمر کی تختیون سے اور طلائی نقش ونگار سے مزین ہین۔ ترکی قصیدۂ نعتیہ ان ستونون پر مرقوم ہے۔ صبح سے عشا تک یہان قرآن شریف کی تلاوت ہوا کرتی ہے۔ حدیثِ مذکور کے معنے مین کہ میرے گھر اور منبر کے مابین جو قطعہ ہے وہ جنت کے باغون سے ایک باغیچہ ہے علما کو اختلاف ہے کہ آیا وہ حقیقۃً روضۂ جنت ہے یا مجازاً جنت کہلاتا ہے۔ امام مالکؒ اور علما کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ روضہ مطہرہ مثل اور قطعات زمین کے نہین بلکہ داقع مین جنت کی کیاریون سے ایک کیاری وہان لاکر رکھی گئی ہے۔ جیسے حجرِ اسود جنت سے لایا گیا ہے اور بعض کہتے ہین کہ بلحاظ کثرتِ ثوابِ عبادت کثرتِ نزولِ رحمتِ آلہی اور کثرتِ حصولِ سعادت کے یہہ مقام مجازاً روضۃ من ریاض الجنۃ کہلایا۔ حافظ ابن حجر اس قول کو راجح بتلاتے ہین۔ اور دوسرے قول پر اونکو اعتراض ہے کہتے ہین کہ اس صورت مین فضیلت کی کوئی خصوصیت نہین رہتی اور حالانکہ حدیث شریف کے سیاق سے ثبوت فضیلت پائی جاتی ہے نظر تحقیق وانصاف سے

معنی حقیقی سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہین کیونکہ حجرِ اسود کے جنت سے لائے جانے کی خبر جس مبارک ذات سے ملی اوسی مقدس سرکار نے روضہ مطہرہ کے روضۃ من ریاض الجنۃ ہونے کی خبر دی ہے۔ اوسمین ایک نازک بھید ہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ انتقال حجر اسود سے مختص ہوے تو فخر نسل ابراہیمی حضرت محمد عربی علیہ الصلوۃ و السلام کا بھی انتقال روضۃ مطہرہ سے مختص ہونا امرِ لازمی تھا کہ الولد سر لابیہ۔

روضۃ مطہرہ کے جانب شرقی شباک مقصورۂ شریف کے کنارہ جانب قبلہ پر ایک تختی نصب ہے جسمین مطلا حروف سے یہہ دو حدیث مرقوم ہین۔ (۱)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اَخْبَرَ فِیْ صَحِیْحِ الْخَبَرِ اَنَّ حَوْلَ الْعَرْشِ سِتِّیْنَ اَلْفُ عَالَمٌ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِمُحِبِّ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَ یَلْعَنُوْنَ لِمُبْغِضِ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ (۲) وَ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ وَ مِنْبَرِیْ عَلٰی تُرْعَۃٍ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّۃِ۔ ترجمہ (۱) الٰہی رحمت کاملہ نازل کر ہمارے سرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھون نے حدیث صحیح مین خبر دی ہے کہ عرش کے اطراف ساٹھ ہزار عالم ہین جو ہمیشہ ابو بکر اور عمر کے دوستون کے لئے مغفرت طلب کرتے ہین اور ابو بکر و عمر کے دشمنون پر لعنت کیا کرتے ہین (۲) اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغیچون سے ایک باغیچہ ہے اور

میرا منبر جنت کے کیاریوں سے ایک کیاری پر ہے

مسجد نبوی کا پہلے مرتبہ جلنا

غرہ رمضان المبارک شب جمعہ ۶۵۴ھ ہجری کو مسجد نبوی مین شمال کے جانب زاویۂ غربی کو آگ لگی. اوسکی وجہ یہہ ہوی کہ خدام مسجد سے ایک شخص منارون کے قنادیل روشن کرنے کے لئے مخزن غربی مین داخل ہوا وہان ایک لکڑی کی جالی مین ایک چنگاری پڑگئی اور بھڑک اوٹھی جسکے بجھانے مین بہت کوشش کی گئی مگر سب بیکار ہوگئی آخر مسجد کی ساری سقف جلگئی اور سوا اس قبہ کے جو اسوقت صحن مسجد مین تھا اور جس مین مصحف عثمانی رکھا تھا کچھہ باقی نرہا اس اگ کی کیفیت فی الفور خاتم خلفای عباسیہ معتصم باللہ کو پہنچی ۶۵۵ھ مین تجدید عمارت کے لئے عراق قافلہ کے ساتھہ کاریگر آلات لئے ہوے آگئے۔ اسی اثنا مین محرم ۶۵۶ھ ہجری مین تاتاریون کا غلبہ ہوا اور خلیفہ مع اہل و عیال مارا گیا

ترمیم و تجدید عمارت مسجد نبوی بعد حریق اوّل

پھر مصر سے الملک المنصور نورالدین علی بن الملک المعز عزالدین ایبک الصالحی نے۔ اور یمن سے ملک المظفر شمس الدین یوسف بن المنصور عمر بن علی بن رسول نے تعمیر مسجد کے لئے آلات اور اسباب روانہ کئے۔ اس عرصہ مین والی مصر معزول ہوا اور اوسکی جائے اوسکے باپ کا غلام ملک المظفر سیف الدین محمود بن محمد ۲۰ ذیقعدہ ۶۵۷ھ ہجری مین تخت نشین ہوا اور مصر مین داخل ہوتے ہوتے ہی مارا گیا اور مسجد کا کام پورا ہونے نہ پایا۔ اوسی

سال کے اواخر مین الملک الظاہر رکن الدین بیبرس الصالحی والی مصر ہوا اور اوسی کی ریاست مین مسجد کی مرمت کا کام پورا ہوا۔

پھر ۷۰۵ھ ہجری دو سال کی مدت مین ملک الناصر محمد بن قلاون الصالحی کے ایام سلطنت مین صحن مسجد کی شرقی اور غربی جہات کی سقف از سرِ نو بنائی گئی اوسکے بعد متعدد اوقات سقف مسجد مین خلل پیدا ہونے کی وجہ سے اوسکی ترمیم اور تجدید ہوتی رہی۔ پھر روضہ شریف کی سقف مین خلل پیدا ہوا امیر بردبک الناجی المعمار نے ۸۵۱ھ ہجری مین اوسکی ترمیم کی۔

پھر ملک اشرف قاتیبائی کے زمانہ مین مسجد کی سقف ازسرِ نو بنانے کی ضرورت ہوی۔ منارۂ شرقیہ مین جسکو منارۂ بخاریہ کہتے تھے اور اب منارۂ سلیمانیہ کہتے ہین شق پیدا ہوا۔ ۹۷۴ھ ہجری مین سلطان سلیمان نے اوسکو ازسرِ نو بنایا۔ اسیوجہ سے اوسکا نام منارۂ سلیمانیہ ہوا۔ پھر سلطان عبدالعزیز خان مرحوم کے زمانہ مین اوس منارہ مین شق پیدا ہوا اور اوسکے حکم سے ترمیم ہوی۔

مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بارِ ثانی جلنا

تیرہوین رمضان المبارک ۸۸۶ھ ہجری کو شب کے وقت جبکہ رئیس المؤذنین منارۂ رئیسیہ پر چڑھا اور دوسرے مؤذنین بھی باقی منارون پر چڑھے اور تذکیر وتہلیل مین مشغول ہوے یک بیک چارطرف سے ابر پیدا ہوا گرج کے ساتھہ بجلیاں کوندنے لگین سونے والے سب کے سب جاگ اوٹھے بجلیون سے آنکھون مین چکاچوندائی یعنی

اس حالت مین ایک بجلی گری جسکا ایک حصہ منارۂ رئیسیہ کے ہلال پر گرا زمین نے فی الفور جان بحق تسلیم کی اور منارۂ مذکور اور حجرۂ شریف کے مابین جو سقف تھی اس مین ایک بڑا روزن ہوگیا اور اوس روزن سے مسجد مین آگ لگی۔ سارے شہر مین مسجد کو آگ لگنے کا شور مچگیا۔ امیر مدینہ اور اہل مدینہ سب جمع ہوگئے اور آتش کو بجھانے کی کوشش کیگئی لیکن وہ بھڑکتی رہی۔ آگ بجھانے مین جن لوگون نے سعی کی اون سے تقریبًا دس آدمی ہلاک ہوے جنمین نائب خازن الحرم بھی تھا۔

کہتے ہین کہ جس شب کو مسجد کو آگ لگی اکثر لوگون نے سفید پرندون کو دیکھا کہ آگ کو ہمسایہ کے مکانون مین لگنے سے روکتے تھے۔ بڑے بڑے شعلے اطراف پھیلتے تھے لیکن اطراف کے مکانون پر اونکا کوئی اثر ہوتا نتھا۔

امیر مدینہ منورہ سید شریف زین العابدین نے خبر دی کہ ایک صادق الکلام عربی نے اوس شب کو خواب دیکھا کہ آسمان مین جراد یعنی ٹڈیان پھیل گئین ہین۔ اور اوسکے عقب مین بڑی آگ لگی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ کو روک لیا اور فرمایا کہ مین اسکو اپنی امت سے روک لیتا ہون جزاہ اللہ عن امتہ افضل ما جازی نبیا عن امتہ۔ اس آتش کا اثر اس قدر ہوا کہ ساری مسجد مثل تنور کے ہوگئی۔ صرف حجرۂ شریف اور اوسکے ستون باقی رہگئے اور صحن مسجد کا قبہ بھی جو سابق کی آگ مین سلامت رہا تھا اور جسکا بانی خلیفہ الناصر لدین اللہ تھا اب بھی سالم رہا۔ اس آتش مین بجز اوس سامان کے جسکے نکالنے مین پہلے پہل جلدی کیگئی

زمانۂ حال

بہت سا مال کتب اور مصاحف جلگئے۔

اس حادثہ کی خبر ۱۶ ر رمضان المبارک کو سلطان ملک اشرف قاتیبائی والی مصر کو دی گئی اور ہر طرف اوس سے ایک عام شورش پیدا ہوی کہ اس مقدس مقام کو آگ لگنے کی کیا وجہ ہے آخر سب کے پاس یہہ ثابت ہوا کہ امت کے برے اعمال کی وجہ یہہ صورت ہوی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی آگ کی صورت مین ظاہر ہوی۔ خداوند عالم نے تنبیہ کے لئے اس نشانی کو ظاہر کیا اور لسان قدرت یہہ ندا کررہی تھی کہ ای گروہ گناہگاران ذرا نظر عبرت سے دیکھو کہ تمھارے برے اعمال کی شامت سے باوصف تقدس اور حرمت ذاتی کے اس مقدس مقام مین آگ لگی تاکہ تمھارے ہاتھون کی ناپاکی کو اوس سے دور کرے۔ اب لازم ہے کہ تم معاصی سے توبہ اور خدا کے طرف اخلاص سے رجوع کرو

شریف سمہودی رحمہ اللہ اس آگ کی وجہ یون بتلاتے ہین کہ اون روزون مسجد شریف پر روافض کا عمل جاری تھا اور وہ ہر طرح متصرف تھے اون کے خبث باطن کی وجہ یہہ آگ لگی۔ اور کہا کہ اس سے پہلے جو آگ لگی اس وقت دیوار مسجد پر دو شعر لکھے نظر آئے جسکا مفہوم یہہ تھا کہ حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حادثہ سے جلا نہین جو باعث ہتک حرمت سمجھا جائے اور اوس سے خوف پیدا ہو بلکہ رفضیون کے ناپاک ہاتھون نے اوسکے نقش و نگار کو میلا کیا تھا تو خدا نے جلاکر اوس کو پاک کیا۔

حریق ثانی کے بعد سلطان اشرف قائتبائی کے عہد مین مسجد نبوی کا ترمیم پانا

جب بادشاہ مصر سلطان اشرف قائتبائی کو اس حریق ثانی کی خبر پہنچی تو فی الفور مسجد شریف کی تنظیف اور ترمیم کا اہتمام کیا گیا ایک سو سے زیادہ صانع اور کاریگر آلات و اسباب کے ساتھ روانہ کیئے گئے۔ منارہ رئیسہ پورا منہدم کیا گیا اور نئے سر سے اوسکی بنا ہوی دیوار جانب قبلہ بھی نئی بنائی گئی۔ دیوار شرقی باب جبرئیل تک نئی بنائی گئی۔ محراب عثمانی کی توسیع ہوی۔ اوسپر قبہ بنایا گیا۔ حجرۂ شریف پر دیوارون کے اطراف بلند ستون قایم کر کے بعوض سقف اون پر ایک لطیف قبہ بنایا گیا اور پھر اون ستونون کے سرون پر اور ایک بڑا قبہ بنایا گیا۔ باب السلام کے مقابل دو قبے تیار ہوسے۔ باب السلام۔ اطراف حجرۂ شریف۔ دیوار قبلہ اور محراب عثمانی مین مرمر سفید سے کام لیا گیا۔ منبر شریف موذنون کے بکبرے مرمر سے بنائے گئے۔ باب الرحمہ کے منارہ کی نیو ڈال گئی۔ اور غربی دیوار منارہ باب الرحمہ سے باب السلام تک نئی بنائی گئی۔ پھر مسجد کی سقف تیار ہوی۔ شریف سمہودی کا بیان ہے کہ اس ترمیم مین ایک لاکھ بیس ہزار دینار خرچ ہوسے۔

سلطان عبد المجید خان مرحوم کے عہد مین مسجد نبوی کی تعمیر

سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین مسجد نبوی کی یہہ حالت ہوی کہ بعض مقامون مین سقف گرنے کے قریب ہوگئی اور مسجد گرنے لگی۔ یہہ خبر سلطان المرحوم عبد المجید خان کو پہنچی تو تحقیق حالات

کے لئے رمزی افندی کو بصحابت عثمان افندی مہندس کے روانہ کیا۔ وہ مدینہ طیبہ کو آئے اور بعض مقامون کو گراکر دیکھا پھر استانۂ علیا کو واپس آکر عرض حال کیا تو تعمیر و ترمیم مسجد کے لئے فرمان نافذ ہوا اور استانۂ علیا سے حلیم افندی بولایت تعمیر مسجد سازوسامان اور کاریگرون کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوے حلیم افندی نے ینبع البحر کو پہنچکر معدنون کے لئے پہاڑون کی تحقیق اور تفتیش شروع کی۔

وادی عقیق مین جو مدینہ طیبہ سے تین میل پر ہے ایک بہت بڑا پہاڑ ملا جسکے پتھر کا رنگ سرخ تھا یہہ دیکھکر متولی عمارت حلیم افندی بہت خوش ہوے اور اوسکو سلطان کی خوش طالعی کا سبب جانا کیونکہ اس سے پہلے جن بادشاہون نے تعمیر مسجد نبوی مین اہتمام کیا اونمین کسیکو ایسا معدنی پہاڑ ملا نتھا۔

تعمیر مسجد کیلئے وادی عقیق سے پتھر کا ملنا

وادی عقیق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبوب تھا آپ کے لئے وہان سے شکار کیا جاتا تھا اور اوسی کی کنکریون سے قبور شریف کا نشان[1] بنایا گیا تھا۔ اوسکے متعلق ایک عجیب روایت بیان کیجاتی ہے کہ جب مہندسین تحقیق حال مین اطراف مدینہ سعی کرتے ہوے اوس وادی یعنے وادی عقیق کیطرف آئے تو اونھون نے ایک عربی مقدس بزرگ کو دیکھا جو اس پہاڑ کا پتا بتا رہے تھے۔ پھر جب اون کے طرف توجہ کیگئی کہ بعا وضہ سراغ وہی جبل عقیق اون سے حسن سلوک

[1] اس زمانہ مین عادت تھی کہ بعد دفن میت قبر کے نشان کے لئے زمین پر لال کنکری بچھائی جاتی تھی ۱۲ منہ

کیا جائے تو اون کو نپایا۔ اور سب کو تعجب ہوا۔ متولی عمارت مسجد نے پہاڑ پر خیمے نصب کئے اور سنگ تراش پتھر پھوڑ کر کام کرنے لگے۔

بدویون کا فتنہ

اس اثنا مین ایک فتنہ برپا ہوا بدوی پہاڑون پر جمع ہوکر ستانے لگے مسافرون اور زائرون کو لوٹ لیتے تھے۔ پہاڑ سے مدینہ کو سامان لانے کے مزاحم ہوتے تھے کاریگرون پر زندگی تلخ کرتے تھے۔ جب سرکاری سپاہی آتے تھے تو بدوی منتشر ہوجاتے تھے اور اونکی واپسی پر اپنی شرارت پر عود کرتے تھے۔ اس طریقہ پر ایک مدت گزری اور عمارت کا کام ملتوی رہا یہان تک کہ ۱۲۷۰ھ ہجری مین دولت علیہ نے خالد پاشا کو روانہ کیا۔ خالد نے اپنی دانائی سے سارے فتنہ کو فرو کیا۔ اور پھر عمارت کا کام برابر جاری ہوگیا۔ اور انہی ایام مین سلطان کے حکم سے باب مجیدی کھولا گیا تاکہ سامان لانے مین سہولت ہو اور ساکنین اماکن قریبہ کو تصدیع نہو کیونکہ اس سے پہلے سامان باب جبرئیل سے لایا جاتا تھا اور لوگون کو اس سے تکلیف ہوتی تھی اکثر گھرون والے شکایت کرتے تھے۔ جب باب مجیدی کھولا گیا اور سامان اس رستہ سے آنا شروع ہوا تو ساری شکایتین رفع ہوگئین۔

پھر عمارت کا کام شروع ہوا پہلے شامی سقف کو منارہ بخاریہ یعنی منارۂ سلیمانیہ سے منارۂ شکیلیہ یعنی منارۂ مجیدیہ تک گرا کر از سرِ نو اوسکی تعمیر کی اور دیوار جانبِ شام کو بسبب اوسکی استواری کے بحال رکھا۔ یہہ سقف چار کمانون پر

شامل تھی اب اوسکے صرف دو کمانین بنائی گئین پہلے ستون سنگ سیہ کے تھے جسکے جوف مین لوہے کے ستون سیس سے جمائے ہوے تھے اب سارے ستون سنگ سرخ کے بنائے گئے۔ ہر ستون اپنے اوپر اور نیچے کی چوکیون کے علاوہ گیارہ گیارہ ہاتھ اونچا ہے۔ اکثر ستون ایک ہی پتھر کے تراشے ہین۔ صرف اونکی چوکیان علیحدہ پتھر کی ہین۔

منارہ سلیمانیہ کے متصل حکم سلطانی سے جو دروازہ کھولا گیا اوسکا نام باب التوسل رکھا گیا جسکو اسوقت باب المجیدی کہتے ہین۔ باب التوسل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس دروازہ سے مسجد مین داخل ہوتے وقت حجرۂ شریف بالکل مقابل رہتا ہے اور مقام توسل و استمداد کا ہے۔

کہتے ہین کہ اسی دروازے کے مقابل حمید بن عبدالرحمن بن عوف کا مکان تھا اوسکا نام **دارالضیافہ** تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان یہین اترا کرتے تھے۔ پھر صحن مسجد مین جو قبہ تھا اوسکو گرادیا اور اوسکی زمین کو چارون طرف سے پست کیا۔ زمین کو کھود کر پست کرنے مین ایک حوض نکل آیا جسکے چار زینے تھے اور اس حوض مین عین الزرقا سے ایک نل لایا گیا اور فوارہ لگایا گیا تھا جسکے پانی سے لوگ استنجا پاک اور وضو کیا کرتے تھے جسکی وجہ سے کشف عورت ہونے کا اندیشہ رہتا تھا اور وہ باعث ہتک حرمت مسجد شریف سمجھا گیا اسلئے حوض اور فوارہ بند کردیا گیا اور دروازون پر حنفئے اور وضوخانے بنائے گئے

جس سے مصلی وضو کرین۔

حنفیہ پانی کے مخزن کو کہتے ہین جسمین کارک لگائے رہتے ہین یہہ حنفیے سارے دروازون پر ہین۔ باب الرحمہ اور باب النسا پر کارک متعدد ہین مصلیون کو اونسے بہت آرام ہے۔

عاین الزرقا اوسی نہر کا نام ہے جو مسجد قبا کے مغربی جہت مین بئر حجیرؔ سے لائی گئی ہے پھر اوسکے ساتھہ بئر الہنی۔ بئر الرباط اور بئر غدق کا پانی شامل کر دیا گیا ہے۔ یہہ نہر جانب قبلہ وغرب جاتی ہے اوسکی ایک شاخ شمال طرف لائی گئی ہے جو مسجد غمامہ پر سے ہوتی ہوی باب مصری سے مدینہ مین لائی گئی ہے باب السلام کے پاس اوسکا خزانہ ہے اور چرخ لگائے گئے ہین۔ اہل مدینہ اوسی سے پانی پیتے ہین۔ جو شخص کہ اس نہر کو مدینہ کو لایا وہ امیر سیف الدین بن الحسین بن ابی الہیجا تھا۔

(عود الی المقصود) منارہ رئیسیہ سے باب جبرئیل تک مسجد مین تنگی تھی اس حد تک دیوار کو گرا کر تقریبا پانچ ہاتھہ زمین وغ[illegible] مسجد کیگئی اور اوس کے بعد دیوار کی بنا ڈالی گئی۔ پہلے اس جای جنازہ رکھکر نماز پڑہا کرتے تھے۔ اسوقت جنازہ روضہ مطہرہ مین رکھا جاتا ہے اوسکا تفصیلی حال انشاء اللہ آیندہ آئیگا۔

اُسکے بعد منارۂ شکیلیہ کے لئے پانی تک بہت ہی بڑا پایہ کھودا گیا اس پایہ کو بڑے بڑے معجون سے خوب مضبوط کیا اور سنگ سیہ سے پایہ کی بھرتی ہوی اوسکی کرسی تک کو سنگ سیہ سے بنایا۔ منارہ کو از سر نو بنایا۔ اسی وجہ سے

اس کو منارۂ مجیدیہ کہتے ہین کیونکہ سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے زمانہ مین اسکی تجدید ہوی۔ جیسے منارۂ بخاریہ کو سلطان سلیمان خان مرحوم کے زمانہ مین از سر نو تیار ہونے سے منارۂ سلیمانیہ کہتے ہین۔

غربی دیوار کو بھی اوسکے استحکام کی وجہ سے علی حالہ رکہہ چھوڑا لیکن سقف اس جہت مین بھی چار کمانون پر تھی اوسکو تین کمانون پر قایم کیا اور مابین الاساطین کو وسیع کیا۔ اگرچہ تعداد مین ایک کمان کم ہوگئی لیکن سقف کے عرض کی حد اصلی مین کوئی فرق نہین آیا۔ اب جانب غربی مین بشمول اساطین ملصقہ دیوار چار صفوف اساطین پر تین کمانین قایم ہوین۔ یہہ اساطین ملصقہ دیوار سب نئے ہین جو آگے نتھے۔

باب جبرئیل سے نکلے بعد خارج مسجد تھوڑی سی جای سایہ دار ہی اور اوس سے ایک دروازہ قبلہ کے جانب کھلا ہے جس سے نکلین تو دارالعشرہ مین داخل ہوتے ہین اور دارالعشرہ سے نکلنے کے لئے جانب شام ایک دروازہ ہی یہہ ہر دو دروازے سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے وقت کے بنائے ہوے ہین۔

باب جبرئیل سے نکلے بعد دروازۂ جانب قبلہ تک جو جای ہے یہہ وہی جاے ہے جہان ہمارے سرکار اور مولا اکثر جنازہ کی نماز پڑہا کرتے تھے اگرچہ آپ نے عین مسجد مین بھی نماز جنازہ پڑہی ہے۔ لیکن اکثر اوقات اوسی جای نماز جنازہ ہوا کرتی تھی۔ مسلم شریف مین روایت ہے کہ حضرت صدیقہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سعد بن ابی وقاص کے جنازہ پر مسجد مین نماز پڑہنے کو فرمایا لوگون نے

انکار کیا تو فرمایا کیا لوگ اس قدر جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو
بھول گئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن بیضا رکے
جنازہ پر مسجد ہی مین نماز پڑہی ہے۔ ایک روایت مین یون فرماتی ہین کہ قسم اللہ کی البتہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضا رکے ہر دو فرزندون یعنے سہیل
اور اوسکے بھائی کے جنازون پر مسجد مین نماز پڑہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر مسجد مین نماز پڑہی صہیب رضی اللہ عنہ نے
عمر رضی اللہ عنہ پر مسجد مین نماز پڑہی۔ اور جنازہ منبر کے متصل رکہا گیا تھا۔

جواز نماز جنازہ در مسجد

حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ اس سے مسجد مین نماز پڑہنے کے جواز پر اجماع
نظر آتا ہے اور یہی مذہب ہی شافعی مالک اور احمد کا اور احناف اوسکو مکروہ سمجھتے
ہین لیکن حرمین شریفین مین احناف بھی دوسرے ائمہ کی تقلید کرتے ہین اور
کسی حنفی کو اس سے انکار نہین بلکہ اوسکے جواز پر فتویٰ بھی دیا ہے۔ علامہ قطب
الدین الحنفی نے اپنی کتاب اعلام مین امام ابو یوسف سے بھی ایک قول مثل امام
شافعی کے نقل کیا ہے۔

اوسکے بعد مدینہ والون کی یہہ عادت تھی کہ سارے جنازون کی نماز
داخل مسجد ہونے لگی اور اعیان شہر پر روضہ مطہرہ مین نماز پڑہائی جاتی تھی۔ اہل شیعہ
سے صرف اونکے سادات پر نماز جنازہ داخل مسجد ہوتی تھی اور باقی جنازون پر خارج
مسجد۔ اہل سنت سے باستثنا محتاجون اور مسافرون کے سارے جنازے مسجد

مین لائے جاتے تھے۔

آجکل مدینہ والون کی یہہ عادت ہے کہ بطریق فال نیک اپنے جنازون کو باب الرحمہ سے مسجد مین لاتے ہین اگرچہ مذکور دروازہ اونکی راہ مین نہو۔ پھر میت کو باب التوبہ کے مقابل مواجہ شریف مین رکھہ کر حاملان جنازہ تھوڑی دیر کھڑے رہتے ہین میت کے طرف سے سلام اور طلبِ شفاعت کرتے ہین۔ پھر صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما سے توسل کرکے مواجہ شریف کے طرف رجوع کرتے ہین اور دعا کے بعد ہجوم زائرین کے وقت محراب عثمانی کے روبرو اور دوسرے اوقات روضہ مطہرہ مین محراب نبوی کے روبرو جنازہ رکھا جاتا ہے اور بعد نماز روضہ مطہرہ سے ہوتے ہوئے باب جبرئیل سے نکلکر بقیع شریف کو لیجاتے ہین۔

جبکہ جنازہ محراب عثمانی کے پاس رکھا جاتا ہے تو احناف میت کے پاؤن امام کے بائین جانب کرتے ہین خواہ میت مرد کی ہو یا عورت کی اور شوافع میت مرد کی ہو تو پاؤن امام کے دہنے جانب کرتے ہین اور عورت کی ہو تو مثل احناف کے پاؤن امام کے بائین جانب کرتے ہین۔ برخلاف اوسکے جب میت محراب نبوی کے پاس روضہ مطہرہ مین رکھی جاتی ہے تو احناف اور شوافع بلا اختلاف میت مرد کی ہو یا عورت کی پاؤن امام کے دہنے جانب اور سر قبر شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف کرتے ہین اور یہی مقتضای ادب ہی اور بس۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ کا مواجہہ قبر شریف میں رکھا جانا

حضرت امام حسن علیہ السلام کا جنازہ سب سے پہلے مواجہ قبر شریف مین رکھا گیا تھا۔ امام حسن علیہ السلام نے اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کو وصیت کی کہ مین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لی ہے۔ میری نعش کو میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو رکھنا لیکن لوگ مجھ کو حجرۂ شریف مین داخل ہونے کی اجازت نہ دینگے۔ اوسوقت مجھ کو میری ماں کے پاس دفن کرنا۔ اس وصیت کے مطابق امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کے جنازہ کو مواجہ شریف مین رکھا اور جبکہ آپکو داخل حجرۂ شریف کرنے کی اجازت نملی تو حسب وصیت بقیع غرقد مین اپنی والدہ محترمہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس دفن کیا۔ آج اوس پر ایک بڑا قبہ بنا ہوا ہے جسکو قبہ اہلِ بیت کہتے ہین۔ اور بقیع مین سب سے بڑا قبہ یہی ہے۔ اسمین عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا۔ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام۔ سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام۔ امام محمد باقر علیہ السلام۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام۔ اور خاتون قیامت حضرت خیر النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے قبور ہین۔ علامہ ابن سلیمان ذخر النافع مین ایک روایت سے امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو بھی یہین مدفون بتاتے ہین۔ زبیر بن بکار کی روایت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یہین مدفون ہین۔ صاحب نزہۃ الناظرین کہتے ہین کہ یہان حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی زیارت کے متعلق مین نے کسی کو تعرض کرتے

اول جنازہ جو مواجہ شریف مین رکھا گیا وہ امام حسن علیہ السلام کا تھا

ہوے نہ دیکہا تو پس لازم ہے کہ زیارت مین ان ہر دو بزرگون کا بھی نام لیکر سلام پڑہے

(رجوع الی المقصد) اس اثنا مین ناظر عمارت مسجد کی وفات ہو گئی اور

اونکی جای آستانہ علیا سے ۱۵ صفر ۱۲۷۰ھ ہجری کو ادہم پاشا مدینہ آئے بعہ باب النسا

سے باب جبرئیل کے مابین عمارت کی تجدید کی اور ستونون کے مابین وسیع کیا اور یہہ

تجدید اس دروازے تک ہوی جو حجرۂ شریف مین شام کے جانب صحن کے مقابل

ہے۔ دکۃ الاغوات کے بازو ایک دو منزلہ مخزن بنایا جسمین حجرۂ شریف کے شمع

وغیرہ جو شب کو جلتے ہین اور عود دان اور فانوس رکہے جاتے ہین۔ دکۃ الاغوات کے

اطراف پیتل کا کٹہرا بنایا گیا ہے اور اوسکے قبلہ کے جانب ایک چبوترہ بنایا گیا ہی

جو دکۃ الاغوات سے کسی قدر پست ہے اوسکے اطراف بھی پیتل کی جالی کا کٹہرا ہی

اور اوسکے وسط مین محراب تہجد ہے جسپر طلا سے آیۂ تہجد[2] لکہی ہی۔

تخلیۃ المسجد بعد الصلوۃ العشا

ہر روز بعد نماز عشا کے خدام مسجد نبوی باستثناء اوس شخص کے جو شیخ الحرم سے

اجازت شب باشی لیکر رہتا ہے سارے مصلیون کو مسجد سے باہر روانہ کردیتے ہین

اور اس کام مین اسقدر جلدی کیجاتی ہے کہ بعد نماز عشا کے اطمینان سے سلام پڑہنے

کا قابو کم ملتا ہے۔ اور یہہ سنت عمری ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی عادت

تھی کہ بعد نماز عشا کے لوگون سے فرمایا کرتے تھے کہ اپنے اپنے منازل کو چلے جائین

الا وہ شخص جو مصروف نماز ہوتا تھا۔

[1] پہلے یہہ مقام اہل صفہ تہا ۱۲ منہ [2] فتہجد بہ نافلۃ لک عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا ۱۲ منہ

القفص للحرمة

سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین جبکہ سلطان محمود خان مرحوم کی بی بی مدینہ طیبہ کو زیارت کے لئے آئی اوسکے واسطے مسجد مین شرقی جانب صحن کے کمانون مین ایک مقام لکڑی کے کٹہرے سے محفوظ کیا گیا جسکو القفص للحرمۃ کہتے تھے سلطان عبد المجید خان مرحوم کے حکم سے اوسکی توسیع کیگئی جبکہ وہ مقام بھی تنگ ہوگیا تو سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین شیخ الحرم محمد حافظ پاشا کے حکم سے منارۂ سلیمانیہ تک اوسکی توسیع کیگئی۔

دکۃ المحافظ

باب جبرئیل سے مسجد مین داخل ہونے والے کے دہنے بازو ایک چھوٹا سا چبوترہ بنایا گیا۔ یہان شیوخ حرم بیٹھا کرتے ہین اور اوسکو دکۃ المحافظ کہتے ہین اور محافظ سے مقصود محافظ مدینہ یعنے شیخ الحرم ہے۔ مدینہ طیبہ مین جو ترکی افسر حکمران ہوتا ہے اسکو والی مدینہ کہتے نہین بلکہ اوسکو محافظ مدینہ یا خادم الحرم یا شیخ الحرم کہتے ہین اور یہی امر مقتضائے ادب ہے۔ کیونکہ سلطان مدینہ اور والی مدینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے محبوب ہین جو اسوقت اپنے حجرۂ مبارک اور مرقد منور مین زندہ ہین صرف سنت الٰہی سے ہمارے آنکھون سے محجوب ہین۔

سقف المسجد

مسجد شریف کی سقف جانب قبلہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ مین صرف تین کمانون پر تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جانب

قبلہ ایک کمان بڑہائی اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جانب قبلہ ایک کمان بڑہائی اور پھر ایام دولت ناصر محمد قلاؤن الصالحی مین شام طرف دو کمانون پر سایہ ڈالا گیا۔ پھر سلطان مراد خان کے زمانہ مین جانب شام تین کمان تک سقف بڑہائی گئی باوصف اسکے سقف مسجد حد مسجد اصلی تک نہ پہنچی اسلئے یہہ رای قایم ہوی کہ اور دو کمانون پر سقف ڈالکر مسجد کو حد اصلی تک پہنچا دین۔ پھر معمار مسجد صالح افندی کی حسن تدبیر سے اوس سقف کا کام پورا ہوا۔ اور ساری مسجد کی سقف ایک وتیرہ پر بنائی گئی۔ اور اس امر کا پورا لحاظ رکہا گیا کہ کوئی ستون اپنے مقام اصلی سے ہٹایا نجلے۔ بہرحال تعمیر مسجد اس کیفیت سے ہوی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین جو ستون جس مقام مین تھا اب بھی اوسی مقام مین ہے۔ فرق صرف یہہ ہے کہ اوسوقت ستون لکڑی کے تھے اور زیادہ ضخیم نتھے اور اب سنگ عقیق کے او ضخیم ہین گویا قدیم ستون کا محل اور مقام حالیہ ستون کے اندر مندرج ہے۔ پس آثار قدیمہ اور ماثر نبویہ کے سارے برکات باقی رہے۔

پھر متولی عمارت مسجد رشد افندی نے منارۂ شکیلیہ کو جسکی سلطان کے حکم سے تجدید ہوی اور اوسکا کام صرف کرسی منارہ تک پورا ہوا تھا اپنی نظارت مین ہلال منارہ تک پورا کیا اور اس منارہ کا نام منارۂ مجیدیہ ہوا۔ یہہ منارہ نہایت محکم ہے اور اوسپر بہت سا نقش ونگار ہے اوسکے دریچون کے اطراف برآمدہ تیار کرکے لوہے کی جالی کا کٹہرا لگا دیا گیا ہے۔

جبکہ مسجد کی تعمیر پوری ہو چکی تو ناظر عمارت مدینہ نے مدینہ کے ادیبون سے
تاریخ بنای مسجد کی فرمایش کی اور ایک مستطیل پتھر اوسکے کندہ کرانے کے لئے مہیا کیا
لایق ادیبون سے نے قطعات تاریخ لکھے جس مین سلطان کی تعریف تھی اور انتخاب کے لئے
حضور سلطانی مین روانہ کیا۔ اعلیحضرت نے اُن اشعار کو مسجد مین لگانا پسند نہین فرمایا۔
شعرا کو بطریق انعام سوا سو طلائی مجیدی روانہ کئے اور شیخ الاسلام محمد رفیق
افندی کی راے کے موافق اوس پتھر پر حدیث شریف صلوۃ فی مسجدی ھذا
افضل من الف صلوۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام (ترجمہ میری اس مسجد
مین ایک نماز دوسرے مسجدون کے ہزار نمازون سے افضل ہے سوا مسجد الحرام کے)
کندہ کرائی گئی اور وہ پتھر مسجد کے روبرو کے کمانون سے وسطی کمان کے
اوپر نصب کیا گیا ہے۔

ستون محاذی فرق مبارک کے پایہ مین پانی کا جاری ہونا

فرق مبارک کے محاذی اساطین کے لئے جبکہ پایہ کھودا گیا تو اسطوانہ توبہ اور اسطوانہ
سریر کے ابین سر مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محاذی
پانی جاری ہوا جسکا ذائقہ بہت لطیف تھا اور بو نہایت پاکیزہ اہل مدینہ اوسکو تبرک
کے طرح لئے جاتے تھے اور تھوڑا پانی حضور سلطانی مین بھی روانہ کیا گیا۔ پھر اوس مقام
مین پانی کے لئے لوگون کا ہجوم ہونے لگا تو بپاس ادب وہ پایہ جلد بھر دیا گیا جب
سے پانی کا چشمہ بند ہو گیا۔ بعض لوگ اوس چشمہ کی نکلی ہوی مٹی کو بھی تبرک جانکر

اپنے اپنے گھرون کو لیگئے اور اثاث البیت کی طرح اوسکی حفاظت کرتے رہے
راقم سطور اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتا ہے کہ اوسکو بھی اس مبارک مٹی سے اوسکے ایک
رضیعہ ہمشیر نے ایک حصہ دیا۔ اسوقت بھی اگرچہ پچاس برس سے زیادہ مدت منقضی ہوگئی
اس مبارک مٹی مین خوشبوئی اور اوسکا ذائقہ لطیف۔

ختم بناء مسجد کے بعد متولی عمارت اسعد افندی نے جشن مولد شریف اور
ختم بنا کا ولیمہ کیا اور یہہ ولیمہ وادی عقیق کے اوس پہاڑ کے دامن مین کیا گیا جہان سے
مسجد کے لئے پتھر تراشے گئے تھے۔ اس دعوت مین امراء مدینہ اعیان مدینہ اور فقراء و
مساکین مدینہ سب مدعو تھے۔ اس پہاڑ کے بائین جانب ایک پتھر نصب کیا گیا ہے
جسپر یہہ الفاظ کھدے ہوے ہین اخذ من ھذا الجبل احجار الحرم الشریف
ترجمہ۔ حرم شریف کے پتھر اسی پہاڑ سے لئے گئے ہین۔

پھر آستانہ علیہ سے خوشنویس عبداللہ افندی مدینہ کو آئے اور اکثر قرآنی
سورے اور آیات دیوارون پر اور کھانون کے قبون کے اندر رقم کئے۔ آب جتنے تحریرین
نظر آتی ہین سب اُسی خوش قسمت خوشنویس کے ہاتھ کی کاریگری ہے۔ یہہ ساری
تحریرین سال مین ختم ہوی۔ تعمیر مسجد کا کام ۱۲۷۷ھ ہجری اواخر ذی حجہ مین اسعد افندی کے زمانہ
مین انصرام کو پہنچا۔ گویا چودہ برس کی مدت مین پوری مسجد از سر نو بنائی گئی۔

مسجد شریف کی تیاری کے اخراجات کا دفتر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ صرف ملازمون کی معاش اور کاریگرون کی اجرت مین ایک لاکھہ چالیس ہزار کیس

خرچ ہوے اور ہر کیس کے پانچ طلائی مجیدی ہوتے ہین اور ہر طلائی مجیدی کے ایک سو تیس قرش ہوتے ہین ازروی حساب یہہ رقم تخمینا چالیس لاکہہ روپیہ سکہ رائج الوقت سرکار انگریزی کے مساوی ہوتی ہے۔ اور جو رقم کہ خریدی سامان و آلات مین صرف ہوی وہ اسکے علاوہ ہی۔

مسجد نبوی کے محرابونکا بیان

اسوقت مسجد نبوی مین چہے محراب ہین۔

محراب نبوی جہان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تہے اوسپر هذا محراب رسول الله صلى الله عليه وسلم لکہا ہے اس کے ہر دو بازو سے مطلا کثیرہ مین کمان نما راستے بنائے ہوے ہین۔ مشرقی کمان پر جبکہ دیکہنے والے کا منہہ قبلہ طرف ہو ما بين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة اور اوسکی پیٹہہ پر یعنے جب دیکہنے والے کا منہہ جانب شام ہو من زار قبري وجبت له شفاعتي صدق رسول الله لکہا ہے اور مغربی کمان پر جانب داخل ان الايمان ليأرز الى المدينة كما تأرز الحية الى جحرها اور جانب خارج من زارني بعد مماتي فكانما زارني في حياتي لکہا ہے۔ حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کے مبارک زمانہ مین اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے عہد برکت مہد مین محراب صورت حالیہ کے موافق مجوف (غلودار) ہوتی نتہی۔ اس صورت مجوفہ پہہ جسنے محراب بنائی

وہ عمر بن عبدالعزیز تھے جنہنے ولید بن عبدالملک کے حکم سے عمارت مسجد کی نظارت کی اور وہ مقام خاص جہان حضرت سرور انام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نماز پڑہتے تھے محراب نبوی مین کہڑے ہونے والے کے دہنے باز و واقع ہی اوسکو مصلای نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین۔ اور اوسپر ھذا مصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکہا ہے

دوسری محراب محراب عثمانی ہے یہہ وہ مقام ہے جہان حضرت عثمان بن ذوالنورین رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت مین توسیع مسجد کے بعد مسلمانون کے ساتہہ نماز پڑہا کرتے تھے اور یہہ محراب بنای عثمانی سے دیوار قبلہ مین محراب نبوی کے مقابل تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دشمنون کے خوف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مصلے پر اینٹ کا ایک مقصورہ بنایا اوسمین جہروکے تھے جس سے جماعت امام کو دیکہہ سکتی تھی۔ پہر مروان بن الحکم نے اپنے مصلے پر پتہر کا مقصورہ بنایا جبکہ یمانی نے اوسکو نیزہ مارا۔ اس محراب کو بہی عمر بن عبدالعزیز متولی عمارت مسجد نے مجوف بنایا۔ مسجد نبوی کو جو اول مرتبہ آگ لگی اوسمین مقصورہ عثمانی جلگیا اور محراب وسیع کیگئی۔ اور حریق ثانی یعنے دوسرے دفعہ کی آگ لگنے کے بعد جو ترمیم ہوی اوسمین محراب عثمانی مقابلہ محراب نبوی سے کسیقدر ہٹادی گئی اور طول مین دراز کیگئی۔ محراب عثمانی سے مقصود وہ جای ہے جہان کہڑے ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مصلیون کے ساتہہ امامت کرتے تھے اوسکو بہی مصلای عثمانی کہنا بجا ہے۔ جیسے محراب نبوی کے باز و مصلای

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

تیسری محراب **محراب حنفی یا محراب سلیمانی** ہے۔ یہہ محراب منبر شریف کے سمت غربی مین تیسرے ستون کے پاس ہے اوسکا بانی طوغان تھا۔ اوسکی بنا ۸۶۱ھ ہجری مین ہوی۔ اس محراب کے ہر دو بازو بھی مطلا کثیرہ مین کمان نما راستے بناے ہوے ہین۔ شرقی راہ پر جبکہ ناظر کا رخ جانب قبلہ ہو لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین۔ اور اوسکے پیٹھہ پر شفاعتی یوم القیمۃ حق فمن لم یومن بہا لم یکن من اہلہا اور غربی کمان کے جانب داخل جبکہ ناظر کا رخ سمت قبلہ ہو محمد رسول اللہ الصادق الوعد الامین اور اوسکی پیٹھہ پر شفاعتی لاہل الکبائر من امتی لکھا ہے۔ سمہودی اپنی کتاب وفاء الوفا مین لکھتے ہین کہ مسجد نبوی مین ہمیشہ ایک امام کے ساتھہ نماز پڑہی جاتی تھی اور امام محراب نبوی مین کھڑا ہوتا تھا لیکن موسم حج وزیارت مین جبکہ جماعت کی کثرت ہوتی تھی امام محراب عثمانی مین کھڑا ہوتا تھا یہان تک کہ دولت اشرف اینال مین طوغان نے محراب حنفی کی بنا مین کوشش کی۔ مدینہ والون نے اوسکو منع کیا اور جمال الدین یوسف ناظر الخواص الشریفہ دولت مصریہ نے مدینہ والون کی تائید کی تو طوغان کی چل نسکی اور جب جمال الدین مذکور کا انتقال ہوچکا تو طوغان نے اپنی تجویز کی تحریک از سرنو کی اور اوسمین سعی بلیغ سے کام لیا آخر ۸۶۱ھ ہجری مین اوسکی اجازت ملی۔ اوسکے بعد ہمیشہ پنجوقتہ نماز محراب نبوی مین شافعی امام پڑہاتا تھا اور اوسکے ختم ہوتے ہی حنفی امام محراب سلیمانی مین پڑہاتا تھا۔ مگر تراویح کہ ہر دو

امام وقت واحد مین نماز پڑہاتے تھے۔ انتہی قول سمہودی جعفر سید برزنجی کہتے ہین کہ ۱۲۱۹ھ ہجری تک اسی طرح عملدرآمد تہا۔ لیکن سلطان محمود خان مرحوم کے عہد مین جب محمد علی پاشا والی مصر زیارت شریف کو آیا تو امامت احناف کو مقدم کیا الا نماز صبح جسکو شافعی اول وقت پڑہتے ہین اور محراب نبوی مین باری باری سے ایک شبانہ روز حنفی امام اور ایک شبانہ روز شافعی امام نماز پڑہانے لگے۔ مگر موسم مین احناف محراب عثمانی مین نماز پڑہاتے ہین اور اونکے سلام کے بعد شافعی محراب نبوی مین۔ غیر موسم مین صبح کی نماز پہلے شافعی امام اپنی باری کے موافق محراب نبوی مین یا محراب سلیمانی مین اور اُس کے بعد مالکی محراب عثمانی مین اور اوسکے بعد حنفی اپنی باری کے موافق محراب نبوی مین یا محراب سلیمانی مین پڑہاتے ہین۔ اسوقت بھی یہی عادت جاری ہے جسکو محمد سطور نے مشاہدہ کیا۔ اس انتظام سے جن روز ون احناف کی باری محراب سلیمانی مین نماز پڑہنے کی ہوتی ہے مصلیون سے ایک فضیلت فوت ہو جاتی ہے کہ اگر وہ پہلی جماعت کا خیال رکہہ کر حنفی جماعت کے ساتہہ نماز پڑہ لین تو محراب نبوی چھوٹ جاتا ہے اور اگر محراب نبوی کی جماعت اختیار کرلین تو پہلی جماعت کا ثواب فوت ہو جاتا ہے طوغان نے اہل مدینہ کے خلاف پہلے بناہی محراب سے سنگ تفرقہ ڈالا اور پہر محمد علی پاشا اس فضیلت کے فوت ہونیکا باعث ہوا۔

سلطان سلیمان بن سلطان سلیم نے محراب حنفی کو از سر نو سنگ رخام سپید و سفید سے محراب نبوی کی شبیہ بنایا اسی لئے اوسکو محراب سلیمانی کہتے ہین اور اس تجدید

محراب کی تاریخ ۹۲۶ھ ہجری یا ۹۳۶ھ ہجری ہے۔ محراب مذکور کے عقب مین جو کتبہ ہے کہ اوسکی بنا ۹۱۶ھ مین ہوی یہہ کاتب کی غلطی ہے کیونکہ سلطان سلیمان کی تخت نشینی ۹۲۶ھ مین ہوی جبکہ اوسکی عمر ۲۶ سال تھی اور سلاطین عثمانیہ کا غلبہ مصر پر سلطان سلیم خان کے زمانہ مین ۹۲۲ھ ہجری مین ہوا۔ ابن فرحون کا بیان ہے کہ مدینہ طیبہ مین پہلے صرف دو مذہب تھے[1] مالکی اور شافعی۔ جب شمس الدین عجمی مدینہ کو آیا تو شافعیون کی ایک جماعت کو حنفی فقہ کی تعلیم اور تعلم پر آمادہ کیا اونھون نے اوسکا کہا مان لیا اور اپنے وقت کے امام ہوے اس طریقہ سے حنفی مذہب مدینہ طیبہ مین تقریباً ۹۲۳ھ ہجری سے جاری ہوا۔

مدینہ مین حنفی مذہب ۹۲۳ھ ہجری سے جاری ہوا

چوتھی محراب **محراب التہجد** ہے اور وہ حجرہ فاطمہ کے پیچھے جانب شمال حجرہ شریف سے خارج ہے۔ کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد اس مقام مین پڑھا کرتے تھے جضرت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رمضان شریف مین قیام لیل مسجد مین فرماتے تھے اور غیر رمضان مین اپنے گھر مین۔ یہہ مقام حجرہ شریف اور مسجد اصلی نبوی دونون سے خارج ہے۔ یہہ محراب باب جبرئیل کے محاذی تھی تجدید بناء مسجد مین کسیقدر ہٹائی جاکر اوسکے مقام حالیہ مین بنائی گئی۔ اس محراب مین نماز پڑھنے والے کے بائین ہاتھہ پر باب جبرئیل واقع ہوتا ہے اس محراب پر آیۂ تہجد لکھی ہی جیسے آگے گزرا۔

[1] یہہ شمس الدین غالباً سلطان شمس الدین التمش دہلی کا بادشاہ تہا جو غلامون کے خاندان اولین سے گزرا ہی ۱۲

پانچوین محراب **محراب فاطمہ** ہے رضی اللہ عنہا۔ یہہ محراب داخل مقصورہ مقابل محراب تہجد ستون ملصق بقبر فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر بنائی گئی ہے۔ اور اسطوانۂ تہجد اور اسطوانہ قبر فاطمہ کے مابین ہے۔ اور مثل محراب نبوی سنگ رخام سے مجوف بنائی ہوی ہے آجکل اوسپر پردہ پڑا رہتا ہے۔ بغیر پردہ اٹھانے کے نظر نہین آتی۔ اوسکی زمین مثل حوض کے سطح زمین حجرۂ شریف سے کسی قدر پست ہے۔ اوسکے اطراف سفید مرمر بچھا ہوا ہے۔ آجکل لوگ تبرکا اوس محراب مین نماز پڑہنے سے محروم ہین۔ کیونکہ محراب مذکور داخل شباکِ حجرہ ہے۔

چھٹوین محراب **محراب دکۃ الاغوات** ہے جو دکۃ الاغوات کے متصل جہت شام مین واقع ہے آگے اس مقام پر مشائخ حرم نماز پڑہا کرتے تھے اسوقت یہہ مقام رمضان مین تراویح کے لئے مختص ہے۔

تحویل قبلہ کی کیفیت اور محراب سمت بیت المقدس کا مقام

مقام تحویل قبلہ کے متعلق علما کو اختلاف ہے کہ آیا مسجد نبوی مین ہوا یا مسجد قبلتین مین۔ لیکن روایات کی تحقیق سے تحویل قبلہ مسجد قبلتین مین ثابت ہوتا ہے۔ عثمان بن محمد بن اخنس روایت کرتے ہین کہ **حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** نے مسجد قبلتین مین ظہر کی نماز پڑہی۔ دو رکعتین ہوچکی تھین کہ کعبہ کے جانب پھر جانے کا حکم ہوا۔ آپ عین نماز مین پھر گئے اوسوقت میزاب الرحمہ[1] آپ کے مقابل تہا

[1] کعبہ کی جہت شام مین سقف کعبہ سے جو پرنالہ حطیم مین گرتا ہے اوسکو میزاب الرحمہ کہتے ہین اسکے نیچے حجر اسمعیل ہے

اور ایک دوسری روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ دوسری رکعت کے رکوع مین تھے
کہ توجہ الی الکعبہ کا حکم ہوا آپ فی الفور پھر گئے اور آپ کے پیچھے کے صفوف بھی دور
کرتے ہوئے کعبہ کے سمت پھر گئے اوس روز سے اس جای کا نام مسجد قبلتین ہوا
ابن رزین کی روایت مین ہے کہ تحویل قبلہ محلہ بنی سلمہ مین مسجد قبلتین مین ظہر کی نماز مین ہوا
اور ایک روایت مین ہے کہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین عصر کی نماز مین ہوا
حافظ ابن حجرؒ کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحویل قبلہ کے
بعد بنی سلمہ مین جو اول نماز پڑہی وہ ظہر کی تھی اور مسجد نبوی مین جو پہلی نماز پڑہی وہ عصر کی تھی
غرضکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے
مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد بروایت قتادہ سولہ مہینے اور بروایت ابن عباس
سترہ مہینے بیت المقدس کے طرف نماز پڑہی۔ آپ مدینہ کو ربیع الاول مین تشریف
لائے اور تحویل قبلہ دوسرے سال رجب مین ہوا۔ پس جسنے سترہ مہینے کہا اوسنے
ربیع الاول اور رجب کو جدا جدا دو مہینے محسوب کیا اور سولہ مہینے کہنے والے نے
دونون مہینونکے تھوڑے تھوڑے دن ملا کر ایک مہینا شمار کیا۔

ہجرت کے قبل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مین
نماز پڑہتے تھے کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے درمیان کرتے تھے گویا ہر دو قبلہ آپکے

لہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ مسجد الحرام مین نماز پڑہتے تھے رکن حجر آپکے دہنے بازو اور رکن یمانی بائین بازو
ہوتا تھا کیونکہ جبھی کعبۃ اللہ اور بیت المقدس ہر دو روبرو ہوسکتے ہین ۱۲ مولف

روبرو ہوتے تھے۔ جب مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی اللہ جلشانہ کے حکم سے آپ بیت المقدس کے جانب نماز پڑہنے لگے۔ یہودیوں نے کہاکہ اگر ہمارا دین حق پر نہوتا تو نماز ہمارے قبلہ کے جانب پڑہی نجاتی۔ پھر آپ کو آرزو ہوی کہ قبلہ کعبہ کے جانب ہوجائے آیۂ کریمہ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ الخ[1] نازل ہوی اور توجہ الی الکعبہ کا حکم ہوا۔ بیوقوف یہودیوں نے کہا مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوْا عَلَيْهَا[2] جواب دیا گیا قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ[3] اور ایک دوسری روایت مین تحویل قبلہ کی کیفیت یون بیان کی گئی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا مجھکو آرزو ہی کہ میرا رب مجھکو یہودیون کے قبلہ سے پھیر دے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا مین فرشتہ ہون مجھکو کوئی قدرت نہین آپ اپنے رب سے دعا کیجئے پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان پر گئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے جانب جنگل کی راہ لی۔ آپ یہان دو رکعتین پڑہتے اور وہان دو رکعتین پڑہتے اور دعا فرماتے جاتے تھے کہ کعبہ مسلمانون کا قبلہ ہو اسی کیفیت سے آسمان کے

---

[1] پوری آیۂ یون ہے قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔ ترجمہ۔ تحقیق ہمنے دیکھا تیرے (بار بار) منہ پھرانے کو طرف آسمان کے (تحویل قبلہ کی آرزو مین) پھر پھیرتے ہین ہم تجھکو اوسی قبلہ طرف جو تجھکو منظور ہی۔ پھر (اب) پھیر منہ اپنا طرف مسجد حرام کے اور (ای مسلمانو تم) (بھی) جہان رہو اپنے منھ اوسکو مسجد الحرام کیطرف پھیرو۔ [2] کس چیز نے ان (مسلمانون) کو اوس قبلہ سے پھیرا جسپر وہ (نماز پڑہتے تھے) [3] ترجمہ کہو کہ مشرق اور مغرب (دہر و جہت) اللہ کے ٹہرانے ہوگئین جدہر چاہا اپنے بندونکو پھیرادیا۔

جانب دیکھتے ہوئے آپ احد کے کنارے پر پہنچے کہ آیۂ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ الخ رجب کے مہینے مین زوالِ آفتاب کے بعد قبل از ظہر نازل ہوی اور یہہ واقعہ جنگ بدر سے دو مہینے پہلے واقع ہوا۔ آپ اپنی مسجد مین قبلہ کا جانب برابر فرمانے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور ہاتھ سے اشارہ کیا سارے پہاڑ وغیرہ جو مابین کعبہ اور آپ کے حائل تھے زائل ہو گئے۔ کعبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنظر ہو گیا اور کوئی شئی حائل نرہی اور جب آپ تعین قبلے سے فارغ ہو چکے تو جبرئیل علیہ السلام نے پھر اوسی طرح ہاتھ سے اشارہ کیا سارے پہاڑ مثل سابق حائل ہو گئے۔ اوس وقت آپکا متعینہ قبلہ بالکل میزاب الرحمۃ کے مقابل تھا۔ اگر کوئی شخص اسطوانہ عائشہ کے طرف پیٹھ کرکے شام کیطرف چلے اور باب جبرئیل کے مقابل کھڑا ہو تو وہ وہی مقام ہے جہان تحویل قبلہ سے پہلے ہمارے سرکار اور آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد مین بیت المقدس کے جانب نماز پڑھا کرتے تھے۔

تحویل قبلہ کے بعد کوئی دس روز حضور نے اسطوانۂ عائشہ کے پاس نماز پڑھی ہے

منبر نبوی

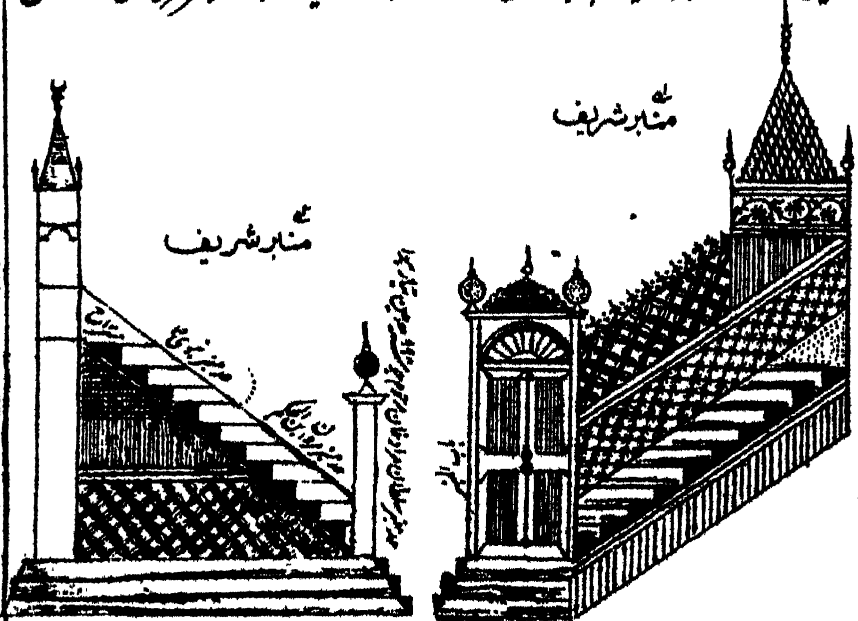
منبر شریف کے متعلق دارمی نے اپنی مسند مین حدیث بریدہ سے یون روایت کی ہی کہ حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات جب خطبہ پڑھتے تھے اور قیام طویل ہوتا تھا تو آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔ لوگون نے

خرمے کی ایک ڈالی آپ کے پہلو سے زمین کھود کر نصب کی جب آپکا خطبہ دراز
ہوتا تھا تو آپ اوس پر تکیہ فرمایا کرتے تھے اتفاقاً ایک شخص مدینہ کا تازہ وارد کہنے لگا
کہ اگر حضور کو پسند ہو تو مین آپ کے لئے ایک ایسی چیز تیار کردن کہ آپ چاہین تو اوس
پر کھڑے ہوکر وعظ فرمائین اور چاہین تو اوس پر بیٹھہ جائین۔ یہہ خبر حضور کے سمع
مبارک تک پہنچی اور اوسکی تیاری کا حکم فرمایا پھر تین یا چار زینون کا منبر بنایا گیا۔
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس سے آرام ہوا جب حضور منبر پر تشریف
رکھنے لگے اور خرمے کی ڈالی پر تکیہ کرنا موقوف ہوا تو یہہ ڈالی رونے لگی جیسی اونٹنی روتی
ہے۔ کہتے ہین کہ اس منبر کا بنانے والا باقوم تھا جسنے قریش کے لئے کعبہ بنایا تھا۔
حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ منبر کا بنانے والا میمون تھا اور بعض اور کچھہ نام بتاتے ہین۔
یہہ منبر لکڑی کا بنایا ہوا تھا اور بعض اہل سیر کہتے ہین کہ اول حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مٹی کا بنایا ہوا تھا اور منبر کو تین زینے تھے جو تھے زینے کو
مستراح کہتے تھے اسی لئے بعضون نے اوسکے چار زینے بتائے ہین حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیسرے زینے پر کھڑے ہوتے تھے حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ ایک زینہ اتر کر دوسرے پر کھڑے ہوتے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ
عنہ اور ایک درجہ اوتر کر پہلے زینے پر کھڑے ہوتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی
خلافت کے چھے برس زمین پر قدم چھوڑ کر پہلے زینے پر بیٹھا کرتے تھے اور اوسکے
بعد موقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہونے لگے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کے زمانہ مین منبر کو جامہ یعنے غلاف پہنایا گیا۔ اور ایک روایت سے پہلے جس نے
منبر کو غلاف پہنایا وہ معاویہ تھے یہہ ہوسکتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت
مین امیر معاویہ سے یہہ کام ہوا ہو پس بلحاظ خلافت اوسکی نسبت حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کے طرف کی گئی۔ اور بلحاظ صدور فعل امیر معاویہ کے طرف۔ امیر معاویہ کے زمانہ مین
مروان نے منبر شریف کو شام کو لیجانے کی غرض سے اوسکے مقام سے اوکھیڑا مدینہ مین
اندھیرا ہوگیا آفتاب کو گرہن لگا یہان تک کہ دن کو تارے نظر آنے لگے مروان نے
یہہ عذر کیا کہ لوگون کی کثرت سے مین نے اوسکو بلند کرنے کے لئے اوکھیڑا۔ اسی
بنا پر مروان نے منبر شریف مین اور چھے زینے بڑہا دئے کہ منبر کو نو زینے ہوئے
اور خلفا منبر کے ساتوین زینے پر کھڑے ہونے لگے اور وہ قدیم منبر کا پہلا
زینہ تھا۔ اوس وقت منبر کے بالائی تین زینے اور مستراح منبر نبوی کے تھے اور
نیچے کے چھے زینے مروان کے بنائے ہوے۔

۶۵۴ہجری تک مسجد نبوی مین یہی منبر تھا اور اوس سال جو آگ لگی
تو وہ منبر جلگیا۔ بعض مورخون کا بیان ہے کہ مروان کا منبر جو امیر معاویہ کے حکم سے
بنایا ہوا تھا پرانا ہو جانے سے خلفائی عباسیہ نے منبر کو از سر نو بنایا اور حریق اول
مین منبر عباسیہ جلگیا۔ شیخ الہند عبدالحق دہلوی جذب القلوب مین اس قول کو صحیح
بتاتے ہین۔ پھر ۶۵۶ہجری مین سلطان مظفر والی یمن نے ایک نیا منبر تیار
کروا کر منبر نبوی کی جا پر رکھوا یا۔ پھر الظاہر رکن الدین بیبرس نے ایک منبر تیار کیا

اور والی مین کے منبر کو نکال اپنا بنایا ہوا منبر وہان قائم کیا۔ پھر سنہ ۷۹۷ ہجری مین الظاہر برقوق نے منبر تیار کیا اور رکن الدین کے منبر کے عوض قائم کیا۔ سنہ ۸۲۰ ہجری مین المؤید الشیخ نے برقوق کے منبر کو نکال کر اپنا منبر قائم کیا۔ سنہ ۸۸۶ مین المؤید کا منبر جلگیا اور مدینہ والون نے چونے اور اینٹ سے ایک منبر بنایا جو سنہ ۸۸۸ ہجری مین ضایع ہوگیا اور سلطان اشرف قائتبائی نے مرمر سے ایک منبر بنا کر نصب کیا سنہ ۹۹۸ ہجری مین سلطان مراد خان بن سلطان سلیم خان نے ایک نہایت خوبصورت اور منقش منبر سنگ مرمر سے تیار کروایا اور اشرف قائتبائی کے منبر کو مسجد قبا کو روانہ کیا اور اپنا بنایا ہوا منبر اوسکی جای قائم کیا۔ اس منبر کی تاریخ بنا "منبر اعمر سلطان مراد" ہے ۹۹۸ یہی منبر آج تک مسجد نبوی مین قائم ہی اوسکے بارہ زینے ہین علاوہ مستراح۔ نو زینے داخل دروازہ منبر اور تین خارج دروازہ گویا سطح زمین مسجد سے تین زینے چڑہکر داخل دروازہ منبر ہوتے ہین موجودہ منبر شریف کی صورت اسطرح ہی



یہی منبر اسوقت مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نور افزای مردمک دیدۂ زائرین ہے
منبر شریف کے متعلق بہت سے احادیث آئے ہین (۱) حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا منبر جنت کی کیاریون سے ایک کیاری پہ ہے۔ (۲) ابن جبیر
کی روایت مین ہے کہ منبر شریف کا ایک جانب حوض کوثر کے نالے پر واقع ہے۔ منبر
شریف کے پاس جھوٹی قسم کھانے والون کے حق مین سخت وعید وارد ہے۔ مدینہ والے
اس وقت بھی جب کسی سے سخت حلف لینا چہتے ہین تو منبر کے پاس حلف لیتے
ہین گویا وہ قسم اون کے پاس ہمارے ملک کی قسم جعفری سے بڑھکر ہے۔ سابق مین بیان ہو چکا
کہ سب سے پہلے جس نے منبر کو غلاف پہنایا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے یا اون کے
حکم سے معاویہ۔ پھر سلطان الصالح بن الناصر محمد والی مصر ہر پانچ یا چھے برس مین ایک بار
جدید غلاف روانہ کرنے لگا جو دیباج کا بنایا ہوتا تھا۔ آجکل جو منبر پر غلاف اور اوس کے
دروازہ پر پردہ پڑا رہتا ہے وہ ہرے ریشم کا ہے جسکو سلطان عبد العزیز خان مرحوم نے
۱۲۸۳ھ ہجری مین روانہ کیا۔ یہہ پردہ ہر جمعہ کو نماز کے وقت ڈالا جاتا ہے اوسکے بعد مخزن
متصل باب جبرئیل مین رکھا جاتا ہی۔

ستونِ حنانہ

منبر شریف کے بیان مین ستون حنانہ کا ذکر بھی خالی از لطف نہین اسلئے لکھا جاتا ہے
کہ جب جان عالم و عالمیان سرور جن و آدمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر بنایا گیا اور حضور اوسپر رونق افروز ہونے لگے تو وہ

خرمے کی شاخ جسپر آپ منبر بنانے سے پہلے وعظ وخطبہ کے وقت تکیہ کرتے تھے آپکی
جدائی سے رونے لگی جیسی اونٹنی روتی ہے اور حاضرین اوسکی آواز سنتے تھے یہان
تک کہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور اوسکو تسکین دیکر خاموش کیا
اور فرمایا کہ اگر مین اوسکو خاموش نہ کراتا تو قیامت تک یہہ شاخ رویا کرتی۔ پھر حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو دفن کیا۔ حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ مین وارد
ہے کہ جب حضور نے ستون حنانہ کے رونے کی آواز سنی تو اوسکے پاس تشریف لائے
اور دست مبارک کو اوس پر رکہا اور فرمایا کہ اگر تو چاہتی ہے مین تجھ کو پہلے جہان تھی
وہین نصب کر دیتا ہون پھر تو جیسی تھی ویسی ہی ہو جائیگی۔ اور اگر چاہتی ہے کہ مین تجھکو جنت
مین لگاؤن اور تو پھولے پھلے جنت کا پانی پیا کرے اور اللہ کے دوست تیرا میوہ
کھایا کرین تو مین ویسا ہی کرتا ہون۔ آپنے دو مرتبہ فرمایا کہ مین نے ایسا ہی کیا اور خبر
دی کہ اوس شاخ نے جنت مین لگائے جانے کو پسند کیا۔ قاضی عیاض لکھتے ہین کہ
ستون حنانہ کے یہہ الفاظ (بل تغرسنی فی الجنۃ فیاکل منی اولیاء اللہ واکون
فی مکان لا ابلی فیہ یعنے بلکہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مجھکو جنت
مین لگا دینا کہ اللہ کے دوست میرا میوہ کہائین اور مین ایسے مکان مین رہون جسکو سڑنا
گلنا نہین حضور کو اور نزدیک والون کو سنائی دئیے۔ ستون حنانہ کے مدفن کے متعلق
اقوال مین اختلاف ہے تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا مدفن مابین مصلائے شریف
اور کرسی شمع کے ہوا جیسا کہ نقشہ منسلکہ مین بتایا گیا ہے جو چاہے تبرکاً انس جائے

نماز پڑہ سکتا ہے۔

اُستن حنانہ ایک خشک چوب تھی حضور کے فیض صحبت سے انسان کا درجہ پایا جنت الخلد کا رہنا نصیب ہوا۔ کہتے ہین۔

۵

روز محشر اوٹھیگا مثل بشر | محو نظارۂ رخ سرور

نظم

مولوی غلام امام شہید فرماتے ہین۔

چوب کے طالع رسا دیکھو | کیسا رتبہ اوسے بلا دیکھو
اوسکو دیکھو کہ کیا ہوا کامل | ہم کو دیکھو کہ کیسے ہین غافل
دل ہمارا نہین ہے پتھر ہی | بلکہ پتھر بھی اوس سے بہتر ہی
آدمی ہم نہین بہائم ہین | کھاتے پیتے ہین اور نائم ہین
پاؤن خود ہی اوٹھا نہین سکتے | خود ہی کہتے ہین آ نہین سکتے
اپنی غفلت ہی اور قصور بھی ہے | پھر زبان پر کلام زور بھی ہے
کہتے ہین زندگی جو پائینگے | اب نہین اگلے سال جائینگے
جی نہین چاہتا نکلنے کو | ورنہ مانع ہے کون چلنے کو
جانے والے چلے ہی جاتے ہین | دہیان مین کب کسیکو لاتے ہین

اس مین شبہ نہین کہ مسلمان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے اور آپ سے دلی عقیدت رکھتے ہین لیکن اگر مسلمانی انسانیت سے رونق پانا منظور ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف عقیدت ہی نہین بلکہ

خالص محبت ضرور ہے اور محبت کا ادنیٰ تقاضا یہہ ہے کہ محبوب کے دیدار سے ہمیشہ کامیاب رہے اگر قسمت سے دیدار محبوب میسر نہو تو اقل درجہ اوسکے آثار و نشانیون کو دیکھکر دل کو تسکین دیتا رہے۔ کوشش اس امر کی کرتا رہے کہ اپنا کوئی قول اور فعل اپنے محبوب کے خلاف مرضی نہو خاصکر ایسے وقت کہ بشہادت آیہ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا ہمارے سارے اعمال ہمارے محبوب کے دیکھ بھال کو پیش ہوتے ہین اور وہ نظر کر رہی ہی کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ **رباعی**

یاران ست ہر چہ یار کند ۔۔۔ بر مراد خود اختیار کند

خانۂ عشق در خرابات است ۔۔۔ نیکنامی در وچہ کار کند

اگر یہہ نہین تو دعویٰ محبت و انسانیت فضول اور بیکار ہی خدا ہمکو اور سارے مسلمانون کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباع سنت نصیب کرے

اَللّٰھُمَّ[1] ارزقنا محبۃ نبیک المصطفیٰ فی الاخرۃ والاولی واحینا علی سنتہ وتوفنا علی ملتہ واحشرنا تحت لوائہ واوردنا حوضہ واسقنا من کاسہ واعصمنا من جمیع البلاء والبلواء الخارج من الارض والنازل من السماء واحفظنا من شر الفاتن وعافنا من جمیع المحن

[1] ترجمہ۔ ای میرے اللہ ہمکو تیرے نبی مصطفےٰ کی محبت دنیا اور آخرت مین نصیب کر اونکی سنت پر چلا۔ اونکے مذہب پر ہماری موت کر اونکے جھنڈے کے نیچے ہمکو محشور کر اونکے حوض پر ہمکو پہنچا۔ اونکے کاسہ سے ہمکو شربت پلا۔ سارے زمینی اور آسمانی فتنون اور بلاؤن سے ہمکو بچا۔ ہمکو فتنون کے شر سے محفوظ رکھہ ساری محنتون اور مصیبتون سے عافیت دے ۱۲

وأصلح لنا ما ظهر منها وما بطن واغفر لنا ولوالدينا ولمن احسن الينا ولجميع المسلمين والمسلمات برحمتك يا ارحم الراحمين وصلى الله على خير خلقه سيدنا محمد واله وصحبه اجمعين واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

اساطین ماثورہ مسجد نبوی

اول **اسطوانہ مخلقہ** (یعنے پرانا اور قدیم ستون) یہہ ستون مصلای شریف کے قبلہ کے جانب ہے نصف اوسکا ظاہر اور نصف محراب نبوی کی دیوار مین شامل ہے ستون حنانہ بھی اوسی کے روبرو کرسی شمع کی جای نصب تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض اصحاب نفل نماز اسی مقام مین اور فرض نماز صف اول مین پڑہنے کو دوست رکھتے تھے۔ دوسرا **اسطوانہ عائشہ** رضی اللہ عنہا اوسکو **اسطوانہ مہاجرین** اور **اسطوانہ قرعہ** بھی کہتے ہین۔ مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین اوسکے پاس جمع ہوکر بیٹھا کرتے تھے۔ تحویل قبلہ کے بعد حضور نے اوسکے پاس دس روز تک نماز مکتوبہ پڑہائی ہے۔ اوسکے بعد اپنے مصلے کے پاس نماز پڑہنے لگے۔ حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا مین مروی ہے کہ حضرت رسول

له ترجمہ۔ ہماری ظاہری اور باطنی اصلاح کر۔ ہمارے گناہ ہمارے والدین کے اور محسنون کے گناہ بخش اور تمام مردون اور عورتون کو بخش۔ اپنی رحمت سے ای رحم کرنے والون مین بڑے رحم کرنے والے۔ اور اللہ کی رحمت بہترین مخلوقات حضرت سیدنا محمد پر انکے آل واصحاب پر ہو اور ہماری اخیر دعا یہہ ہے کہ ساری حمد وستایش اللہ کو سزاوار ہی جو عالم کا پروردگار ہے ۱۲ منہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد مین اس ستون کے روبرو البتہ ایک ایسی جاے ہے کہ اگر لوگون کو معلوم ہو تو قرعہ ڈالکر وہان نماز پڑہا کرینگے (اسی لئے اسکو اسطوانہ قرعہ بھی کہتے ہین) لوگون نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اوس مقام کا پتا پوچھا تو آپ نے نہین بتایا۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جو حضرت صدیقہ کے حقیقی بھانجے تھے آپ سے پوچھا تو آپ نے آہستہ سے کچھہ کہا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اوٹھے اور اسطوانہ عائشہ کے پاس نماز پڑہی جس سے معلوم ہوا کہ وہ مقام جسکی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی وہی اسطوانہ عائشہ ہے۔ اس ستون کے پاس حضرت صدیق اکبر فاروق اعظم عبداللہ بن زبیر اور عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم نماز پڑہا کرتے تھے۔ ابن زبالہ کی روایت مین ہے کہ یہہ مقام اجابت دعا کا ہے۔ یہہ ستون مصلای محراب نبوی کے عقب مین بائین طرف واقع ہے۔ منبر شریف سے تیسرا۔ شباک حجرۂ شریف سے تیسرا۔ اور قبلہ کی جہت سے بھی تیسرا ستون ہے گویا روضۂ مطہرہ کے وسط مین واقع ہی اور اوس پر ہٰذہ اسطوانۃ عائشۃ مرقوم ہے۔

تیسرا اسطوانہ توبہ ہے جو ابو لبابہ کے توبہ سے مشہور ہے۔

ابو لبابہ کے توبہ کا قصہ اسطرح ہے کہ غزوۂ تبوک پر جانے سے رُک جانے سے یا بنی قریظہ کو کسی راز کی اطلاع دینے پر حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ پشیمان ہوکر اپنے ہاتھون کو اوس ستون سے جو پہلے اس مقام پر تھا باندہ رکھا تھا کوئی کام

کرتے تھے دس دن اسی طرح گذرے یہان تک کہ اونکی سماعت اور بصارت مین فرق آنے لگا نماز اور حاجت کے وقت اونکی لڑکی ہاتھہ کھولدیتی تھی اور بعد فراغت پھر باندہ دیتی تھی۔ اور ابو البابہ رضی اللہ عنہ قسم کھا چکے تھے کہ جب تک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کو معاف فرماکر ہاتہہ نکھولین وہ اپنی ذات سے نکھولینگے حضور کو یہہ خبر پہنچی فرمایا اگر ابو لبابہ مجہ سے آکر کہتا تو مین اوسکے لئے مغفرت چاہتا لیکن اب جو وہ قسم کھا بیٹھا ہے مین اوسکو کہول نہین سکتا جب تک خدا اوسکی توبہ قبول نہ کرے پھر صبح کے وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان مین جب اونکے قبول توبہ کی آیت اتری تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے ہاتہہ کھولدیئے

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کے پاس

نوافل پڑہا کرتے تھے اور نماز صبح کے بعد اوسکو تکیہ لگا کر قبلہ کے جانب معتکف بیٹھا کرتے تھے ابن زبالہ کا بیان ہے کہ ضعفا و مساکین اصحاب اصحاب صفہ اور مہمانان نووارد سب صبح کو اوس ستون کے پاس حلقہ باندہے بیٹھے رہتے تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز اوسطرف تشریف لاتے اور فقیرون کے درمیان جلوس فرماتے اور شب کو جو کچہہ قرآن سے نازل ہوا ہوتا سناتے تھے اور تعلیم دین فرمایا کرتے تھے۔ ابن ماجہ کی روایت مین ہے کہ جب حضور معتکف ہوتے تھے تو آپ کا فراش یا چارپائی اسطوانہ توبہ کے پیچھے ڈالے جاتے تھے اور یہہ ستون منبر سے چوتھا اور حجرۂ شریف سے دوسرا ستون ہے اور بڑا افضل اسطوانہ ہے

عائشہ کے مشرق طرف ہی۔

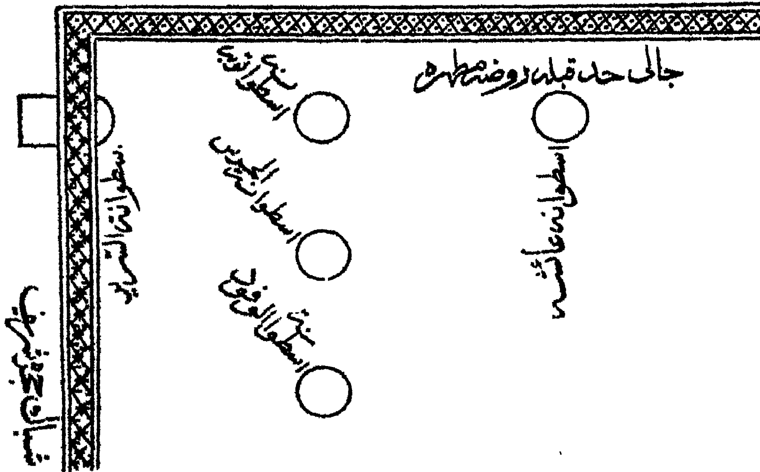
چوتھا اسطوانة السریر ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک چارپائی اوسکے پاس رکھی جاتی تھی اسلئے اوسکو اسطوانة السریر کہتے ہین یہہ ستون قبر شریف سے فرق مبارک کے محاذی ہے حضور کی چارپائی پہلے اسطوانۂ توبہ کے نزدیک رکھی جاتی تھی اور پھر جب مسجد کی توسیع ہوی تو اسطوانۂ سریر کے پاس رکھی جانے لگی۔ یہہ ستون جالی مبارک سے ملصق ہے۔ ستون عائشہ ستون توبہ اور ستون سریر ایک صف مین واقع ہین اون مین کوئی فاصل نہین۔ اصل اسطوانة السریر کا اکثر حصہ داخل شباک مبارک ہے۔ سلطان اشرف قاتیبائی کے زمانہ مین حجرۂ شریف کے بڑے قبہ کے لئے جسکو قبة الخضرا کہتے ہین ایک نصف ستون اسطوانة السریر سے لگا ہوا تیار ہوا۔ اب خارج شباک مبارک یہی نصف ستون نمایان ہی اور کمال اتصال کی وجہ اسی پر ہٰذہ اسطوانة السریر لکھا ہے۔

پانچوان اسطوانة الحرس ہے اسکو اسطوانة المحرس اور اسطوانۂ علیؓ بھی کہتے ہین کیونکہ حضرت علی اوسکو تکیہ لگائے ہوے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حراست فرماتے تھے۔ یہہ ستون اسطوانۂ توبہ کے عقب مین جانب شمال واقع ہے۔

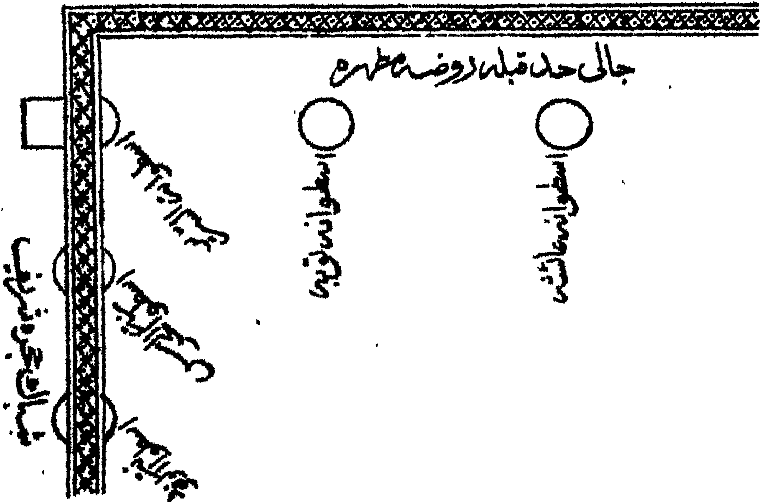
چھٹوان اسطوانة الوفود ہے قبائل عرب جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے تو حضور اونکے لئے اس ستون کے پاس تشریف

رکھا کرتے تھے۔ یہہ ستون اسطوانۃ الحرس کے عقب مین شمال طرف ہی۔

تنبیہ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکور ستونون کا انتظام حسب ذیل ہی۔



لیکن اسوقت مسجد نبوی مین جو کتبے ستونون پر ہین اور جسکو محرر سطور نے مشاہدہ کیا اور اسی کے مطابق نقشہ منسلکہ مرتب کیا وہ حسب ذیل ہین۔



سید برزنجی نزہۃ الناظرین مین فرماتے ہین کہ اسوقت جو مسجد مین لکھا ہی وہ کاتب

کی غلطی ہے اور فی الواقع وہی صحیح ہی جو پہلے مذکور ہوا۔

ساتوان **اسطوانہ مربع قبر** ہی جو مربع قبر شریف سے ملصق ہے اوس کو **مقام جبرئیل** کہتے ہین یہہ ستون داخل حجرۂ شریف ہے اسی ستون کے پاس سے دیوار مربع قبور شریف غربی جہت سے شمالی جہت طرف پھرتی ہے دراصل وہ غربی شمالی زاویہ مربع قبور شریف ہے۔ اوسکے اور اسطوانۃ الوفود کے مابین ایک ستون داخل حجرۂ شریف ملصق بشباک ہی۔ اسی ستون کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا دروازہ تھا اور حضور اوس دروازہ پر تشریف لاکر دروازے کے دونون بازو پکڑ کر فرمایا کرتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ ترجمہ۔ سلامتی ہو تمپر ای اہل بیت اللہ تعالی ارادہ کرتا ہے ای اہل بیت کہ تمسے پلیدی کو دور کرے اور تمکو پاک کرے پورا پاک کرنا۔ اسی لئے ابن عساکر کی روایت مین اسطوانۃ الوفود کے متعلق لکھا ہے کہ وہ گنتی مین اسطوانۃ جبرئیل سے تیسرا ستون ہے۔ اسوقت حجرۂ شریف کے اطراف جالیون پر قفل لگا ہوا ہے اسلیئے لوگ صحل اسطوانۃ السریر۔ مقام جبرئیل اور محراب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تبرکا نماز پڑہنے سے محروم ہو گئے۔

آٹھوان **اسطوانۃ التہجد** ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ شب مین ایک حصیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے پیچھے بچھاتے تھے اور اوسپر تہجد پڑہا کرتے تھے لوگون نے جب یہہ دیکھا تو سب جمع ہونے

لگے آپ نے وہان سے حصیر کو اوٹھوا دیا اور مکان مین داخل ہو گئے اور فرمایا مین ڈرتا ہون کہ کہین تہجد تمپر فرض ہو جائے اور پھر تم اوسکی طاقت نرکھو۔

یہہ آٹھہ ستون وہ ہین جنکے فضائل مین اہل تاریخ نے کچھہ نہ کچھہ لکھا ہے والا مسجد شریف کا ہر ایک ستون فضیلت خاص رکھتا ہے اور سب کے سب مبارک اور ہر ایک کے پاس نماز مستحب ہی کیونکہ حضرت انس رض کی روایت سے کہ لقد ادرکت کبار الصحابة یبتدرون السواری عند المغرب یعنے مین نے مغرب کی نماز کے وقت کبار صحابہ کو ستونون کے طرف جلنے مین جلدی کرتے ہوے دیکھاہی۔ کسی نہ کسی بڑے جلیل القدر صحابی کا مصلّٰی ہے۔

مسجد شریف مین کل ستون تین سو ستائیس (۳۲۷) ہین۔ نقشۂ منسلکہ مین اگر تعداد کی کمی نظر آتی ہے تو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ بعض ستون منارون اور دیوارون کے اندر آ گئے ہین۔

مسجد نبوی کی قندیلون کا بیان

مسجد شریف مین حجرۂ شریف کے علاوہ روزانہ ہمیشہ چھے سو بتیس آویزی قندیلین روشن کیجاتی ہین۔ ان مین روغن زیتون جلایا جاتا ہے۔ فرشی قنادیل وشمع اور فرشی اور آویزی درختون مین موم بتی کی روشنی ہوتی ہے۔ ہر سہ محراب کے دو طرفہ قد آدم سے بلند اور ضخامت مین ایک قدم قطر والے موم بتی جلائے جلاتے ہین گو یا ہر ایک بتی ایک مستقل ستون ہے۔ سرج سڑہی پر چڑہکر اوسکو روشن کرتے ہین اور یہہ بتی سال مین

دو بار بدلتے ہین۔ اختلاف احوال اور اوقات مین کبھی زیادہ بھی ہوتے ہین جو قنادیل
کہ قبلہ کی جہت مین ہین اون کی زنجیر مین چاندی کی ہین اور باقی برنجی۔ سب سے بڑا
بلورین درخت جو روضۂ مطہرہ کے پاس ہے وہ عباس پاشا والی مصر کا بھیجا ہوا
ہے اوسکی زنجیر بھی چاندی کی ہے۔ اور چار فرشی درخت بلورین جسکی خمیدہ
شاخون مین قنادیل روشن کئے جاتے ہین روضۂ مطہرہ اور اوسکے مغرب طرف
ایک صف مین رکھے ہوے ہین یہہ درخت بھی اوسی عباس پاشا کے بھیجے
ہوے ہین۔

کہتے ہین کہ سب سے پہلے جس مبارک ذات نے مسجد شریف مین قنادیل
لٹکانے کا حکم دیا وہ حضرت عمر تھے جبکہ لوگون نے تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنا
شروع کی تو آپ نے قنادیل لٹکانے کا حکم دیا۔ تفسیر قرطبی مین ہے کہ جب تمیم داری
شام سے قنادیل تیل وغیرہ روشنی کے سامان لئے آئے اور اتفاق سے وہ شب
جمعہ تھی اونھون نے ابوالبراز نامی ایک لڑکے کو قنادیل روشن کرنے کا حکم دیا وہ
لڑکا بعد غروب آفتاب قنادیل مین تیل پانی اور بتی ڈالکر روشن کر رہا تھا کہ حضور برامد ہوے
پوچھا یہہ کسکا کام ہے لوگون نے کہا کہ حضور یہہ تمیم داری کی کارگزاری ہے آپ
نے فرمایا اسلام روشن ہوا۔ ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد مین قنادیل کی
روشنی کرنا قابل تحسین اور امر مستحب ہے جس سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خوشنودی مرتب ہوی اور آپ نے کلمہ تحسین فرمایا۔ مقصورۂ مبارک

کے اندر داخل شباک شریف ایک سو چھے قندیلین ہین اکتیس قندیلین طلائی یاقوت والماس فاخرہ سے مرصع ہین اور طلائی زنجیرون سے مواجہ شریف مین آویزان ہین باقی قنادیل معمولی ہین۔ اور صندوق قبر شریف فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دہنے اور بائین جانب چاندی کے انڈون کے دستے آویزان ہین۔ دیوار مواجہ شریف پر قیمتی موتیون کے گندہے ہوے چنور آویزان ہین۔

مسجد شریف کے قنادیل کے متعلق امام سبکی نے ایک رسالہ لکھا ہے جسکا نام تنزیل السکینہ علی قنادیل المدینہ ہے اور اوسمین اوسکے صحت اور جواز کے قائل ہین ۱۲۵۸ہجری کے اوائل مین سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے پاس سے حجرہ کے لئے دو شمعدان آئے جنکی بلندی قدآدم ہے۔ یہہ شمعدان طلای خالص کے ہین اور اوسمین سر سے پاؤن تک الماس کی مرصع کاری ہے اونکی چمک سے دیکھنے والون کی آنکھین خیرہ ہوتی ہین۔ کہتے ہین کہ اونکی قیمت فی شمع تقریبا ایک لاکھ پچاس ہزار مجیدی اشرفی ہے جو بحساب فی مجیدی چودہ روپیون کے تقریبا اکیس لاکھ روپیہ رائج الوقت سرکار انگریزی کے مساوی ہوتی ہے۔ اسوقت یہہ ہر دو شمع حجرہ شریف مین قبلہ کے سمت رکھے ہوے ہین ایک فرق مبارک کے محاذی اور دوسرا پای مبارک کے روبرو ہی۔

ان دونون شمعدانون مین ہر روز ضخیم موم بتی جلتی ہے جو لوگ زیارت کو آتے ہین اوسکا ستیال تبرکا لیجاتے ہین اور بغرض بہتے سیہ موم سیٹ کے درد کو،

مفید ثابت ہوا ہے۔ مدینہ والے اکثر یہی علاج کیا کرتے ہین۔

اس مقام مین اگر یہہ بیان کرون کہ خداوند عالم سرآسمان جاہ کو مغفرت کرے اون کے روانہ کئے ہوسے دو طلائی قنادیل بھی داخل حجرۂ شریف ہین تو حق انصاف سے قرین ہے۔

مذکور شمعدانون سے پہلے دو شمعدان طلای خالص کے غیر مرصع سلطان کے پاس سے آئے تھے یہہ دونون شمعدان دکۃ الاغوات کے بازو والے مخزن مین رکھے ہوسے ہین۔ اور ہر روز مغرب کے وقت شیخ الحرم وغیرہ تبرکا ان شمعدانون کو لئے ہوسے مقصورۂ شریف مین داخل ہوکر روشن کرتے ہین اور نماز صبح تک یہہ شمعدان وہین روشن رہتے ہین۔ غروب آفتاب سے کچھہ پہلے مسجد کے قنادیل روشن کئے جاتے ہین اور اوسی وقت شیخ الحرم۔ نائب شیخ الحرم۔ مدیر خزینۃ الحرم۔ قاضی مدینہ اور اغوات سے بوابان حجرۂ شریف سفید لباس مین کمربستہ داخل مقصورۂ شریف ہوتے ہین اور مقام متبرک کو روشن اور عطر و گلاب سے معطر کرتے ہین۔ لوبان اور اگر جلاتے ہین۔ اون لوگون کے سوا اور بھی لوگ جو مقدس سمجھے جاتے ہین یا وہ لوگ جو اس امر کی تمنا کرتے ہین سفید لباس مین کمربستہ موم بتی لئے ہوسے داخل مقصورۂ شریف ہوتے ہین بشرطیکہ پہلے سے اوسکا تقرر ہوا ہو۔ اور اس کام کے لئے متمنی لوگ بوابونکو کچھہ نذر دیا کرتے ہین۔

پردۂ حجرۂ مبارک کے اندر اطفال نومولود کی داخلی

ہر پنجشنبہ اور دوشنبہ کو بعد نماز مغرب مدینہ کے نومولود لڑکے داخل حجرۂ شریف کئے جاتے ہین۔ ان نومولودون کو اون کی مائین مکلف لباس مین پھولون سے آراستہ لاتی ہین۔ اون بچون کے پیٹ پر ایک روٹی بندہی ہوی ہوتی ہے بعد داخلی وہ بچے اون کی ماؤن کو واپس دئیے جاتے ہین اور لوگ اون سے پھول اور روٹی کے ٹکڑے بطریق تبرک لیتے ہین۔

یہان ایک امر قابل لحاظ ہے کہ یہہ نومولود اپنے غسل کے وقت سے جو غالبا عصر کے وقت ہوتا ہے دوسری صبح تک ایک مستی کے عالم مین رہتے ہین اونکی پیشانی چمکتی رہتی ہے نہ دودہ پیتے ہین اور نہ روتے اور نہ بول و براز کرتے ہین۔ ان نومولودون کو صاحب نوبت خوجہ یعنے بواب روضہ مواجہہ شریف مین پردۂ مربع قبور شریف کے اندر کچھ دقیقے رکھہ چھوڑتا ہے۔ پھر باہر لاکر وارثون کے تحویل کرتا ہے۔

کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ان نومولودون کے منھہ پر پھرتا ہے۔ ان بچون پر زائرین کا ایسا ہجوم ہوتا ہے کہ اگر اُن کے وارثون کے طرف سے اچھی خبرگیری نکی جائے تو بچون کے اضمحلال اور ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

کوکبِ دُرّی کا بیان

مربع قبور شریف کی دیوار جانب قبلہ مین روی مبارک کے محاذی کوکب دری نام دُا

ایک بے بہا الماس جما یا ہوا ہے جو کبوتر کے انڈے سے کچھ کم ہے اور اوسکا قطر ایک انچہ سے ڈیڑھ انچہ تک ہی شکل قریب بیضوی کے ہے۔ اوسکے اطراف چھوٹے الماس انگریزی دوانی سکہ کے برابر ہین یہہ سب الماس نہایت صاف شفاف اور بے عیب ہین پردہ حجرۂ شریف مین مقابل ان الماسون کے اسقدر پردہ کتر دیا گیا ہے جس سے وہ الماس صاف نظر آتے ہین۔ علامت مواجۂ شریف کے لئے یہہ الماس نصب کئے گئے ہین۔ کوکب دری اور اوسکے ساتھ کے الماس اگرچہ بہت درخشندہ ہین مگر مواجہ آفتاب رسالت مین اونکی کوئی رونق نظر نہین آتی۔

باب التوبہ کے روزن سمت غربی سے جو جالی مبارک مین ہی کوکب دری صاف نظر آتا ہے۔ کوکب دری کو جسنے تحفۃً روانہ کیا وہ سلطان احمد خان مرحوم بن سلطان محمد خان مرحوم تھا۔

ضمناً عبرت کے لئے یہان اون بدبختون کا ذکر کیا جاتا ہے جنھون نے مسجد نبوی اور حجرہ شریف کی ہتک پر کمر باندہی اور خداوند عالم نے اونھین تاراج اور ہلاک کیا۔

اون اشقیا کا ذکر جنھون نے مسجد نبوی اور حجرہ شریف سے بے ادبی کی اور اپنا کیا پایا

(۱) جماز بن ھبۃ بن جماز بن منصور حسینی امیر مدینہ تھا ۸۱۱ ہجری مین جبکہ ثابت بن نعایر کی تولیت کا حکم آیا تو جماز نے سرکشی کی مفسدون کو جمع کیا

مدینہ والون کے گھر لوٹ سلئے اور داخل مسجد ہوکر قبہ صحن مسجد کے دروازے کو توڑا اور
سارا سامان مثل طلائی اور نقروی قنادیل کے لوٹ لیگیا۔ پھر حجرۂ شریف کا قصد کرکے
سیڑہی منگوائی اور حجرۂ شریف کا غلاف آتارنا اور اطراف کے قنادیل کو بھی لوٹ لینا
چاہا مگر اللہ نے اوسکو روک دیا اور وہ گھبرایا ہوا نکلا اور جو کچھ مسجد سے لوٹ لایا تھا اسکو
کہین دفن کردیا پھر وہ اور جس جسکو مقام دفن سے اطلاع تھی مارے گئے اور اوس کا مقام
کسی کو معلوم نہوا۔

(۲) امیر عزیز بن هیازع بن هبة الحسینی الحجازی تھا جس نے
سنہ ۸۱۱ھ ہجری مین قبہ صحن مسجد کے ایک جانب کا سامان برعم قرض لیا اوسکو قاہرہ کو لیگئے
جہان وہ عالت قید مین قید حیات سے آزاد ہوا۔

(۳) برغوث بن بتیر بن جریس الحسینی
(۴) دبوس بن سعد الحسینی الطفیلی } یہ دونون سنہ ۸۶۰ھ ہجری مین
ستائیسوین شب ذی الحجہ کو مخفی طور سے سقف مسجد مین داخل ہوے (اوس زمانہ مین
مسجد کے دو سقف تھے ایک دوسرے کے اوپر اور مابین اونکے لوگ چل سکتے تھے)
اور حجرۂ شریف کے محاذی ہوکر بہت کچھ قسم قنادیل وغیرہ سے لوٹ لیا اور کسی کو خبر
نہوی جب یہ دونون کمبخت وہان سے نکلے راستہ مین گرفتار ہوگئے۔ امیر مدینہ نے
اونکو قتل کیا اور سولی پر چڑہایا ان کم بختون سے تھوڑا مال ملگیا۔ برغوث کا بیان ہے
کہ جسوقت مین لوٹ لیکر بھاگ رہا تھا اور مدینہ کے باہر جاتا کوئی میرے آڑے ہوتا تھا اور

سنہ اسوقت صحن مسجد مین ایک قبہ تھا جسمین مسجد کا سامان رکھا جاتا تھا ۱۲ منہ

مدینہ کے طرف جاتا تھا تو راستہ صاف ملتا تھا گویا کوئی مجھکو ہانک کر مدینہ کے طرف لارہا تھا

(۵) **امیر مدینہ حسن بن زبیر المنصوری** ۔ یہہ شخص ایک مسلح جماعت کے ساتھہ ۶ ربیع الاول ۱۳۰۹ہجری کو ظہر کے وقت مسجد شریف مین داخل ہوا اور خزانہ دار حرم سے قبہ صحن شریف کی کنجیان طلب کین اوسنے انکار کیا پھر اوسکو سخت مارا اور قبہ کا دروازہ توڑ کر جو کچھہ سامان اور نقدی سے اوسمین تھا قلعہ کو لیگیا۔

(۶) **سعود الوھابی** تھا جو ۱۲۲۱ہجری مین حجاز پر مستولی ہو گیا تھا۔ اوس نے مدینہ کو تاراج کیا حجرۂ شریف مین جو کچھہ نقدی چاندی سونا اور جواہر لآلی قنادیل وجواب سے موجود تھا لوٹ لیا مدینہ والون کو اونکے گھرون سے نکال کر بے خانمان کیا لوگ اہل وعیال کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور جنت البقیع کے سارے قبے جیسے قبۂ اہلبیت قبۃ الازواج اور قبۃ البنات منہدم کئے قبۃ الخضرا کو بھی توڑنا چاہا مگر اللہ جل شانہٗ اوس کا محافظ تھا ظالم کے ہاتھہ سے بچا لیا۔ سعود نامسعود اوس پر قادر نہو سکا کئی دن مسجد شریف مین اذان اقامت اور نماز نہین ہوی۔ ایک مدت سعود مدینہ مین رہا اور قنادیل طلائی اور نقروی کو توڑ کر کسیقدر اپنے ساتھیون پر تقسیم کیا اور باقی کے سکے بنا کر مدینہ مین جاری کئے۔ یہہ سکے اصلی سکون سے جدا تھے اور ملک حجاز مین رائج تھے پھر سلطان محمود خان کے حکم سے محمد علی پاشا والی مصر ایک فوج قاہرہ لیکر آیا اور بسرکردگی طوسون پاشا بن محمد علی پاشا کے قریۂ خیف واقع شاہراہ مدینہ مین ایک سخت لڑائی ہوی فتح کسیکو ہوی نہین۔ طوسون پاشا اپنی فوج لئے ہوے ینبع البحر کو چلا گیا

اور سعود اپنے بیٹے عبداللہ کو ایک فوج قاہرہ کے ساتھ مدینہ مین چھوڑ کر آپ بلاد و دیہ
کو چلا گیا پھر محمد علی پاشا ایک لشکر جرار لیکر آیا اور اون بدبختون کا قلع و قمع کیا عبداللہ
بن سعود اور اوسکی جماعت کو قید کرکے مصر لیگیا۔ پھر وہ استنبول بھیجے گئے اور وہان
تین روز کے بعد قتل کئے گئے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

عمل خندق ۵۵۸ ہجری مین سلطان عادل نورالدین الشہید محمود بن زنگی نوراللہ
مرقدہ کی سلطنت کے زمانہ مین بعض نصرانی سلاطین کو یہہ سوجھی کہ حضور اقدس کے جسد
مبارک کو حجرۂ شریف سے نکال لین اور انھین اونکے شیطان نے اس خیال خام مین
کامیابی کی امید دلائی تھی اس بنا پر ان ملعونون نے دو نصرانیون کو مغربیون کے لباس
مین روانہ کیا یہہ دونون مدینہ منورہ داخل ہوے اور فقرہ بنایا کہ اندلسی ہین اور حجرہ
شریف کے قبلہ کے سمت خارج مسجد آل عمر رضی اللہ عنہ کے گھرون کے متصل جسکو
اب دار العشرہ کہتے ہین فروکش ہوے۔ بناوٹ سے صلاح حال مین معروف مشہور ہوے
اہل مدینہ کے ساتھہ حسن سلوک سے پیش آتے تھے ہمیشہ زیارت حجرۂ شریف اور زیارت
بقیع کرتے تھے صائم الدہر اور قائم اللیل تھے ان لوگون نے ایک سرنگ ڈالی جسکی
انتہی حجرۂ شریف کے پاس ہوتی تھی ہر روز تھوڑی تھوڑی مٹی نکالا کرتے تھے اور
اپنے منزل کے کسی کنوے مین ڈالتے تھے اور کبھی گونی مین بھر کر بقیع غرقد کو جاتے
اور قبرون کے درمیان ڈالا کرتے تھے اس طریق سے اون پر ایک مدت گذری ۔ ایکروز

سلطان شہید مرحوم بعد تہجد خواب مین حضور کی دیدار سعادت آثار سے مشرف ہوا دیکھا کہ فرماتے ہین ای محمود ان دونون کے شر سے تو مجھ کو بچالے اور پھر آپ نے ان دونون نصرانیون کے طرف اشارہ کیا یعنے اونکو بتلایا۔ بادشہ اس خواب متوحش سے گھبرا کر اوٹھا وضو کیا نماز پڑہی اور پھر سویا۔ وہی خواب نظر آیا ایسا ہی تین مرتبہ ہوا۔ تیسرے دفعہ کے بعد بادشہ پھر سویا نہین اور اپنے وزیر معتمد علیہ جمال الدین موصلی کو طلب کیا اور فی الفور شبا شب تہیۂ سفر کرکے اپنے ساتہہ مال کثیر اور حسب روایت مجد الدین ایکہزار کی فوج لئے ہوے اور ایک روایت سے اپنے خاصگون سے بشمول وزیر مذکور کے بیس آدمی کو لئے ہوے مدینۂ طیبہ کے جانب راہ لی سولہ دن کے سفر مین شہر طیبہ کو پہنچکر روضۂ مطہرہ مین نماز پڑہی اور زیارت حجرۂ شریف سے مشرف ہوکر سوچنے لگا کہ کیا کیا جاے وزیر نے پوچھا کہ آیا بادشہ اون شخصون کو اگر روبرو آئین پہچان سکتا ہے کہ بادشہ نے کہا کہ ہان۔ پھر وزیر نے مدینہ والون کو مسجد شریف مین جمع کیا اور کہا کہ سلطان بقصد زیارت آیا ہے اور اوسکے ساتہہ خیرات کے لئے بہت کچھہ مال و متاع ہی تم سب کے سب آوا اور بادشہ سے اپنا اپنا نصیب لیتے جاؤ۔ لوگ آنے لگے اور خیرات و صدقات سے مالا مال جانے لگے جو کوئی آتا تھا سلطان اوسکو نظر غور سے دیکھتا تھا جب خواب کے دیکھے ہوے شخصون کا پتا نہ ملا تو پوچھا آیا مدینہ والون سے کوئی باقی بھی رہگیا ہے سب نے بعد غور و فکر کے کہا کہ نہین مگر دو مغربی جو کسی سے کچھہ لیتے نہین اور نہایت صالح ہین۔ یہہ سنتے ہی بادشہ کا دل جمع ہوا اور کہا کہ اون کو

فی الفور میرے پاس لاؤ جب وہ لائے گئے تو وہی خبیث صورتین تھین جو خواب مین
بتلائی گئین۔ پوچھا تم کون ہو کہا ہم مغربی ہین حج کو آئے تھے بعد زیارت جوار حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اقامت اختیار کی پوچھا کیا سچ کہتے ہو اونھون
نے اپنے قول کو مؤکد کیا۔ پوچھا کہان رہتے ہو کہا حجرہ شریف کے متصل رباط مین
پھر بادشہ نے اونکو روک لیا اور خود آپ اونکے گھر کو گیا بہت سا مال دیکھا اور بہت
سی کتابین طاقچون مین نظر آئین اوسکے خلاف کوئی چیز نظر نہین آئی اور مدینہ والون
نے اونکی بڑی تعریف کی کہ یہہ لوگ پنجوقتہ نماز روضہ مین پڑہتے ہین ہمیشہ روزہ رکھتے
ہین روز بقیع اور قبر شریف کی زیارت کرتے ہین ہر شنبہ مسجد قبا کو جایا کرتے ہین۔ مدینہ
والون کی حاجت روائی مین کبھی کوتاہی نہین کرتے۔ پھر خود بادشہ مکان کو گھوم کر دیکھنے
لگا اور ایک حصیر کو جسپر وہ بیٹھا کرتے تھے اوٹھا کر دیکھا ایک تختی بچھی ہوئی نظر آئی
اوس تختی کو اوٹھایا تو ایک سرنگ نظر آئی کہ مسجد کی دیوار قبلہ کے نیچے سے حجرہ
شریف کے قریب تک پہنچ رہی تھی لوگون نے جب یہہ دیکھا تو گھبرا گئے۔ پھر سلطان
نے ان ملعونون سے حقیقت حال دریافت کی ایک بڑے زجر و توبیخ اور زد و کوب
کے بعد اعتراف کیا کہ وہ نصرانی تھے جنکو نصرانی بادشاہون نے انتقال جسد شریف
کے لئے روانہ کیا تھا اور اوسپر بہت سی دولت و مال کا وعدہ کیا گیا تھا اور ایک
روایت مین ہے کہ جب سرنگ حجرہ شریف کے قریب پہنچی تو سارے مدینہ مین زلزلہ
پیدا ہوا جس سے پہاڑ حرکت کرنے لگے بجلی پر بجلی گرتی تھی اوسی روز بادشہ بھی صبح

مین داخل مدینہ ہوا۔ اور یہہ لوگ گرفتار ہو گئے۔ جب اونکا حال ظاہر ہوا بادشاہ
زار زار رونے لگا اور حکم کیا کہ شباک شرقی کے نیچے ان دونون ملعونون کی گردن
ماری جائے۔ قریب شام اونکے ناپاک جسم جلائے گئے۔

بعض لوگون کا خیال ہے کہ رباط عجم وہی مقام ہے جہان یہہ دونون
نصرانی فروکش تھے۔ یہہ غلط ہے رباط عجم سے حجرۂ شریف مین بعد مسافت ہی رباط
عجم کو اسلئے رباط عجم کہتے ہین کہ اوسکا بانی جمال الدین اصفہانی تھا اور اس وقت
اوسکی اور اوسکے دوست اسد الدین شیرکوہ کی قبور اسی رباط عجم مین ہین۔

غرضکہ بعد احراق اجسام ملاعین بادشہ نور الدین نے حکم کیا کہ حجرۂ شریف کے
اطراف ایک پنیاسوت (یعنے پانی کے سطح تک) عمیق خندق کھودی جائے اور اوس
خندق مین سیسا پگلا کر بھر دیا جائے جسکی فی الفور تعمیل ہوئی اور زمین کے اندر اطراف حجرۂ
شریف سیسے کی ایک ضخیم دیوار قایم ہو گئی۔

امراء عبیدیہ مصر کا خبط۔ ابن النجار نے تاریخ بغداد مین لکھا ہے
کہ بعض زندیقون نے امراء عبیدیہ مصر کو ورغلانا کہ اگر حضور شریف کا مبارک جسد
اور شیخین کے اجساد مدینہ سے مصر کو لاکر دفن کئے جائین تو ملک مصر اور مصر والونکی
برکت کا سبب ہی۔ چونکہ اوس زمانہ مین حرمین شریفین کی ولایت والیان مصر سے
متعلق تھی بادشاہ مصر نے ایک عمارت عالی مصر مین اس خیال محال سے بنائی کہ اجسام
مقدس کو اوس مین دفن کرے اور اوس عمارت پر ایک بلند حظیرہ بھی بنایا اور اپنے

ایک معتمد علیہ امیر کو جسکا نام ابوالفتوح تھا مدینہ کو روانہ کیا کہ اجساد شریف کو لے آئے
جب مدینہ والون کو یہہ خبر پہنچی تو نہایت پریشان ہوے اول ملاقات مین ابوالفتوح
کو مار ڈالنا چاہا۔ ابوالفتوح نے قسم کھائی کہ اگر میرا سر بھی کاٹ لیا جاسے مجہ کو پروا نہین
لیکن موضع شریف پر دست درازی مجہ سے نہو سکیگی۔ پھر اوسی شب مین ایک آندہی
چلی اور زلزلہ پیدا ہوا جسمین اونٹ پالان کے ساتھ اور گھوڑے زین کے ساتھ مثل
گیند کے اُڑتے تھے۔ ابوالفتوح کے دل مین اس تہدید غیبی سے بڑا خوف پیدا ہوا
اور وہ واپس چلا گیا۔

خسف الرفضہ۔ اور ایک واقعہ غریبہ محب طبری نے ریاض النضرہ مین
بیان کیا ہے کہ حلب کے بعض روافض امیر مدینہ کے پاس آئے اور بہت سے ہدایا اور
تحف دیکر ورغلانا کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے مبارک جسدون کو
حجرۂ شریف سے نکال لینے کی اونکو اجازت دے۔ امیر مدینہ بدمذہب تھا مال دنیا کے
لالچ سے اونکے دام مین آگیا اور بواب حرم شریف کو حکم دیا کہ شب مین جسوقت یہہ حلبی
لوگ آئین حرم کا دروازہ اونپر کھولدے اور اونکے کسی کام کا مزاحم نہوا وران کو منع نکرے
اس بواب کا نام شمس الدین صواب تھا وہ کہتا ہے کہ بعد نماز عشا جب لوگ اپنے منازل
کو چلے گئے اور حرم کے دروازے حسب عادت بند کر دئیے گئے چالیس آدمی کدالی
اور بیلچے لئے ہوے باب السلام پر پہنچے اور دروازے پر مارا مین نے امیر کے
حکم کے مطابق دروازہ کھول دیا اور ایک کونے مین بیٹھے دیکہہ رہا کہ کیا قیامت ہونے

والی ہے اور بے اختیار رو رہا تھا۔ سبحان اللہ کیا دیکھتا ہون کہ یہہ لوگ ہنوز منبر شریف کے محاذی ہوسے نہ تھے کہ ایک ستون کے پاس جو زیادتی بناء عثمان رضی اللہ عنہ سے قریب ہے زمین پھٹ گئی اور یہہ چالیسوں آدمی اپنے اسباب کے ساتھہ دہس گئے اور اون کے خسف کے آثار اونکے لباس وغیرہ سے سطح زمین پر عبرت کے لئے نمایان تھے۔ طبری نے اس روایت کے راویونکی توثیق کی ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔

الحجرة الشريفة

حجرۂ شریف اصل مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا حجرہ ہے اوسکی بناء مثل مسجد کی بناء کے اینٹ اور لکڑی سے تھی سقف لکڑی اور خرمے کے پتون کی تھی۔ سقف پر کملی کی چاندنی تنی رہتی تھی۔ پھر جب حضور کا وصال ہوا تو اوسی حجرہ مین آپ مدفون ہوے سقف کی بلندی اتنی تھی کہ کھڑا ہونے والا اوسکو مس کرسکتا تھا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر مکان ایسے ہی تھے۔ دیوارین اینٹ کی ہوتی تھین اور مکان مین ایک حجرہ لکڑی کا بنا ہوا ہوتا تھا۔ جسپر کملی کی چاندنی تنی رہتی تھی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے دو دروازے تھے ایک مغرب کے طرف جو اس وقت موجود ہے اور باب عائشہ کہلاتا ہے۔ دوسرا شام کے طرف حضور کی رحلت کے بعد اصحاب ایک دروازے سے داخل ہوکر صلواۃ وسلام پڑہکر دوسرے دروازے سے نکلتے تھے۔

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کا مکان حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے قبلے طرف تھا دونون کے مابین ایک تنگ راہ تھی جس سے

وہ آپسمین باتین کیا کرتی تھین۔ باب التوبہ کے محاذی جہان زائرین آجکل کھڑے ہوکر سلام پڑہا کرتے ہین وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان کا مقام ہے۔ پھر حضرت صدیقہ نے اپنے مکان کے دو حصے کئے ایک مین قبر شریف تھی اور دوسرے مین آپ رہتی تھین اور دونون کے مابین دیوار بھی تھی اور حضرت صدیقہ کبھی کبھی حجرہ قبر شریف مین جایا کرتی تھین۔ پھر جب حضرت عمر وہان دفن ہوے تو جب تک اپنے آپکو چادر سے خوب ڈہانک نہ لیتی تھین حجرۂ قبور شریف مین جاتی نہ تھین[1]۔

باقی ازواج مطہرات کے مکان مسجد کو گھیرے ہوے تھے۔ اکثر جہت مشرق مین تھے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان سے باب النسا تک بلکہ رباط السبیل تک جو عورتون کے لئے ہے اور شمال مین باب النسا سے محل قدیم باب الرحمہ تک جو قبر شریف کے محاذی ہوتا ہے اور قبلے طرف مکان حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے محاذی محراب نبوی تک تعداد مین کل نو مکان تھے اور خلافت ولید مین بنا مسجد کے وقت کل ازواج مطہرات کے مکانات داخل مسجد شریف کر دئے گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد مین توسیع مسجد کے وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی مکان کی دیوارین پختہ بنائین اور یہہ مکان بنای ولید بن عبد الملک تک زائرون کو صاف نظر آتا تھا۔ عمر بن عبد العزیز نے ولید کے

---

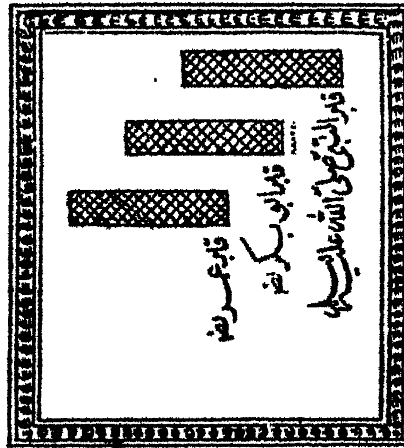
[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیقہ کو نامحرم سے پردہ کرنیکا کس قدر خیال تھا یہانتک کہ آپنے نامحرم کے قبر سے بھی پردہ کیا؟

حکم سے اون دیوارون کو منہدم کیا اور اوسکے عوض منقش پتھرون کی دیوارین بنائین اور اوسکے اطراف ایک خطیرہ بنایا اور کسی مین دروازہ نہین رکھا۔

کہتے ہین کہ قبور شریف کے اطراف تین دیوارین ہین ایک دیوار حضور کے اصلی مکان کی۔ دوسری دیوار پتھر کی جسکو عمر بن عبد العزیز نے بنایا۔ تیسری خطیرہ کی دیوار۔ حجرۂ شریف جیسا اسوقت نظر آتا ہے اوسکے پانچ ضلع ہین لیکن اس خطیرہ کے اندر وہ مربع ہے جسکی ناپ جانب قبلہ ۱۰ ۲/۳ ذراع۔ جانب شام ۱۱ ۵/۱۲ ذراع اور جانب شرق وغرب مین ۵/۸ ۹ بتائی جاتی ہے۔ اور بلندی ۱۳ ۱/۳ ذراع ہے۔ یہہ پیمائش سید سمہودی کی بتائی ہوی ہے۔ اصل حجرۂ شریف مستطیل تھا اوسپر قبہ بنانے کے لئے عرض مین کسیقدر وسعت کی گئی پھر وہ مربع ہوا اوسی پر اشرف قایتبائی کا بنایا ہوا قبہ قائم ہے۔

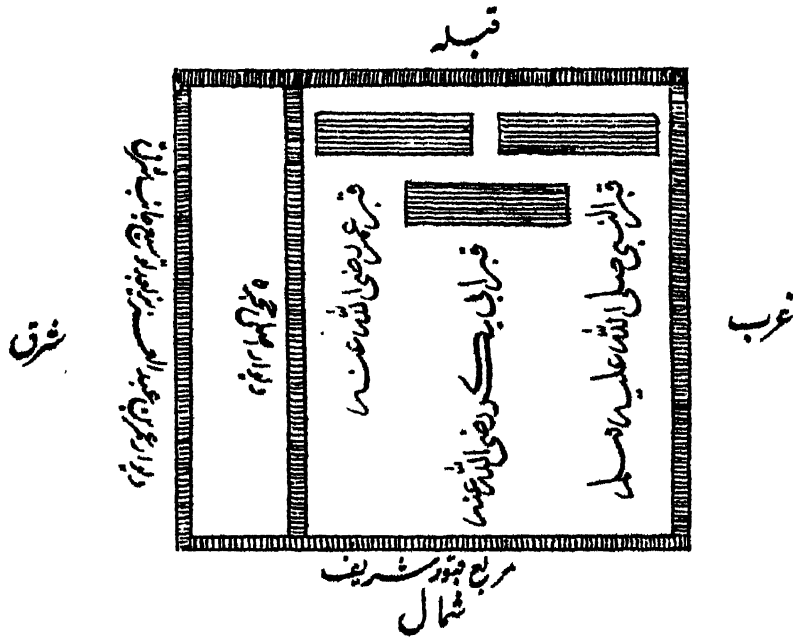
سید سمہودی کہتے ہین کہ حضور کی مرقد مبارک قبلہ کی دیوار سے متصل ہے اور مغربی دیوار سے دو ہاتھہ نیچے ہے کیونکہ فرق مبارک کی علامت کے لئے دیوار حجرۂ شریف پر جانب قبلہ ایک چاندی کی میخ لگائی گئی تھی جسکے بدل اسوقت کوکب دری ہے اور راس الماس سے دیوار غربی تک پانچ ہاتھہ کا فاصلہ ہے اور اس فاصلہ سے تین دیوارون کی تین ہاتھہ کی ضخامت وضع کرنے سے صرف دو ہاتھہ کا فاصلہ رہتا ہے پس معلوم ہوا کہ فرق مبارک دیوار غربی مکان اصلی سے دو ہاتھہ کے فاصلہ پر ہے۔ امام شافعی سے ایک قول نقل کرتے ہین کہ لحد شریف

دیوار جانب قبلہ کے تحت مین ہے۔ اور قبور شریف بقول مشہور اسطرح ہین کہ حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ
تقدس نشانہ کے پیچھے اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضرت صدیق رضی اللہ
عنہ کے شانۂ مبارک سے پیچھے ہے جسکی صورت یون ہے۔



یہہ تینون قبور شریف پہلے مسطح تھے پہر عمر بن عبدالعزیز کے زمانے مین بناہی
مسجد کے وقت جب قبور شریف پر دیوار گری تو قبرین چوٹی دار ہوگئین۔ بخاری شریف
مین سفیان ثوری کی روایت سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔ ابوداؤد کی روایت بھی تسطیح قبور
پر دلالت کرتی ہے۔ امام شافعی کے نزدیک بھی قبر کو چوٹی دار بنانے سے مسطح بنانا
افضل ہے اور مسطح بنانے کا یہہ مفہوم نہین کہ سطح زمین سے برابر کردیا جائے بلکہ مقابل
چوٹی دار کے ہے۔ کہتے ہین کہ بناء عمر بن عبدالعزیز مین حجرۂ شریف کی دیوار شرقی
ضائع ہوگئی تھی جب اوسکی تجدید کے لئے پایہ کھودا گیا تو میت کے قدم نظر آنے لگے

لوگ اسکو قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر گھبرا گئے پھر عروہ نے کہا قسم اللہ کی یہ حضور کے قدم نہین بلکہ عمر رضی اللہ عنہ کے قدم ہین پھر فی الفور پایہ بھر دیا گیا اور شرق طرف حجرہ ذرا سا وسیع کر دیا گیا اس بنا پر نظم قبور کو یون بتاتے ہین



لیکن اصح وہی نقشہ ہے جسکو ہمنے پہلے بتایا ہے۔

شیخ الہند عبد الحق دہلوی جذب القلوب مین فرماتے ہین کہ ۵۰۰؁ھ ہجری مین جمال الدین اصفہانی نے حجرۂ شریف کے اطراف ایک جالی صندل کی قائم کی۔

حجرۂ شریف کے غلاف کا بیان

تقریباً ۷۶۰؁ھ ہجری مین ابن ابی الہیجا شریف نے کہ سلاطین مصر کے وزرا سے تھا ایک پردہ دیبای سفید سے تیار کروایا اور سرخ ریشم سے اوسپر سورۂ یٰسٓ کا نقش کر کے

حجرۂ شریف پر آویزان کرنے کو روانہ کیا۔ وہ زمانہ خلیفہ مستضئی باللہ کی خلافت کا تھا بارگاہ خلافت سے اجازت لیکر مذکور پردہ کو حجرہ شریف پر آویزان کیا۔ اوس کے بعد یہہ عادت رہی کہ مصر کے بادشاہون سے ہرایک سلطان اپنے جلوس کے ابتدائی ایام مین حجرۂ شریف کے لئے پردہ روانہ کرنے لگا اوس کے بعد سلاطین روم نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا۔

کسی زمانہ مین والی مصر سلطان الصالح اسمٰعیل بن الناصر محمد بھی بیت المال مصر سے ایک قریہ خرید کرکے اوسکی آمد سے ہرسال کعبہ کا پردہ اور پانچ یا چھے سال مین ایک بار حجرۂ شریف اور منبر شریف کا پردہ دیباج سے تیار کرواکر روانہ کرتا تھا۔

ابن النجار کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ ابن ابی الہیجا نے دیبای سفید کا جو پردہ روانہ کیا اوسکو لال ریشم کا کمربند تھا اور اسی کمربند مین سورہ یس رقم تھا پھر دو برس کے بعد خلیفہ المستضئی باللہ نے دیبای بنفشی کا پردہ اسی قسم کا روانہ کیا پہلا پردہ مشہد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کردیا گیا اور اوسکی جا سے یہہ پردہ لٹکایا گیا۔ پھر خلیفہ الناصر لدین اللہ نے دیبای سیاہ کا پردہ روانہ کیا اوسکو بنفشی پردہ پر ڈالا پھر خلیفہ کی مان جب حج سے واپس ہوی تو ایسا ہی ایک پردہ روانہ کیا وہ بھی الناصر لدین اللہ کے پردہ پر ڈالا گیا۔

ابن النجار کہتے ہین کہ ہمارے اس زمانہ مین حجرۂ شریف پر تین پردے ہین انتہیٰ تشریف سمہودی ترین سے روایت کرتے ہین کہ اول وہ جنہون نے حجرۂ شریف پر پردہ

ڈالا وہ ۱۷۰ھ ہجری مین خیزران ہارون الرشید کی مان تھی اور اوسکے پردہ کو کمر بند تھا پھر ہر چھے سال مین ایکبار مصر سے پردہ آنے لگا جو سیاہ رشیم کا سفید ریشمی تحریرون سے مملو ہوتا تھا اور اوسپر زرد پہلی اور سنہری کام ہوتا تھا۔ اسیطرح التقی الفاسی اور الزین المراغی نے بھی ذکر کیا ہے۔

پھر اوسکے بعد بادشاہان روم نے اس مبارک خدمت کو اپنے ذمے لیا اور ابتک وہی جاری ہے۔ ۱۲۷۰ھ ہجری مین سلطان عبد المجید خان مرحوم کا تیار کرایا ہوا پردہ سلطان عبد العزیز خان مرحوم کے عہد ریاست مین آیا اوسکے ساتھ ایک قطعہ سرخ رشیم کا تھا جسپر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک اور شیخین کے مبارک نام منقش تھے اوس کو قبور شریف کے روبرو لٹکایا گیا۔ یہہ سرخ قطعہ محرر سطور غفر اللہ ذنوبہ کے مشاہدہ مین نہین آیا۔

مدینہ والونکی عادت یہہ جاری ہے کہ جب نیا پردہ ڈالا جاتا ہے تو قدیم پردے کی تقسیم ہوتی ہے جیسی غلاف کعبہ کی اور اوس کا حکم بھی غلاف کعبہ کا حکم رکھتا ہے۔

اس وقت جو پردہ کہ حجرۂ شریف پر ہے وہ دیبای سبز کا ہے اوسپر رشیم سفید سے آیات قرآنی کلمہ طیب اور درود شریف وغیرہ منقش ہین یہہ پردہ غالبا سلطان مرحوم عبد المجید خان کا تیار کرایا ہوا ہے۔ مدینہ والون کا بھی یہی بیان ہے کہ کوئی پچاس برس سے زیادہ منقضی ہوچکے آستان خلافت سے جدید پردہ آیا نہین۔

سلطان حال سلطان عبدالحمید خان غازی خلداللہ ملکہ کو اطفاے نائرۂ فتنہ و فساد ملکی سے پوری فرصت ملی نہین اور آپ کو ابتک اس سعادت سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع ملا نہین۔

سقفِ حجرۂ شریف

مربع قبور شریف پر جو عمر بن عبدالعزیز کا بنایا ہوا ہے پہلے سطح سقف مسجد سے نصف قد آدم بلند ایک سایہ تھا جو اینٹ کی دیوار پر قایم تھا۔ اوس سقف پر لکڑی کی تختیان میخون سے جمائی ہوی تھین اور پھر اوسپر موم جامہ کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ پھر اوسکے بعد ۶۷۸ھ ہجری مین ملک المنصور قلاوون الصالحی نے حجرۂ شریف کے اطراف کے ستونون پر ایک لطیف قبہ بنایا۔ یہہ قبہ اسفل مین مربع تھا اور اعلی مین مثمن یعنے ہشت پہلو۔ اس قبہ پر لکڑی کی تختیان میخون سے جمائی ہوی تھین اور اوس پر سیس کی تختیان جمائی گئین اور یہہ قبہ سقف اول پر بنایا گیا تھا یہانتک کہ حریق اول مین جلگیا۔

پھر ملک الناصر حسن بن قلاوون نے اوس قبہ کی تجدید کی اور ۷۶۵ھ ہجری مین ملک الاشرف شعبان بن حسین بن محمد نے اوس قبہ پر سیس کے تختیون کی تجدید کی پھر دولت الظاہر جقمق مین اوسکا استحکام کیا گیا۔ اور امیر بردبک المعمار نے اپنی عمارت کے ایام مین اوسکی اصلاح کی۔ پھر ۸۸۱ھ ہجری مین ملک اشرف قایتبائی نے بعد حریق ثانی اوس قبہ کو از سر نو بنایا اور مربع قبور شریف کی دیوارون پر قایم کیا اور اوسمین سنگ سفید و سیاہ سے کام لیا۔ اوس قبہ کی بلندی سطح زمین حجرہ سے اوسکے ہلال تک

۱۰ ہاتھ اونچا تھا۔ حظیرہ ظاہر کے دیوار کی بلندی اس قبہ کے مشاہدہ کی مانع ہے۔

سید سمہودی کہتے ہین کہ اس قبہ پر اور ایک قبہ عظیم بنایا جسکے لئے جدید ستون قایم کئے گئے اور بعض ستون مسجد کے ستونون کے ساتھہ ملصق بنائے گئے پھر جب قبہ تمام ہوا اوسمین شق پیدا ہوے اور مرمت سے کوئی فائدہ نہین ہوا۔ آخر یہہ رای قائم ہوی کہ قبہ کے حصہ بلند کو توڑ دین اور قبہ کو کسیقدر چھوٹا بنائین۔ پھر محرابون مین لکڑی کی پٹریان بچھاکر کام شروع کیا تاکہ اوپر سے کچھہ گرے تو حجرہ شریف پر نہ گرے۔ اس تجدید قبہ مین نہایت ادب سے کام لیا گیا۔ شرقی سمت مسجد سے سیڑھیان لگائی گئین جس سے اسباب کے لانے اور معمارون اور نجارون کے عمل سے مسجد کے کسی کام مین خلل پیدا نہو۔ اور یہہ عمارت ۸۹۲ ہجری مین مکمل ہوی انتہی۔

پھر سلطان محمود خان بن سلطان عبدالحمید خان مرحوم کے زمانہ مین جب اس قبہ مین شقوق پیدا ہوے تو حسب فرمان سلطانی نہایت ادب سے اوسکی ترمیم کیگئی حصۂ بلند کو منہدم کرکے ازسر نو بنایا اور اس امر کا پورا لحاظ رکھا گیا کہ ہدم عمارت مین کوئی شے قبہ صغیرہ پر یا مسجد مین یا حجرہ مین نگرے اور مسجد مین کھڑے ہونے والے کو یہہ بھی خبر ہوتی نتھی کہ اوپر کیا ہورہا ہے۔ اس عمارت کے کام مین حصول برکت وسعادت کی نیت سے اکثر مدینہ والے اور انکی اولاد شریک رہے ہے۔ بعد ختم ترمیم حضور سلطانی سے مدینہ والون کے لئے جو شریک عمل ترمیم قبہ تھے سلطانی ہدایا آئے اور

علی السویہ ہر ایک آدمی کو دو سو پچاس قرش دئیے گئے۔ بعدہ ترمیم ۱۲۳۳ھ ہجری مین ہوی اور سلطان موصوف کے آخری عہد یعنے ۱۲۵۳ھ ہجری مین بحکم سلطانی قبہ شریف کا رنگ ہرا کیا گیا اور اس سے پہلے اوسکا رنگ کبود تھا۔

سید برزنجی کہتے ہین کہ یہہ اول بادشاہ صاحب نے قبہ کو ہرا رنگوایا اور اسی وقت سے اوسکو قبۃ الخضرا کہنے لگے اور اوسکے پہلے بحوالہ بیان سمہودی کہتے ہین اوسکو قبۃ البیضا یعنے سفید قبہ یا قبۃ الزرقا یعنے کبود رنگ قبہ یا قبۃ الفیحا یعنے وسیع قبہ کہتے تھے۔

راقم سطور کہتا ہے کہ شیخ الہند جذب القلوب مین جسکی تسوید ۱۰۰۱ھ ہجری مین ہوی اس قبہ کو قبۃ الخضرا لکھتے ہین تو معلوم ہوا کہ اوسوقت اوسکا رنگ ہرا تھا اور لوگ اوسکو قبۃ الخضرا کہتے تھے۔ ممکن ہے کہ سید سمہودی کے زمانہ تک جو نوین صدی کا آخر تھا یہہ قبہ کبود رنگ یا سفید رنگ کا رہا ہو۔ اوسکے بعد اوسکا رنگ ہمیشہ ہرا ہوتا رہا سنہ ۱۲۸۹ھ ہجری مین سلطان عبدالعزیز خان مرحوم کے حکم سے اوس کا ہرا رنگ تازہ کیا گیا۔

اس قبہ مین جانب قبلہ ایک دریچہ ہے اور اوسکے محاذی قبہ صغیرہ مین جو حجرۂ شریف کے دیوارون پر ہے ایک دریچہ ہے اور اوس دریچہ پر جالی ہے اور جالی مین ایک دروازہ ہے اور دریچہ قبہ کبیرہ پر بھی لوہے کی جالی ہے۔

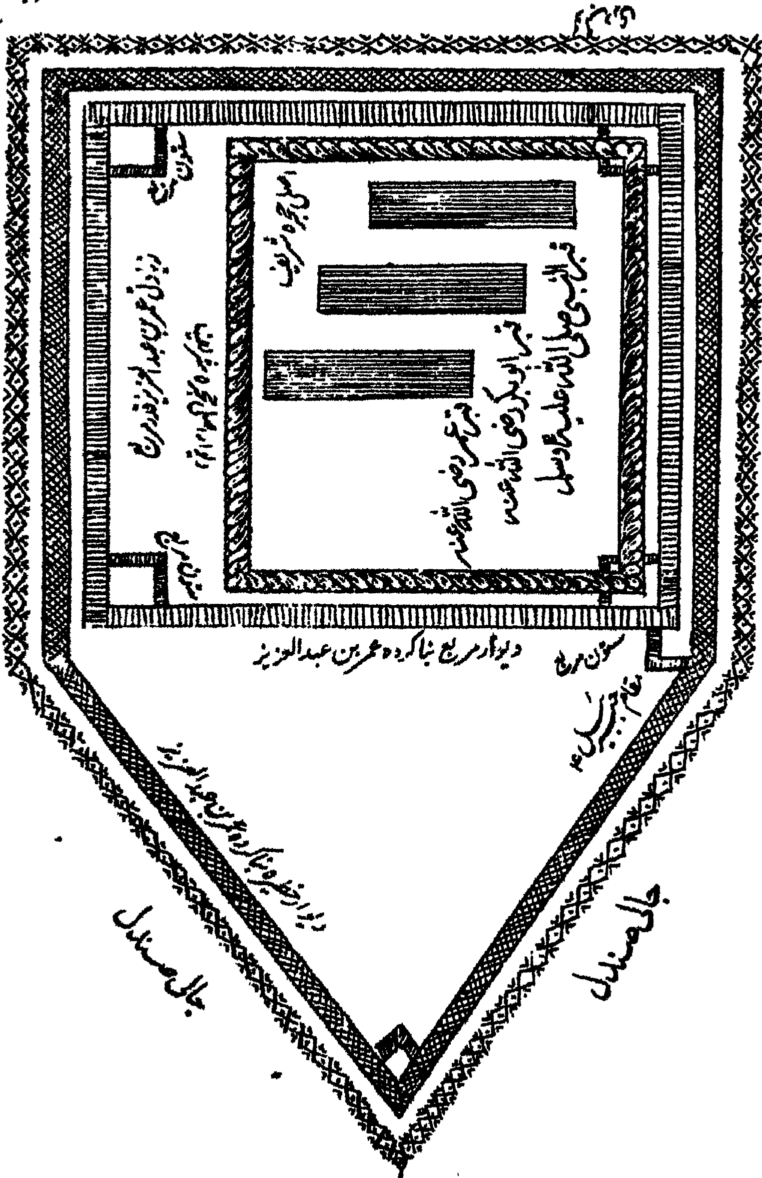
سید سمہودی کہتے ہین کہ پہلے لوگ ایام قحط اور فقدان بارش مین

اس دریچہ کو کھولکر حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعای استسقا کیا کرتے تھے اور اوسکے بعد یہہ مقرر ہوا کہ باب التوبہ جو جالی مواجہ شریف مین ہی کھولا جاتا ہے اور لوگ وہان جمع ہو کر دعای باران کیا کرتے ہین۔

القصہ بیان صدر سے یہہ مستفاد ہوتا ہے کہ حجرۂ شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف تین دیوارین اور ایک جالی ہے۔ پہلی دیوار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی مکان کی۔ دوسری پتھر کی منقش دیوار عمر بن عبد العزیز کی بنائی ہوی۔ تیسری دیوار خطیرہ۔ اس دیوار کے اطراف جمال الدین اصفہانی کی بنائی ہوی صندل کی جالی ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان کا حجرہ جس مین تینون ذوات مقدس کا دفن ہوا واقع مین مستطیل یعنے بیاضی تھا۔ لیکن عمر بن عبد العزیز نے قیام قبہ کے لئے اوسکو مربع کیا اور پھر مربع ہونے سے کعبہ کے مربع کا شبہہ ہونے کے اندیشے سے اور نیز اس اندیشہ سے کہ کہین لوگ اوسکے جانب سجدہ کرنے لگین جانب شمال تھوڑی جگہ داخل کرکے خطیرۂ زاویہ دار بنایا۔ اس خطیرہ کے اطراف جالی صندل کی ہے۔ مربع قبور کے شام کے طرف داخل خطیرہ جو خالی جا ہے اوس مین جبل عقیق کی کنکریون کا فرش ہے۔ اور داخل حجرہ قبور شریف پر بھی یہی کنکری بچھی ہوی ہین۔

صورت حجرۂ شریف



سید برزنجی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سنہ ۱۲۹۶ ہجری ماہ شعبان میں مدینہ منورہ میں ایک سخت

آندہی چلی جس سے شرقی جانب کی بڑی جالی داخل حجرۂ شریف مین گری۔ لوگون
مین بڑا اضطراب پیدا ہوا فی الفور شیخ الحرم خیراللہ افندی کو خبر دی گئی وہ اپنے ساتھہ
علما کی ایک جماعت کو لئے ہوے جن مین مین بھی شامل تھا تحقیق حال کے لئے سقف
مسجد پر منارۂ شکیلیہ سے چڑہے۔ یہہ سب نہایت ادب کے ساتھہ قبہ شریف کے
طرف متوجہ ہوے اور دیوار قبلہ تک پہنچے کہ جالی مذکور کا حال دیکھین مین قابو
غنیمت جانکر نہایت ادب سے گردن بلند کئے ہوے دیکھنے لگا کیا دیکھتا ہون
کہ حجرۂ شریف مربع ہے اور اوس پر پردہ پڑا ہوا ہے جسکی وجہ سے داخل حجرہ نظر نہین
آتا اور نہ وہ قبہ نظر آتا ہے جسکا سید سمہودی نے ذکر کیا ہے لیکن پردہ کسی قدر
وسط مین بلند تھا جیسے خیمہ ہوتا ہے (غالبا اس پردہ کے نیچے وہی قبہ صغیرہ ہے جس
کی وجہ سے پردہ وسط مین بلند نظر آتا ہے) مین نے دیکھا کہ دیوار حجرہ شریف کے
اطراف رنگی ہوی جالی کا کٹہرا ہے جو شام کے جانب زاویہ دار بنا ہے جسپر پردہ
معلق ہے لیکن جانب شام پردہ جالی پر نہین بلکہ کسیقدر پیچھے ہٹا ہوا دو لکڑیون
پر معلق ہے جو خطیرہ کی دیوار شرقی و غربی کے منتہی سے نکلکر اوس ستون پر
ملائی گئی ہین جو حجرہ کے شمال طرف واقع ہے۔ اور مربع قبور شریف کے چارون
ستونون کو بھی مین نے دیکھا۔ یہہ ستون پردۂ قبہ صغیرہ سے خارج ہین اور اون پر کوئی
ساتر نہین۔ یہہ ستون قبہ کی بلندی سے کسیقدر بلند ہین اور اونکے سرون پر ایک ایک
مربع پتھر رکھا ہوا ہے۔ شاید کہ بنای قبہ سے پہلے سقف حجرہ انہی ستونون

پر قائم تھی۔ لیکن جب قبہ بنایا گیا تو اوسکی تعمیر مربع حجرہ کے دیوارون پر کی گئی۔
پھر داخل قبہ کبیرہ کو دیکھنے لگا اوسمین اعلی درجہ کا نقش ونگار پایا قبہ کے اندر جلی
قلم سے کچھہ لکھا ہوا ہے۔ مغربی جہت مین جو میرے روبرو تھا مین نے یہہ لکھا پایا۔

انشأ هذه القبة الشريفة العالية المعترف بالتقصير الراجي
عفو ربه القدير القايتبائي۔ یعنے اس قبہ شریفہ عالیہ کا بانی اپنے قصورات
کا معترف اور اپنے رب قدیر کے عفو کا امیدوار قایتبائی ہے۔

مقصورۂ شریف

۶۶۸ سنہ ہجری مین ملک الظاہر رکن الدین بیبرس نے حظیرۂ دائر حجرہ شریف اور
بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اطراف ستونون کے مابین لکڑی کا ایک مقصورہ
بنایا اور اس مقصورہ کے چوبینہ جالی کی بلندی دو قد آدم تھی اوسکے تین دروازے
تھے ایک جانب قبلہ جسکو باب التوبہ کہتے ہین دوسرا شرقی جسکو باب فاطمہ کہتے
ہین۔ تیسرا غربی جسکا باب الوفود نام تھا۔ ۶۹۴ سنہ ہجری مین الملک العادل زین الدین
نے اوسکے اطراف ایک جالی قایم کی جسکی بلندی سقف مسجد کو پہنچی۔ پھر جب
۷۲۹ سنہ ہجری مین جانب شمال ایک کمان بڑہائی گئی تو شمال کے طرف بھی ایک
چوتھا دروازہ کھولا گیا اوسکا نام باب التہجد یا باب الشامی ہوا۔
شریف سمہودی کہتے ہین کہ اون کے وقت کی عمارت اولی مین
روضۂ مطہرہ کے متصل جالی مین کچھہ مرمت کی گئی۔ پھر جب وہ حریق ثانی مین

جلگئی تو اوسکے عوض جانب قبلہ تانبے کی جالی قائم کی گئی اور اوسکے حصۂ اعلیٰ مین
تانبے کی تار کی رسن بناکر لگادی کہ کبوترون کو داخل مقصورہ ہونے سے مانع ہواو
باقی جالی جہت شمال ومغرب ومشرق مین نیچے کا حصہ وہی تانبے کا منقش کٹہرا
اور اوپر کا حصہ تانبے کی تار کی جالی کا بنایا گیا اور سارے دروازے تانبے کے
منقش تھے الا دروازہ جہت قبلہ اور وہ ساج کی لکڑی کا تھا پھر اوسکو بھی تانبے
کا منقش بنادیا۔ اور بیچ بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حظیرہ حجرہ شریف کے ابین ایک
لوہے کی جالی نصب کی گئی جسمین دو دروازے بنائے گئے ایک مثلث حجرہ کے
داہنے بازو دوسرا بائین بازو گویا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر خود ایک مستقل مقصورہ
ہوگیا۔ پھر سلطان احمد بن سلطان محمد نے مقصورہ شریف کے لئے طلائی نقش ونگار
کی جالیان بھیجوائین جو مواجہ شریف مین نصب کی گئین اوسکو سعود الوہابی نے لوٹ
لیا۔ پس مقصورہ کے چھے دروازے ہین دو داخل مقصورہ مثلث حجرہ کے داہنے
اور بائین۔ ایک غرب مین باب الوفود جسکو باب عائشہ کہتے ہین۔ ایک
شرق مین باب فاطمہ اور ایک شام کے طرف باب التہجد اور ایک جانب
قبلہ باب التوبہ۔

باب التوبہ کے ایک کواڑ پر نقروی جالی مین لا الہ الا اللہ الملک
الحق المبین اور دوسرے کواڑ پر محمد رسول اللہ الصادق الوعد
الامین منقش ہے اور اوسکے بازو بعد دو شعر اسی جالی مین منقش ہین۔

یا خیر من دفنت فی القاع اعظمہ   وطاب من طیبہن القاع والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ   فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

راقم سطور غفر اللہ لہ ذنوبہ نے جو اپنے آنکھون سے مشاہدہ کیا تو جالی مواجہ شریف کو جو باب التوبہ پر ہے چاندی اور سونے سے منقش پایا معلوم نہین یہہ کس کی قائم کردہ ہے سلطان احمد خان مرحوم کی روانہ کی ہوی سنہری اور روپیلی جالی کو اگر سعود الوہابی لوٹ لیگیا تو پھر موجودہ جالی کیسی اور کہان سے آئی ؟

مقصورۂ شریف کے پردے

مقصورہ شریف پر جو پردے پڑے ہین اوس کی ابتدا کب سے اور کس سے ہوی معلوم نہین سلطان عبد العزیز خان مرحوم کے زمانہ مین ۱۲۸۲ہجری مین جو پردے آئے اوسکے ساتھہ مقصورہ شریف کا پردہ بھی آیا سید برزنجی اس پردے کو سبز پردہ سنہری کام کیا ہوا بتلاتے ہین لیکن محرر سطور نے جسکو دولت زیارت اول مرتبہ اوائل صفر ۱۳۲۵ہجری مین ہوی اپنے آنکھون سے جو دیکھا تو پردہ مقصورہ کو بالکل ہرے ریشم کا لیکن سادہ مثل ہندی تافتہ اور بافتہ کے پایا۔ یہہ پردہ مقصورہ کے سرے سے فرش زمین مسجد تک ہی۔ صبح مین جب مسجد کو جھاڑتے ہین تو پردے چھوڑ دیتے ہین تاکہ گرد داخل حجرۂ معلے نہو اور بعد فراغ ریشمی رسیون سے چو پردے کے ساتھہ ہین کھینچکر پیتل کے میخون سے جو اساطین مین لگائی گئی ہین بلندی پر باندہ دیتے ہین تاکہ زائرون کو داخل مقصورہ مشاہدہ

کرنے کا موقع ملتا رہے ۔

صندوق صندل

دیوار غربی حجرۂ شریف کے اخیر دیوار قبلہ کے متصل ستون ملصقہ حجرہ کے نیچے ایک صندوق محاذی اسطوانہ سریر کے رکھا ہوا ہے اوسمین صندل ہندی رکھا جاتا ہے اور یہہ صندوق داخل پردہ ہے اوسکی ابتدا کب سے ہوی معلوم نہین لیکن حریق اول مین یہہ صندوق موجود تھا اور حریق ثانی مین جلگیا ۔پھر اوس کی تجدید کی گئی اور اوسکے اوپر ایک مرمر کی تختی جسپر بسم اللہ اور درود شریف منقش ہے لگا دی گئی ۔

سید برزنجی کہتے ہین کہ کچھ بعید نہین کہ اس صندوق کا حدوث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہو تا کہ مسجد کی خوشبو کے لئے عود صندل اور عنبر جو آتا تھا اوسمین رکھا جائے ۔پھر دوسرے خلفا اور سلاطین نے اس سنّتِ عمریہؓ کی پیروی کی اور مرور زمانہ مین جبکہ خزائن مسجد متعدد ہو گئے تو عود و عنبر وغیرہ دوسرے مقامون مین رکھنے لگے اور صندوق صندل کے لئے مختص ہوا ۔ اور ہر سال جب صندل آتا ہے تو صندوق سے پرانا صندل نکالکر جدید صندل کو عطر و گلاب سے تخمیر کر کے رکھتے ہین اور یہہ صندل ایام معلومہ مین شیخ الحرم یا نائب الحرم کے مکان سے لایا جاتا ہے اُسکے ساتھ اغوات یعنے خواجہ سرایان حرم نبوی ازواج خدام مسجد مشائخ حرم کی گھر والیان اور بعض مدینہ والون کی عورتین نعتیہ اشعار اور درود شریف پڑھتی ہوی آتی ہین ۔پھر دستر خوان چنا جاتا ہے ۔حاضرین سب اوس سے

اپنا اپنا حصہ لے جاتے ہین پھر اغوات اس صندل کو تہلیل و تکبیر اور درود شریف کے ساتھہ صندوق مذکور مین داخل کرتے ہین۔ اس ستون کو جسکے نیچے صندوق صندل ہے اسطوانۃ الصندوق کہتے ہین۔

صندوقِ مصحف عثمانی

اسطوانۃ الصندوق کے محاذی اسطوانۃ السریر ہے اوسکے نزدیک داخل شباک اور ایک صندوق ہے جسمین مصحف عثمانی ہے۔ کہتے ہین کہ یہہ وہی مصحف ہے جسکو روبرو رکھے ہوے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے قتل کے وقت تلاوت فرماتے تھے۔ ابن جبیر کا بیان ہے کہ یہہ منجملہ ان مصحفون کے ہے جنکو حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ نے بعد تدوین قرآن اقطار و امصار مین روانہ فرمایا نہ وہ جو وقت شہادت روبرو تھا شاطبی نے امام مالک سے مذکور مصحف عثمانی کے غائب ہوجانے کی روایت کی ہے۔ ابن سلام کہتے ہین کہ مین نے بعض امرا کے خزائن مین اُس مصحف کو دیکھا ہے جسکا نام امام مصحف عثمان تھا اور جو وقت شہادت آپ کی تلاوت مین تھا۔ مین نے خون کے نشان اوس قرآن پر دیکھے ہین۔ ابو جعفر النحاس نے اس قول کا رد کیا ہے۔ سید برزنجی کہتے ہین کہ اوسکا رد ہو نہین سکتا۔ امام مالک کے قول مین مصحف شریف مذکور کا معدوم ہوجانا پایا نہین جاتا۔ ممکن ہے کہ بعد غیبوبیت پھر ظاہر ہوا ہو اور اوسکو مدینہ طیبہ کو لاکر مسجد نبوی مین رکھا ہو۔

اس وقت مصر مین ایک مصحف ہے جسپر فَسَيَكْفِيكَهُمُ

اللہُ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ کی آیت پر خون کا نشان ہے اور ایسا ہی ایک قرآن مکہ مین ہے۔ غالباً یہہ وہ مصاحف ہین جنکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بعد تدوین قران مختلف شہرونکو روانہ فرمایا جسکا ذکر ابن جبیر نے مصحف موجودہ مدینہ منورہ کے متعلق کیا ہے اور یہہ خون کے نشان ممکن ہے کہ کسی خوشبودار مصالح کے ہون۔ اب مسجد شریف مین بہت سے خوش قلم مطلا مصاحف ہین جنکی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہتی ہے۔ اور ایک مصحف عظیم ایک بڑی کرسی پر حجرہ باب السلام مین رکھا ہوا ہے اوسکو ۱۲۵۰ھ ہجری مین بعض سریرآرایان ہند نے روانہ کیا تھا۔

مقام جبرئیل

خطیرۂ مربع قبور شریف کی مغربی دیوار جس مقام سے مڑکر شمال کے طرف خمیدہ جاتی ہے اس زاویہ کا نام مقام جبرئیل ہے نشان کے لئے وہان ایک چاندی کی میخ لگائی گئی تھی لیکن جب وہ گر گئی پھر اوسکی تجدید ہوی نہین اسمقام پر پردہ پڑا ہوا ہے وہ مقام مہبط جبرئیل تھا یعنے حضرت جبرئیل جب آتے تھے وہین اوترتے تھے

مسجد نبوی کے دروازون کا بیان

مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا پہلے گذرا ابتدائی بنا مین صرف تین دروازے تھے ایک جانب قبلہ۔ دوسرا جانب غرب باب عاتکہ۔ تیسرا جانب شرق باب آل عثمان۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعمیر مین مسجد کے چھے دروازے ہوے

بابِ عاتکہ۔ بابُ السلام۔ بابِ ال عثمان (اسکو باب النبی اور باب جبرئیل بھی کہتے ہین۔) بابُ النسا اور دو دروازے شام کے جانب۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعمیر مین بھی یہی چھے دروازے قائم تھے اوسکے بعد حسب بیان ابن زبالہ تعمیر مہدی عباسی کے بعد مسجد کے چوبیس دروازے ہوے چار قبلہ کی جہت مین۔ چار شام کے جانب۔ آٹھہ مشرق کے طرف اور آٹھہ مغرب کے سمت۔ قبلہ کے جانب کے چار دروازے خاص تھے اور باقی سب عام اور مغربی دروازون سے ایک دروازہ خوخہ ابی بکر تھا بعض کہتے ہین کہ تعمیر ولید مین بھی مسجد کے چوبیس دروازے ہوگئے تھے سمہودی قول اول کے طرف مائل ہین۔ یہہ سارے دروازے تجدید دیوار مسجد مین بند کر دئے گئے بعض عمارت سلطان اشرف قائتبائی مین اور بعض اوس سے پہلے اوس کے بعد مسجد کے صرف چار دروازے باقی رہے جو شرق و غرب مین تھے قبلہ کے جانب کے دروازے مسدود ہوگئے۔

پھر سلطان عبد المجید خان مرحوم کی عمارت مین پانچوان دروازہ جانب شام کھولا گیا جسکو عموماً باب المجیدی کہتے ہین باب التوسل بھی اسی کا نام ہے۔

اس رسالہ کی تسوید کے وقت بھی حسب مشاہدۂ محرر سطور مسجد کے پانچ دروازے ہین جس سے عموماً مصلی لوگ مسجد مین داخل ہوتے ہین۔ ہر دروازے

کے دو کواڑ ہین۔

(۱) باب السلام جسکو باب مروان بھی کہتے ہین کیونکہ مروان کا گھر اوسی کے متصل تھا۔ اب اس گھر کی جگہ میضاۃ (یعنے طہارت اور وضو کی جای) ہے جسکو سنہ ہجری مین قلاؤن الصالحی نے بنایا تھا۔ باب السلام کو باب الخشوع اور باب الخشیہ بھی کہتے ہین زائرین اول وہلہ اس دروازے سے داخل مسجد ہوتے ہین اور روبمشرق سیدھے آگے بڑہکر روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتے ہین جو بائین طرف واقع ہے۔ باب السلام سے داخل مسجد ہوکر اگر کوئی شخص جانب شام مڑگیا تو باب الرحمہ کے جانب ہو نکلیگا جہان متعدد الماریان رکھی ہین اور حرم کے خدام اپنے حوائج اور سامان کو اون مین رکھہ کے مقفل کر لیتے ہین کو اسی طرح متعدد خلوہ یعنے کوٹھریان ہین۔ باب السلام سے جاتے ہوے تیسرے خلوہ پر لکھا ہے محاذاۃ خوخۃ ابی بکر۔

میضاۃ مذکور کی جای اسوقت مدرسہ ہی جسکو بشیر آغا نے بنایا اس مدرسہ کو مدرسہ بشیر آغا کہتے ہین۔ اور میضاۃ مذکور سمت غربی مسجد باب مصری کو جانے کے راستہ مین داہنے بازو زقاق الزرندی کے پاس بنایا گیا ہے۔

باب السلام والے ایک کواڑ پر ادخلوھا بسلام امنین (داخل ہو اسمین سلامتی اور امن کے ساتھ) اور دوسرے کواڑ پر ان للمتقین فی جنات عدن (البتہ پرہیزگار لوگ جنت کے باغون مین رہینگے) لکھا ہی۔

(۲) **باب الرحمہ** اسکو باب عاتکہ بھی کہتے ہین کیونکہ عاتکہ بنت عبداللہ بن زید بن معاویہ کا مکان اوسکے مقابل تھا اوسکو باب السوق بھی کہتے تھے کیونکہ اسوقت بازار مدینہ اسی دروازے کے غربی جانب مین تھا لیکن اسوقت مدینہ کا بڑا بازار باب السلام کے طرف ہے۔ اسکو باب الرحمہ کہنے کی توجیہ یون کرتے ہین کہ ایک وقت ایک شخص جمعہ کے دن ایک دروازے سے مسجد مین داخل ہوا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ پڑہتے تھے اوسنے حضور سے قحط سالی کی شکایت اور دعای باران کی استدعا کی۔ آپنے دعا کی اور فی الفور نزول رحمت الٰہی کے آثار پیدا ہوے۔ پھر آٹھہ روز تک موسلا دہار بارش رہی چونکہ مذکور سائل نزول رحمت الٰہی کا سبب ہوا لہذا اوسکو رحمت مجسم جانکر جس دروازے سے وہ داخل ہوا اسکو باب الرحمہ کہنے لگے۔

باب الرحمہ کے دونون کواڑون پر یا مفتح الابواب (اے کھولنے والے دروازون کے) لکھا ہے۔ داخل دروازہ پتھر کی تختی پر یہ آیت کندہ ہے وَاِذَا جَاءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۔ ترجمہ۔ اور (ای پیغمبر) جو لوگ ہماری آیتون پر ایمان لاتے ہین تمھارے پاس آیا کرین تو (تم اونکی دلدہی کرو اور) کہو کہ (خدا کے طرف سے) تمکو سلامتی (کی خوشخبری) ہو (اور) تمھارے پروردگار نے (بندون پر) مہربانی کرنا (از خود) اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ اور خارج دروازہ سر پر لکھا ہے

قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ
اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ترجمہ (ای پیغمبر لوگون سے) کہدو ای ہمارے بندو جنھون نے (گناہ کرکے) اپنے اوپر زیادتیان کی ہین اللہ کی رحمت سے ناامید نہو کیونکہ اللہ تعالی تمام گناہون کو معاف فرماتاہے۔

اس دروازے پر خارج مسجد کے دہنے بازو حنفیہ ہے جس کو سلطان عبدالمجید خان مرحوم نے اپنی عمارت سے پہلے تیار کیا اور اوسکے محاذی والی سبیل اور میضاۃ سلطان احمد خان مرحوم کی بنائی ہوی ہے۔

(۳) **باب التوسل**۔ جو ۱۲۶۶ھ ہجری مین سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے حکم سے جانب شام کھولا گیا جس وجہ سے اوسکو باب المجیدی بھی کہتے ہین۔ اس دروازے سے باہر نکلنے والے کے بائین جانب حنفیہ ہی اور اوسکے مقابل میضاۃ ہے جسمین متعدد پاٗخانے ہین۔ یہہ سب سلطان عبدالمجید خان مرحوم کی بناسے ہے

باب المجیدی کے دونون کواڑون پر جَنّٰتُ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ لکھا ہے۔ ترجمہ۔ رہنے کے باغین انکے لئے (دروازے اوسکے ہمیشہ) کھلے ہوے ہین۔

(۴) **باب النسا** جسکو عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے کھولا۔

سنن ابوداؤد مین طریق بکیر بن نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مردون کو باب النسا سے داخل مسجد ہونے سے منع فرماتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کبھی اس دروازے سے داخل مسجد ہوے نہین۔

باب النسا کے دونون کواڑون پر افتح لنا خیر الباب (کھول ہمارے لئے اچھا دروازہ) لکھا ہے۔ چونکہ باب النسا باب الرحمہ کے مقابل ہے اور باب الرحمہ کے کواڑون پر یا مفتح الابواب لکھا ہے لہذا باب النسا کے کواڑون پر مقصود لہذا افتح لنا خیر الباب کا لکھا جانا ایک لطف بخشتا ہے۔ باب النساء کے داخل باب لوح تحتانی پر قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ فِي كِتَابِهٖ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا۔ ترجمہ۔ اور تم مین سے جو اللہ اور اوسکے رسول کی فرمان برداری اور نیک عمل کریگی اوسکو ہم اوسکا اجر (بھی) دوہرا دینگے اور ہمنے (آخرت مین) اوسکے لئے عزت کی روزی بھی تیار رکھی ہے۔ اور لوح فوقانی پر لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ لکھا ہے۔ ترجمہ۔ مردون نے جیسی کمائی کی ہو اونکو اونکا حصہ اور عورتون نے جیسی کمائی کی اونکو اونکا حصہ اور ہر وقت اللہ سے اسکا فضل مانگتے رہو اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

(۵) باب عثمان یا باب النبی یا باب جبرئیل۔ اس کو باب عثمان کہنے کی وجہ یہہ ہے کہ آل عثمان کا گھر اوسکے مقابل تھا۔ باب النبی اس لئے کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دروازے سے داخل مسجد ہوتے تھے۔ باب جبرئیل کہنے کا سبب یہہ ہے کہ جنگ خندق کے بعد و[المغور]

جنگ بنی قریظہ کا حکم جب حضرت جبرئیل لائے تو اسی دروازے پر موضع الجنائز کے پاس ابلق گھوڑے پر سوار کھڑے تھے۔ باب جبرئیل کے دونون کواڑون پر جنات عدن مفتحۃ لھم الابواب لکھا ہے۔

مسجد نبوی کے منارونکا بیان

اِسوقت مسجد شریف کے منار جملہ پانچ ہین۔ منارۃ رئیسیہ۔ منارۃ باب السلام۔ منارۃ باب الرحمۃ۔ منارۃ المجیدیہ۔ منارۃ السلیمانیہ۔ حضور رسالت پناہ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام من اللہ کے زمان تقدس نشان مین مسجد شریف کا کوئی منارہ نتھا اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین۔ اذان ہمیشہ ایک ستون پر ہوا کرتی تھی جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مکان مین تھا جسکو اب دار العشرہ کہتے ہین۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس ستون پر بذریعہ اقتاب[1] کے چڑہتے تھے۔

سب سے پہلے عمر بن عبدالعزیز نے زیادت ولید مین مسجد کے چار کونون پر چار مینار بنائے۔ کثیر بن جعفر کا بیان ہے کہ چوتھا منارہ مروان کے گھر پر سایہ انداز تھا جسوقت سلیمان بن عبدالملک حج کو آیا اور موذن اذان کے لئے منارہ پر چڑہا تو اوسکا سایہ سلیمان پر پڑا اوسنے منارہ کو گرا دینے کا حکم کیا اور مسجد کے تین ہی منار رہگئے۔ سنہ ۷۰۶ھ ہجری مین حسب بیان مطری سلطان محمد بن قلاؤن نے

---

[1] اقتاب اس سڑہی کو کہتے ہین جو بال کی رسی کو گرہ دیکر بناتے ہین ۱۲ منہ

اوس کی تعمیر کی۔

ابن فرحون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷۰۶ہجری مین جبکہ شیخ الخدام عزیز الدولہ کا انتقال ہوا تو اوسکا بیٹا شبل الدولہ کافور المظفری معروف بحریری رحمہ اللہ مشیخیت خدام حرم مین اپنے باپ کا جانشین ہوا اوسکی سعی اور کوشش سے یہہ منارہ ۷۰۶ہجری مین بنایا گیا اسوقت باب السلام پر جو منارہ ہے یہہ وہی حریری کا بنایا ہوا منارہ ہے۔

منارۂ باب الرحمہ کی تعمیر از سر نو حریق ثانی کے بعد اشرف قایتبائی کے زمانہ مین ہوئی منارۂ مجیدیہ کی تعمیر از سر نو سلطان عبد المجید خان مرحوم کے وقت مین اوسکے پایہ سے ہوئی اور منارۂ سلیمانیہ کی تعمیر از سر نو ۱۲۸۱ہجری مین سلطان عبد العزیز خان مرحوم کے زمانہ مین کرسی منارہ کے اوپر سے ہوئی۔ اسی وجہ سے منارہ سلیمانیہ کو منارۂ عزیزیہ بھی کہتے ہین۔ مسجد کے شامی مشرقی زاویہ پر جو منارہ ہے اوسی کو منارہ سنجاریہ منارۂ سلیمانیہ اور منارۂ عزیزیہ بھی کہتے ہین۔ اور مسجد کے شامی غربی زاویہ والے منارہ کو منارۂ شکیلیہ اور منارۂ مجیدیہ سب کہتے ہین۔

مسجد نبوی کے فرش کا حال

مسجد شریف کے فرش کے لئے ہر سال مصر سے چار سو حصیر آتے ہین اور قسطنطنیہ سے قیمتی قالین حسب ضرورت آتے ہین جب قدیم قالین پرانے ہوجاتے ہین تو نئے

قالین آتے ہین اور پرانے قالین خدام پر اور دوسرے مساجد و مزارات پر تقسیم ہوتے ہین۔ دھوپون مین مسجد کا فرش حصیرون سے ہوتا ہے۔ جاڑے اور بارش اور موسم حج مین قالین سے۔

مسجد نبوی کے فانوسون کا حال

نماز عشا کے بعد خدام مسجد جو فانوس لئے ہوے لوگون کو مسجد سے باہر روانہ کرتے ہین یہہ فانوس شبل الدولہ کافور المظفری کے مقرر کئے ہوے ہین اس سے پہلے مشعلون سے کام لیا جاتا تھا۔ حریری ممدوح کے زمانے سے مشعلون کا کام فانوسون سے لیا جانے لگا۔

مسجد نبوی مین عود اور لوبان جلانیکا حال

مسجد شریف مین سب سے پہلے جسکے حکم سے عود جلایا گیا وہ حضرت عمر تھے رضی اللہ عنہ اوس وقت سے ابتک یہہ سنت عمریہ جاری ہے۔ شب جمعہ اور روز جمعہ منبر کے پاس اور اطراف مسجد مین خوشبو دار چیزین جیسے عود عنبر اور لوبان جلاتے ہین۔ عوددان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین چاندی کا تھا جو شام سے تحفہ آیا تھا جسکو آپ نے جد للموذنین حضرت سعد کو دیکر فرمایا کہ جمعہ اور رمضان مین اسمین جلایا کرے۔ اوس وقت موذنین مجمرہ مین خوشبو جلاتے ہوے مسجد کے اطراف لوگون مین گھومتے رہتے تھے اور آج بھی یہہ عادت جاری ہے۔ پھر بادشاہون اور امیرون سے

ہیہ سعد بن عائذ الانصاری معروف بہ سعد القرظ صحابی تھے اونکا انتقال سنہ ہجری مین ہوا ۱۲ منہ

خاصتہ بادشاہان عثمانیہ سے چاندی کے سونے کے اور مرصع قیمتی جواہر کے عوددان تحفۃً آتے رہے جسکا اسوقت ایک بڑا ذخیرہ ہے اور حجرہ شریف مین شیخ الحرم کی نظارت مین محفوظ ہے جسقدر ضرور ہوتے ہین اوسیقدر استعمال مین لائے جاتے ہین۔ عود جلانے والے کو ماہوار خزانہ سلطانی سے مدینہ منورہ مین پانسو قرش وظیفہ ملتا ہے۔

منبر شریف پر خطیبون کا تقرر

ابتدا مین منبر شریف کی خطبہ خوانی امامیہ مین تھی۔ یہان تک کہ وہ آل سنان کو پہنچی پھر حسب بیان ابن فرحون ۶۸۲ہ ہجری مین خطابت آل سنان سے چھین لی گئی۔ اہل سنت کے لئے ایک امام ہوتا تھا جو نماز پنجگانہ پڑھاتا تھا اوس وقت بادشاہ الملک المنصور قلاؤن الصالحی تھا۔ اہل سنت کا پہلا خطیب جس نے منبر شریف پر خطبہ پڑھا وہ قاضی سراج الدین تھا۔ پھر ہر سال قافلہ حجاج کے ساتھ ایک مرتبہ اور قافلہ رجبیہ کے ساتھ ایک مرتبہ بادشاہ کے نزدیک سے ایک ایک شخص اہل سنت کی خطابت اور امامت کے لئے آیا کرتا تھا۔ جو صرف چھ مہینے رہا کرتا تھا۔ چونکہ ان روز دن سادات امامیہ کا بڑا تسلط تھا خطیبون اور امامون پر وہ چھ مہینے بھی بڑی تکلیف سے گذرتے تھے۔ قاضی سراج الدین جب دوبارہ خطابت مسجد پر مامور ہوکر آیا تو چالیس برس مقیم رہا اس مدت مین اوسکو امامیہ کے ہاتون بہت تصدیع ہوتی تھی الواع واقسام سے ستایا جاتا تھا یہان تک کہ اوسنے قلقشاني

رئیس الامامیہ کی لڑکی کو نکاح کیا اوسوقت سے امامیہ بسبب قرابت دامادی کے اوسکی ایذارسانی سے باز رہے اور پھر حسب درخواست اہل سنت ملک الناصر محمد بن قلاون کے طرف سے وہی قاضی سراج الدین اہل سنت کے لئے حاکم مقرر ہوا قاضی سراج الدین بہت نیک بخت تھا۔ فقرا و ضعفا کے حال پر رحم کرتا تھا۔ یتیموں اور بیواؤں کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا تھا اونکے ساتھ اپنے ذاتی مال سے سلوک و مدارات کرتا تھا۔

خواجہ سراؤں (اغوات) کا تقرر

بلحاظ تقدس و حرمت حجرۂ شریف اوسکی خدمت کے لئے نورالدین شہید نے بارہ اغوات مقرر کئے۔ یہہ سب حافظ قرآن اور صلاح و تقوے سے آراستہ تھے پھر صلاح الدین نے اوسپر اور بارہ زیادہ کئے پس خدام کی تعداد چوبیس ہوی اونکے اخراجات کے لئے دریای نیل پر دو قریہ **نقادہ** اور **قیالہ** وقف کئے گئے جسکی آمد سے اونکو وظیفہ دیا جاتا تھا پھر اونکی تعداد بڑہتی گئی۔ یہانتک کہ اوسوقت کل اغوات اور اونکے خدام کی مجموعی تعداد قریب دوسو کے ہوگئی۔ اب انکی تعداد تقریباً ایک سو ہوگی۔ اونکے تین قسم ہین۔ **بواب۔ خزنہ۔ بطالین** بواب اول درجہ کے اور بطالین آخر درجہ کے ہین ان اغوات کی تنخواہین ماہوار تقریباً پچاس روپیون سے چار سو روپیون تک ہوتی ہی ان سب کا ایک رئیس ہوتا ہے جسکو مستسلم کہتے ہین اور یہہ سب شیخ الحرم کے تابع ہین۔ اونکا عمامہ اور کلاہ مدور ہے لباس مکمل پہنے ہوے کمر بستہ ہاتھ مین عصا لئے

ہوے رہتے ہین گویا ایک بادشاہ عظیم الشان کے دربار کے نقیب او رچوبدار ہین۔ ان کی تنخواہین دولت علیہ عثمانیہ سے دیجاتی ہین اونکے لئے قانون بھی خاص ہی۔ ادن سے ہر روز ایک جماعت باری باری سے مسجد اور حجرہ شریف کی حراست کرتی ہی یہہ لوگ بہت اچھی زندگی کرتے ہین اور بہت مالدار بھی ہین حقوق خدمت اچھی طرح بجا لاتے ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ بہت خوشحال ہین قاطبتہً سب کے سب نہایت خلیق اور ذوی مروت ہین۔

تحف وہدایای مسجد حجرہ شریف

اس سے پہلے گذر چکا کہ ایک بڑا بلورین درخت قنادیل جو روضۂ مطہرہ کے پاس روشن ہوتا ہے اور چار فرشی بلورین درخت جو روضہ اور اوسکے مغرب مین ایک صف مین روشن کئے جاتے ہین عباس پاشا والی مصر کا ہدیہ ہے۔ حجرہ شریف کے قدآدم والے دو شمعدان مرصع طلائی جسکی قیمت تخمیناً بیالیس لاکھ روپیہ سکہ انگریزی بتائی گئی اور چھوٹے دو طلائی شمع جو شب کو داخل حجرہ کئے جاکر صبح تک روشن رہتے ہین اور صبح کو مخزن مین رکھے جاتے ہین یہہ سب سلطان عبد المجید خان مرحوم کے بھیجے ہوے ہین۔ کوکب دری مرسلہ سلطان احمد خان مبرور بن سلطان محمد خان مرحوم کا ذکر بھی آگے گذر چکا ہے۔ اسی کے ساتھہ سلطان مبرور موصوف نے اور ایک الماس روانہ کیا تھا جو کوکب دری کے تحت مین نصب ہی اوسکی قیمت تخمیناً اسی ہزار دینار یا پانچ لاکھہ روپیہ ہوتی ہے اوسی سلطان کے زمانہ مین صدر الدولۃ العثمانیہ سلحدار مصطفی پاشا نے ۱۰۲۸ھ ہجری مین ایک

الماس جسکے اطراف اور مختلف جواہر جڑے ہوئے ہین روانہ کیا۔ یہہ الماس اول الذکر
دو الماس کے نیچے نصب ہی۔

علامہ ابن سلیمان اپنے ذخر النافع مین بیان کرتے ہین کہ ۱۲۵۴ ہجری مین
فتح ملک بلغاریہ مین جو غنیمت کہ جنس الماس و جواہر سے ملی اونکے منجملہ بہت سے جواہر
شامی قافلہ حجاج کے ساتھہ سنگرانی علی پاشا ابن عبدی پاشا کے استانہ علیا سے تحفۃً
حجرۂ شریف کے لئے آئے اور یہہ علی پاشا جنگ بلغاریہ مین میر عسکر تھا ۱۲۹۱ ہجری
مین سلطانہ عادلہ بنت سلطان المرحوم محمود خان نے سونے کی ایک تختی روانہ کی جو تقریبًا
۴ انچہ چوڑی اور ۱۲ انچہ لمبی تھی اوسپر نہایت خوش قلم طلائی حروف سے کلمہ طیب لکہا
تھا اور ان حروف مین قیمتی الماس سے مرصع کاری ہوئی تھی۔ اس تختی کے ساتھہ ایک
طلائی زنجیر بھی تھی اوس زنجیر سے یہہ تختی کوکب دری سے ذرا بلند مواجہ شریف مین
لٹکا دی گئی۔ علاوہ اوسکے سلطانہ ممدوحہ نے بہت سے چاندی کے گلاب پاش اور
عود دان روانہ کئے یہہ سب اسی وقت سے خزینہ مسجد نبوی مین محفوظ ہین۔

باغ فاطمہ اور بیر فاطمہ کا حال

صحن مسجد شریف مین لکڑی کا ایک مربع کٹہرا ہے جسمین ایک بیر کا اور آٹھہ خرمے
کے درخت ہین اوسکے سوا ہے اور ایک درخت ہی جسکو حمرہ کہتے ہین انکو باندوالی
باولی سے پانی دیا جاتا ہے۔ اس باولی کو بیر فاطمہ اور نخیل کو باغ فاطمہ رضی اللہ عنہا
کہتے ہین نہ اوسکی وجہ معلوم ہے اور نہ کہین اوسکا اصل نظر آتا ہے لیکن اس قدر ثابت

ہوتا ہے کہ طوغان کے زمانے مین جسکی سعی سے محراب سلیمانی بنائی گئی یہہ نخیل موجود تھا
اور طوغان کا زمانہ ۸۲۳ھ ہجری ہے تو معلوم ہوا کہ نوین صدی سے پہلے یہہ نخیل صحن
مسجد مین موجود تھا جس سے آج تقریبا پانسو برس گذر چکے۔ اوس کے ثمر عموم مسلمانون
پر جائز ہین یا نہین اسمین اختلاف ہی۔ جواہر الثمنیہ مین السید کبریت کہتے ہین کہ یہہ ثمر تمام مسلمانون
پر مباح ہین۔ اور ابن حجر کہتے ہین کہ نہین بلکہ مصالح مسجد مین صرف کئے جائین بعض لوگ

بیر فاطمہ کے پانی کو کوثر کہتے ہین اوسکا ذائقہ کسیقدر زمزم سے ملتا ہی۔

مسجد نبوی مین صراحیون کے رکھے جانیکا حال

مسجد مین سقالوگ پانی کی صراحیان بھری رکھتے ہین جو زائرین اور مصلیون کے کام آتی ہین
معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی عادت بہت قدیم سے جاری ہے اور یہہ صراحیان اکثر باب الرحمۃ اور
باب النسا کے درمیانی ستونون کے مابین اور صحن مسجد مین رکھی جاتی ہین۔ سقالوگ پانی پلانے
کے لئے اپنا محنتانہ بھی لے لیتے ہین۔

مسجد نبوی مین تعلیم دینی کے حلقونکا بیان

شیوخ مدینہ بین الظہر والعصر مسجد شریف مین تفسیر و حدیث و فقہ کا درس دیتے ہین اور
دلائل الخیرات کی تدریس عموماً ہوتی ہے۔ ہر شیخ کے پاس ایک حلقہ درس ہوتا ہی اور اکثر
اوقات صحن مسجد کے غربی کنارون مین میلاد شریف پڑہا جاتا ہی۔

اہل نظر کہتے ہین کہ ان مجالس مین محبین صادق اور مشتاقین عاشق کو
جمال محبوب المحبوبین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین

کی دیدار سعادت آثار سے آنکھین ٹھنڈی ہوتی ہین اور زیارت حقیقی نصیب ہوتی ہے۔

اللھم اجعلنا منھم ولا تحرمنا رویتہ

مدینہ منورہ مین زایرونکی خدمت کیلئے معلمونکے تقرر کا حال

حاجیونکی تعلیم اور خدمت کے لئے جیسے مکہ معظمہ مین سرکار کی طرف سے مطوف مقرر ہین مدینہ منورہ مین زیارت کی تعلیم اور خدمت کے لئے معلم اور مزور مقرر ہین یہہ لوگ قافلہ کے استقبال کو مدینہ سے باہر جاتے ہین اور اپنے حاجیون کو ساتھ لئے ہوے مدینہ داخل ہوتے ہین پہلے روز حاجیون کی ضیافت اپنے معلمونکے یہان ہوتی ہے مکان بھی یہی لوگ کرایہ کردیتے ہین پھر حرم شریف کو جاکر زیارت کراتے ہین۔ ان معلمون کے متعدد خادم اور صبی ہوتے ہین جو ہر روز بلا ناغہ چار مرتبہ بعد نماز مکتوبہ باستثنا نماز عشا کے سلام پڑھاتے ہین اور زیارت آثر نبویہ مین رفیق رہتے ہین ہمارے یعنے مدرسیونکے لئے معلم سید احمد و سید حسن بافقیہ تھے جو علاوہ ذی علم ہونے کے وجیہ اور ذی خلق بھی ہین۔

جمعہ مین نماز کے لئے حضور سے اجازت لینے کا حال

جمعہ کو خطیب اول حجرہ منارہ رئیسیہ پر کھڑا ہو کر دعا کرتا ہے اور صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہی پھر مواجہ شریف مین آکر بعد صلوۃ وسلام و دعا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعہ کی اجازت اور اذن طلب کرتا ہے اور پھر روضہ مطہرہ مین آکر منبر پر چڑھکر نہایت دردناک آواز مین کہتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بوجہ اجرای سنت الٰہی حجرۂ شریف سے باہر تشریف لا نہین سکتے اسلئے اپنے اس خادم کو خطبہ اور نماز پڑہنے حکم فرمایا ہے۔ ان کلمات کو سننے سے حاضرین پر سجدہ رقت طاری ہوتی ہے اور رونے لگتے ہین۔

الحمد للہ کہ مسجد نبوی کا حال حتے الوسع تفصیل سے لکہا گیا اس پر بھی اگر کچھ چھوٹ گیا ہے تو محرر سطور اپنی لاعلمی کا معترف ہی اور معافی کا امیدوار۔

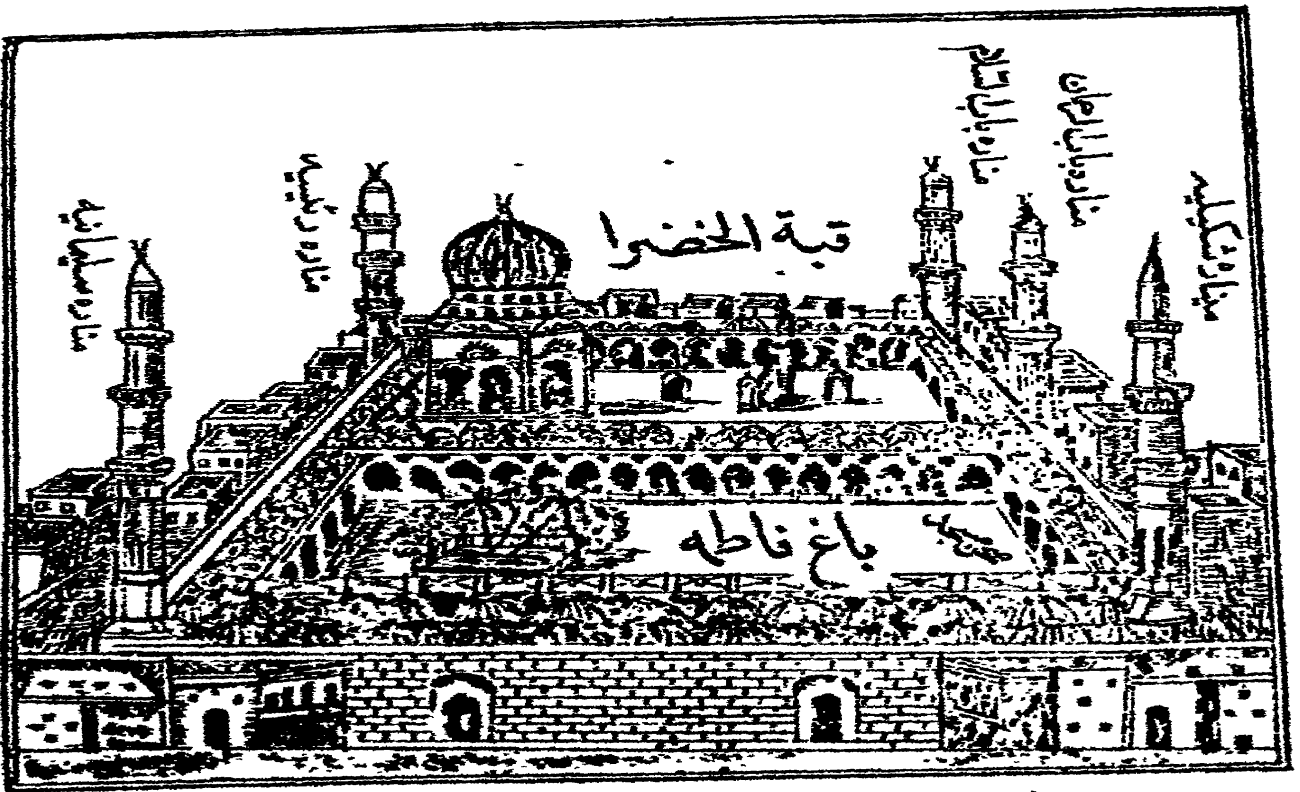
یہان سے وہ دعائین لکھی جاتی ہین جو وقت زیارت مختلف مقامات مین زائرون کو پڑہائی جاتی ہین۔

آداب زیارت مسجد نبوی

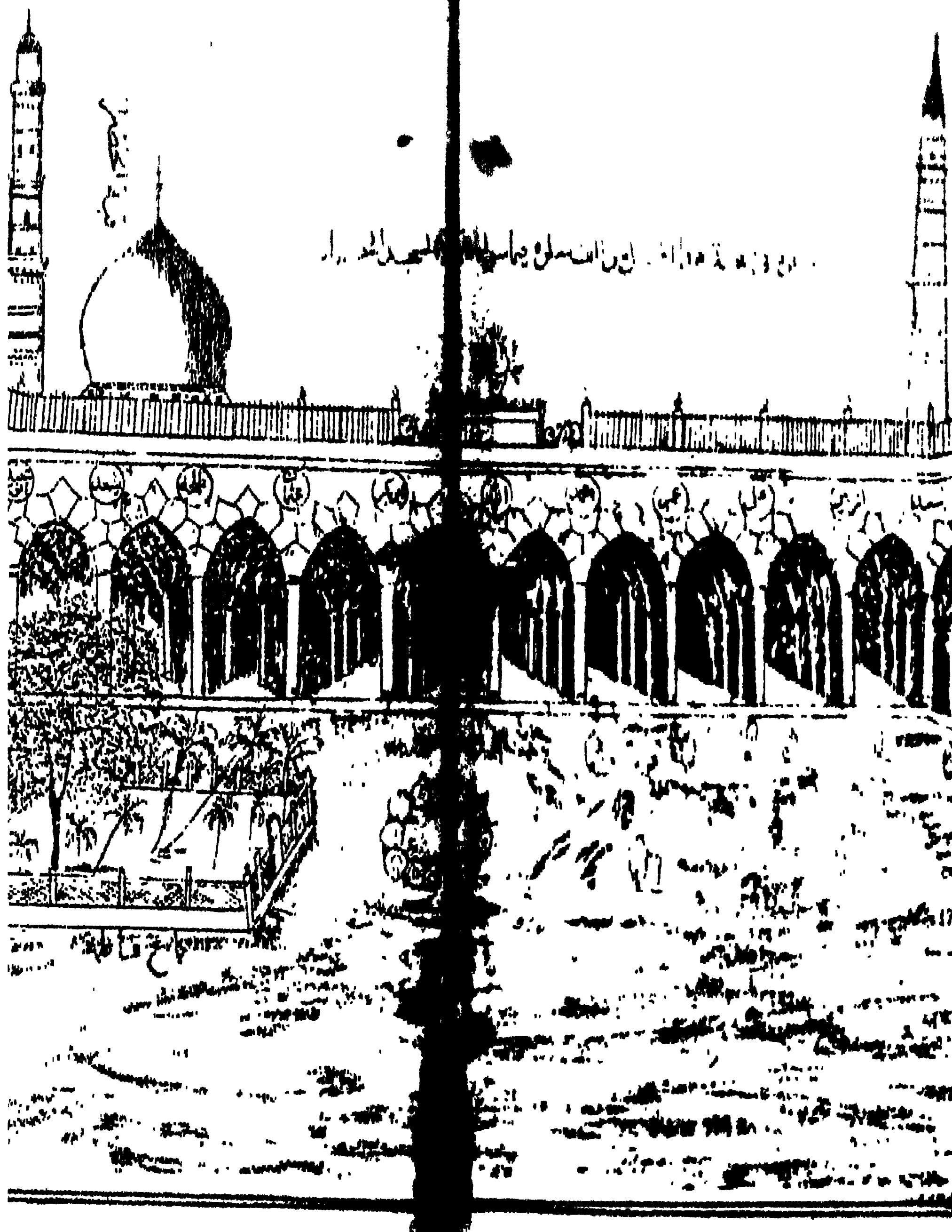
زائر جسوقت حرم شریف کو پہنچے تو کہے اللّٰھُمّ ھٰذا حرم رسولك فاجعله لی وقایة من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب. اللھمّ افتح لی ابواب رحمتك وارزقني في زیارة نبیك ما رزقتها اولیائك واھل طاعتك واغفرلي وارحمني یاخیر مسئول پھر جائے کہ باب جبرئیل سے یا باب السلام سے داخل مسجد ہو اسوقت لوگ اکثر باب السلام سے داخل

ؔ؎ ای میرے اللہ یہ تیرے رسول کا حرم ہے اسکی وجہ سے تو مجکو دوزخ سے بچا اور عموم عذاب سے اور سختی حساب سے امن دے ای میرے اللہ تیری رحمت کے دروازے مجہ پر کھول اور تیری نبی کی زیارت مین مجکو وہ شی نصیب کر جو تو نے اپنے دوستون اور تابعدارونکے نصیب کیا تھا اور میرے گناہونکو بخش اور مجہ پر رحم کر ای بہتر ان سب کے جنسے کچھ مانگا جاتا ہی!!

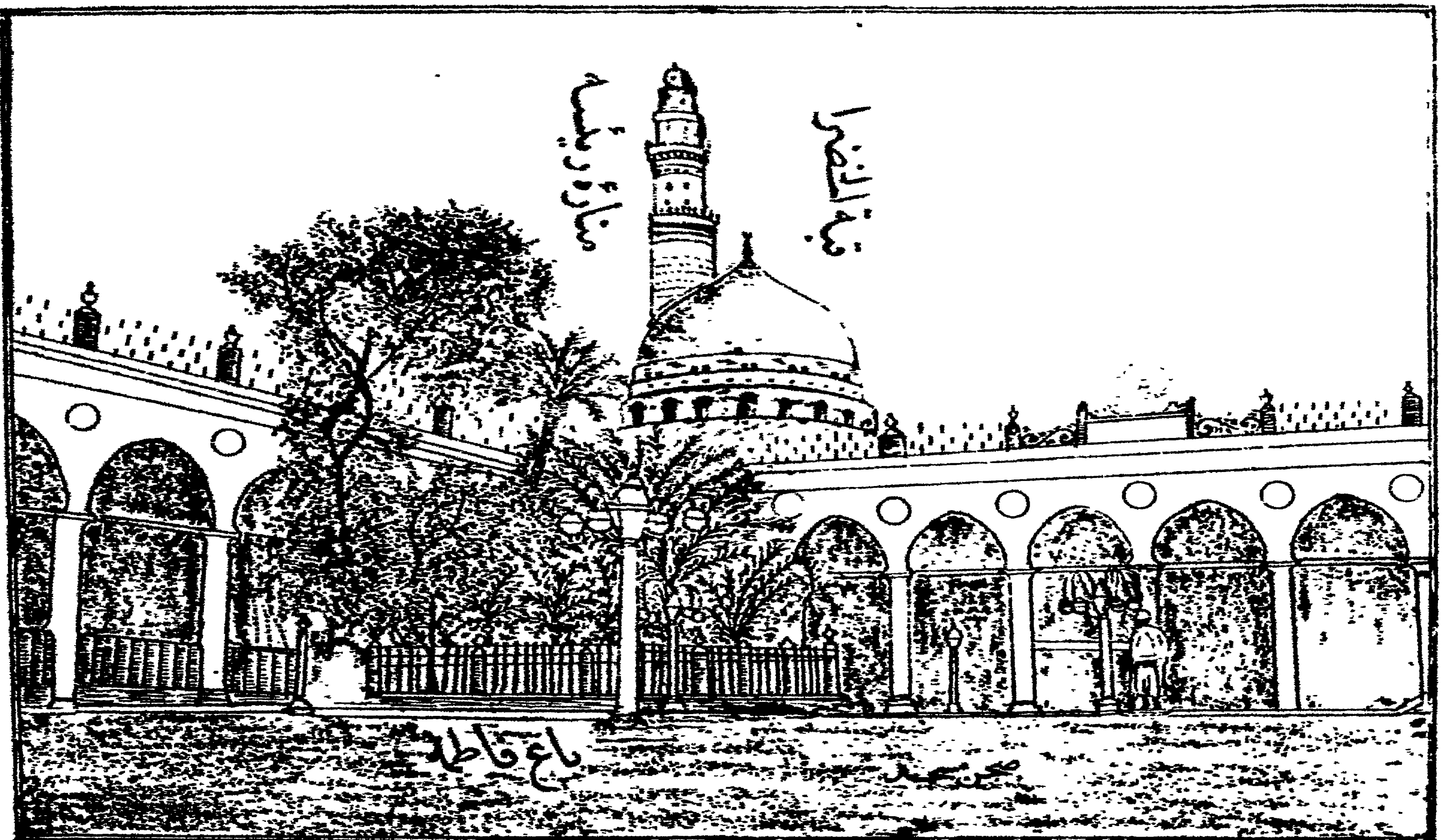
منظر خارجی مسجد نبوی بو اقف بلندی محاذی باب المجیدی



منظر مسجد نبوی بواقف صحن [illegible] مستقبل قبلہ

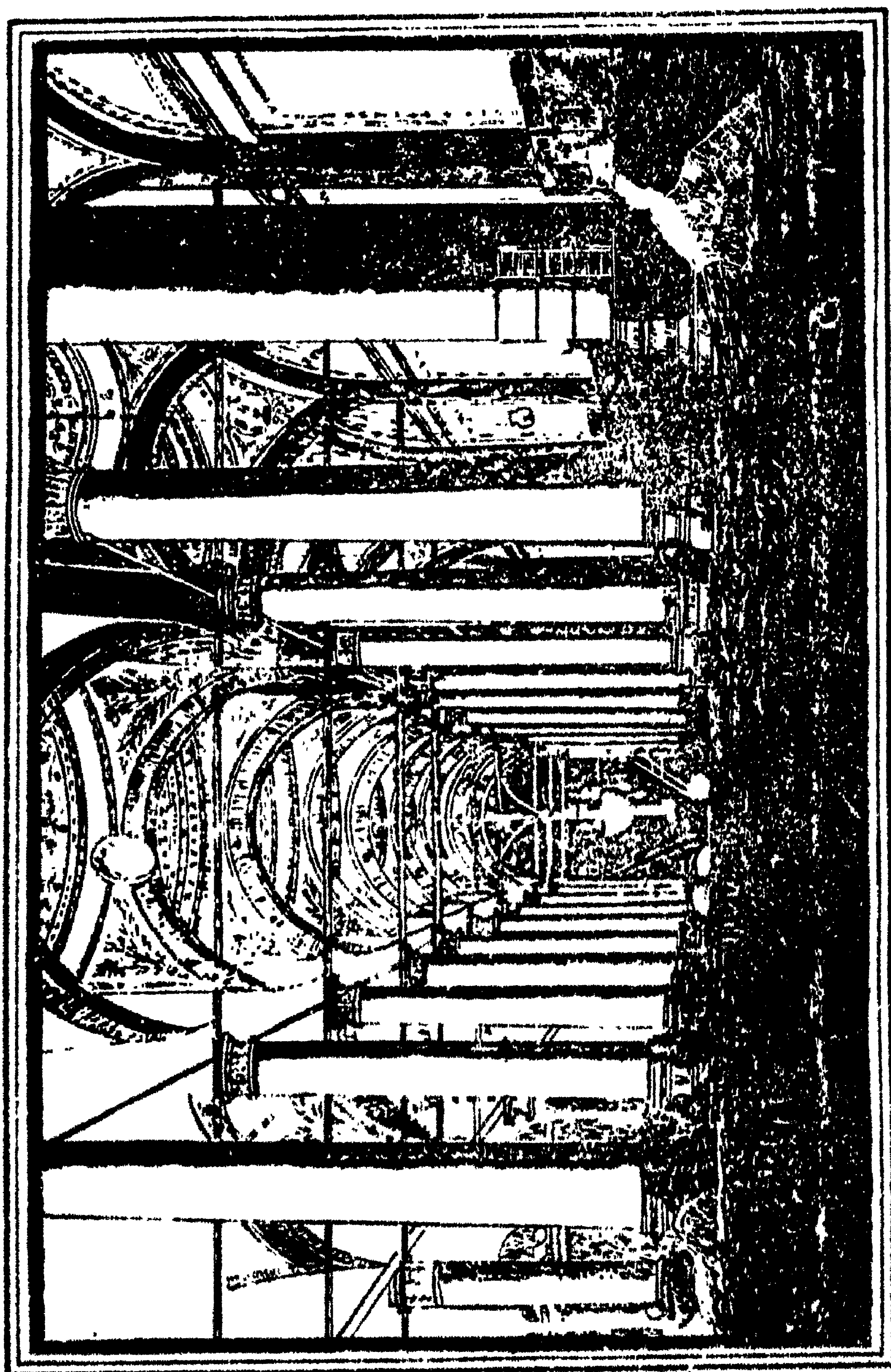


منظر داخل مسجد نبوی بر اقف صحن و مستقبل قبة الخضرا

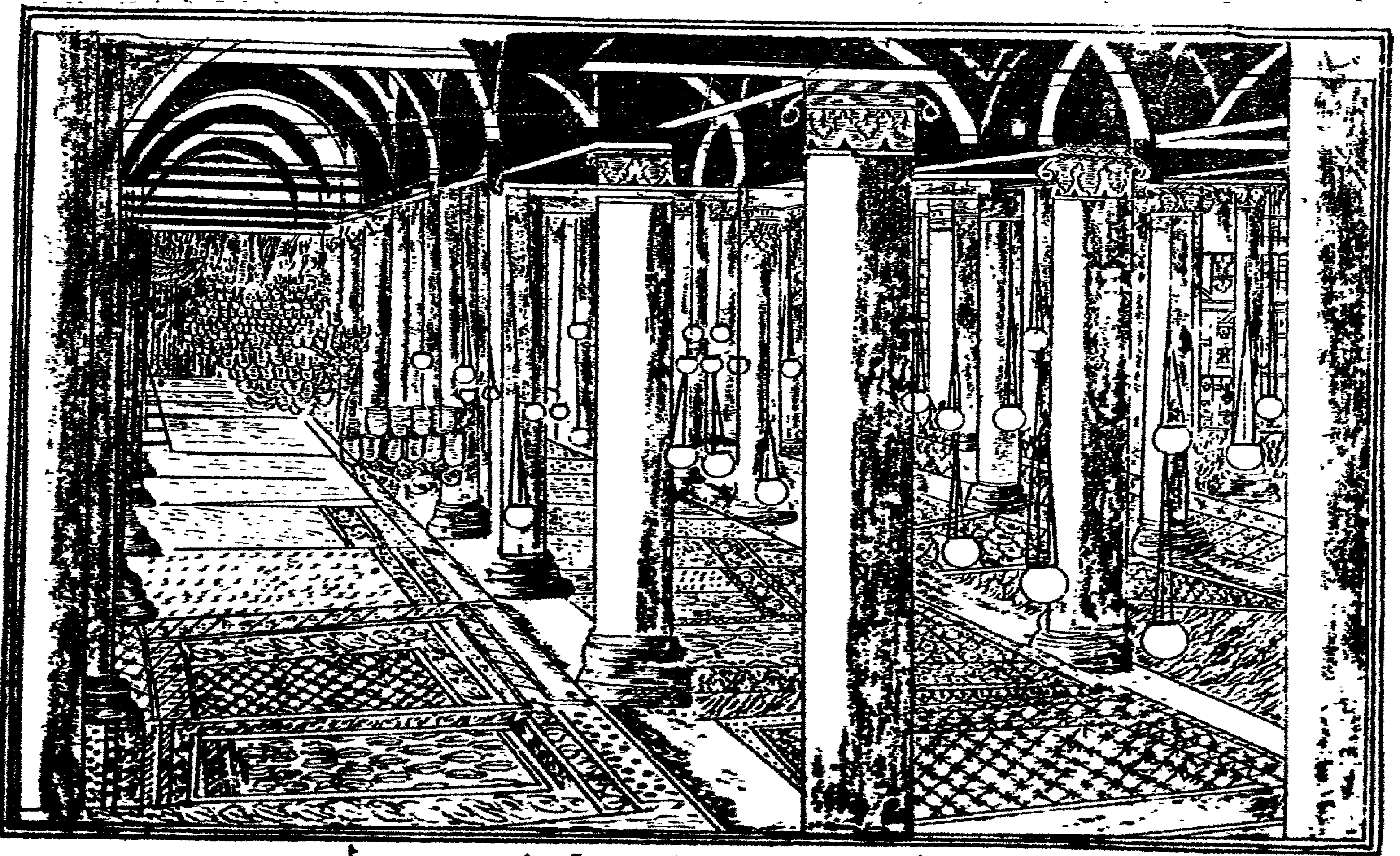




منظر مسجد نبوی به مستقبل منارهٔ سلیمانیه



صفحه ۱۴۵. و. منظر داخلی مسجد نبوی بوقف محاذی باب جبرئیل و مستقبل باب الرحمن



منظر داخل مسجد نبوی واقع محاذی باب جبرئیل و مستقبل روضه مطهره

ہوتے ہین اور مسجد مین داخل ہونے سے پہلے دروازے پر ذرا وقفہ کرے جیسے
کوئی صاحب مکان سے اذن طلب کرتا ہے۔ پھر نہایت ادب خشوع وخضوع کے ساتھ
دہنا پاؤن مسجد مین رکھے اور کہے اَللّٰھم وفقني واعني علی ما یرضیك
ومن علي بحسن الادب السّلام علیك ایھا النّبيّ السّید الکریم و
رحمة اللّٰہ و برکاته السّلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصّلحین اللھمّ
انت السّلام ومنك السّلام والیك یرجع السّلام فحینا ربنا بالسّلام
وادخلنا دارك دار السّلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذالجلال والاکرام
رب ادخلني مدخل صدق واخرجني مخرج صدق واجعل لی من
لدنك سلطانا نصیرا وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان
زھوقا وننزل من القران ما ھو شفاء ورحمة للمومنین ولا یزید الظّلمین
الاخسارا اور پھر نیت اعتکاف الی الخروج کرے پھر روضہ مطہرہ کو آئے اور محراب

سلہ ترجمہ۔ اے میرے اللہ تیری خوشنودی کے کام کرنے کی مجکو توفیق دے اور آمین میری مدد کر اور حسن ادب کی تعلیم سے مجھ پر احسان کر سلام ہو آپ پر اے نبی اے سردار کرم کرنے والے اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتین آپ پر ہون سلامتی ہو ہمپر اور خدا کے نیک بندونپر۔ اے میرے اللہ تیرا نام سلام ہے اور سلامتی تیری ذات سے ہے اور سلامتی کا رجوع تیری طرف ہے پھر اے ہمارے پروردگار ہمکو سلامتی کے ساتھ جلا اور داخل کر ہمکو تیرے گھر مین جو سلامتی کا گھر ہے اے ہمارے رب تو برکت والا ہی اور تیری ذات بلند ہے اے بزرگی والے اور اے بخشش والے اے رب مجکو خیر سے مدینہ مین داخل کر اور خیر ہی سے نکال اور میرے لیے اپنے طرف سے غلبہ اور نصرت عطا کر اور کہدو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹ ہی جانے والا تہا اور قرآن مین ہم وہ چیزین نازل کر رہے ہین جو ایماندارونکے لیے شفا اور رحمت ہین اور نا انصافونکو تو اس سے اور بہی نقصان زیادہ ہوجاتا ہے ۱۲

نبوی کے پاس ممکن ہو تو مصلی نبوی یا اوس سے متصل یا منبر کے پاس اور نہو سکے تو روضہ سے کسی ایک مقام مین دو رکعتین تحیۃ المسجد کی پڑہے اگر اوسوقت نماز مکتوبہ کی جماعت ہوتی ہو تو جماعت مین شریک ہو جائے اوسمین تحیت بھی ادا ہو جاتی ہے۔ پھر اس نعمت کے حصول پر خدا کا شکر اور اوسکی حمد دل و زبان متفقہ سے ادا کرے اور رضا و توفیق خیر قبول اعمال نیک اور بلوغ مقاصد کی دعا کرے۔ روضۂ مطہرہ کی دعا بہتر ہے کہ ان الفاظ مین ہو اللّٰھم ان ھذہ روضۃ من ریاض الجنۃ شرفتھا و کرمتھا و مجدتھا و عظمتھا و نورتھا بنور نبیک و حبیبک محمد صلی اللّٰہ علیہ و الہ و سلم اللھم کما بلغتنا فی الدنیا زیارتہ و مآثرہ الشریفۃ فلا تحرمنا یا اللّٰہ فی الاخرۃ من فضل شفاعۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ و سلم و احشرنا فی زمرتہ و تحت لوائہ و امتنا علی محبتہ و سنتہ و اسقنا من حوضہ المورود بیدہ الشریفۃ شربۃ ھنیئۃ لا نظمأ بعدھا ابدا انک علی کل شئ قدیر۔

سلہ ترجمہ۔ ای میرے اللہ البتہ یہہ ایک روضہ ہے جنت کے باغو نمین سے تو نے اوسکو شرف دیا اوسکو بزرگ کیا اوسکی بزرگی بیان کی اور اوسکی تعظیم کی اور تیرے نبی اور حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے اوسکو روشن کیا الٰہی جسطرح دنیا مین تو نے ہمکو اونکی زیارت اور اونکے بزرگ نشانونکی زیارت سے کامیاب کیا پھر ہمکو یا اللہ آخرت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی بزرگی سے محروم نکرنا اور ہمکو انکی جماعت مین اور انکے جھنڈے کے تحت مین محشور کرنا اور ہماری موت اونکی محبت و سنت کی تابعداری مین کرنا اور ہمکو انکے حوض مورود پر اونکے مبارک ہاتھ سے کوثر پلانا ایسا مبارک پلانا کہ پھر ہمکو کبھی پیاس نہو لیشک تو ہر ایک چیز پر قدرت رکہنے والا ہے

آداب زیارت قبور شریف

پھر نیت زیارت کرکے نہایت ادب خشوع وخضوع سے باب جبرئیل پر سے ہوتا ہوا جانب بائین قبور مبارک حد شرقی کے طرف سے نکلکر باب التوبہ کے روبرو زائر کے دہنے جانب کے مصراع یعنے دروازے کے کواڑ کے محاذی دست بستہ مودب کھڑا ہو اور نظر سرید ہے حجرۂ شریف پر ہے گویا حضور کو دیکھ رہا ہی نقش ونگار حجرۂ جالی ودیوار وسقف مسجد کے تماشا اور مشاہدہ مین مشغول نہو اور خم نہو۔ زمین کو بوسہ ندے اور سجدہ نکرے کہ ایسے کاموں سے حضور ناخوش ہوتے ہین۔ سلام کے وقت یہہ خیال کرے کہ بھگوڑا غلام خدا کا گنہگار بندہ اپنے گناہون اور خطاؤن کو معاف کرا لینے خدا کے حکم کے موافق اوسکے پیارے نبی کو وسیلہ ٹہرانے اور عرض حال کرنے حاضر ہوا ہی حضور قبر شریف مین زندہ موجود ہین اس غلام کے سلام کو سنتے ہین اور خود ہی سلام کا جواب دیتے ہین پھر دبی آواز سے سلام الفاظ مذکور الذیل مین پڑہے۔

السّلام علیك ایها النبي السّید الکریم والرّسول العظیم والحبیب الرّؤف الرّحیم ورحمة الله وبرکاته الصّلوة والسّلام علیك یاسیّدنا ومولانا ونبینا وحبیبنا وقرة اعیننا یا رسول الله الصلوة والسلام علیك

ﻼ ترجمہ۔ سلام ہو آپ پر ای نبی ای سردار کرم کرنے والے اور ای رسول بڑی قدر والے اور ای اللہ کے دوست امت پر مہربان اور رحم کرنے والے اور آپ پر خدا کی رحمت اور اوسکی برکتین ہون۔ درود وسلام ہو آپ ای ہماری سردار ہمارے مولا ہمارے نبی ہمارے حبیب اور ہماری آنکھونکی ٹھنڈک ای اللہ کے رسول صلوۃ اور سلام ہو آپ پر

يا نبي الله الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله الصلوة والسلام عليك يا جمال ملك الله
الصلوة والسلام عليك يا نور عرش الله الصلوة والسلام عليك يا خير خلق الله الصلوة والسلام
عليك يا شفيع المذنبين عند الله الصلوة والسلام عليك يا من ارسله الله تعالى رحمة
للعالمين وقد قال الله تعالى في حقك العظيم ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك
فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما الصلوة
والسلام عليك يا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ابن
هاشم يا طه يا يس يا بشير يا سراج يا منير يا مقدم جيش الانبياء
والمرسلين وها انا يا سيدي يا رسول الله قد جئتك هاربا من ذنوبي ومن
عملي ومستشفعا ومستجيرا بك الى ربي فاشفع لي يا شفيع الامة اشفع
لي يا كاشف الغمة اشفع لي يا سراج الظلمة اجرني من النار يا نبي الرحمة

ـــه اے اللہ کے نبی درود وسلام ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب درود وسلام ہو آپ پر اے اللہ کے ملک کی روشنی درود اور سلام ہو آپ پر اے اللہ کے عرش کے نور درود وسلام ہو آپ پر اے اللہ کے ساری مخلوقات سے بہتر درود اور سلامتی ہو آپ پر اے گنہگاروں کیلئے اللہ کے پاس سفارش کرنیوالے درود اور سلام ہو آپ پر اے وہ حضرت جنکو اللہ نے عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالی نے آپکے بزرگ حق میں فرمایا ہے اور اے پیغمبر جب ان لوگوں نے (جو تمہاری نافرمانی کرکے) اپنے اوپر آپ ظلم کیا تھا اگر اسوقت یہ لوگ تمہارے پاس آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور رسول (یعنی تم بھی) انکی معافی چاہتے تو (یہ لوگ) دیکھ لیتے کہ اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنیوالا ہے درود وسلام ہو آپ پر اے محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب بن ہاشم اے طٰہٰ اے یٰس اے بشیر اے سراج اے منیر اے انبیاء ومرسلین کے لشکر کے آگے رہنے والے نذر معروف یکتا اے پیغمبر سو اے اللہ کے رسول اب تو حضوری میں حاضر ہوا ہوں درحالیکہ گریزاں ہوں اپنے گناہوں اور بد اعمال سے طالب شفاعت کا اور طالب پناہ کا آپکی ذات سے پروردگار کے پاس پھر میری سفارش کرنا اے شفیع امت کے میری سفارش کرنا اے کھولنے والے بدلی کے

يارسول الله اتيناك زائرين وقصدناك راغبين وعلى بابك العالي

واقفين وبحقك عارفين فلا تردنا خائبين ولا عن باب شفاعتك

محرومين يا سيدي يارسول اسئلك الشفاعة واسئل الله تعالى

بك الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة والمقام المحمود والحوض المورود

والشفاعة العظمى في اليوم المشهود ه

يا خير من دفنت في الترب اعظمه ؎ فطاب من طيبهن القاع والاكم

نفسي الفداء لقبر انت ساكنه ؎ فيه العفاف فيه الجود والكرم

انت الحبيب الذي ترجى شفاعتك ؎ عند الصراط اذا ما زلت القدم

انت الحبيب يا حبيب الله انت الشفيع يا شفيع المذنبين عند الله اشهد

میری سفارش کرنا ای چراغ اندھیری کے مجکو آتش دوزخ سے بچانا ای نبی رحمت والے ۔
ع ه ای رسول اللہ کے ہم آپ کی زیارت کو آئے ہین اور آپکی رغبت کے ساتھہ آپکا قصد کئے آئے ہین اور آپ کے باب عالی پر کہڑے ہین آپ کے حقوق کو پہچانتے ہین پہر ہمکو ناکام نہ پہرانا اور اپنی شفاعت کے دروازے سے محروم نکرنا۔ ای ہمارے سردار ای ہمارے رسول مین آپسے شفاعت کا طالب ہون اور خدا سے چاہتا ہون کہ آپکو ہمارا وسیلہ بناوے آپکو بزرگی بخشے بلند درجہ دے مقام محمود اور حوض جسپر لوگ جمع ہونگے دے اور قیامت کے دن شفاعت عظمی آپکو مرحمت فرماوے ۔ ای بہتر اون تمام کے جنکی ہڈیان مٹی مین دفن ہوئی ہین ۔ پہر اونکی خوشبو سے سارا صحرا وجنگل مہک اوٹھا ہو۔ جس قبر مین آپ آرام فرماتے ہو اوس قبر پر میری جان فدا ہے۔ کیونکہ اوسمین عفت ہے جود ہے اور بخشش ہے۔ آپ وہ حبیب ہین جسکی شفاعت کی امید واری پلصراط پر ہے جبکہ قدمین پھسلا کرینگے۔ آپ حبیب ہین ای اللہ کے حبیب۔ آپ شفیع ہین یا گنہگارون کے شفیع نزدیک اللہ کے مین گواہی دیتا ہون۔

انك يا رسول الله قد بلغت الرسالة و اديت الامانة ونصحت الامة

وكشفت الغمة وجليت الظلمة وجاهدت في سبيل الله حق جهاده

وعبدت ربك حتى اتاك اليقين جزاك الله تعالى عنا وعن والدينا

وعن الاسلام خير الجزاء و نسئلك الشفاعة ان تشفع لنا عند الله

يوم العرض يوم الفزع الاكبر يوم لا ينفع مال ولا بنون الا من اتى

الله بقلب سليم اشفع لنا ولوالدينا ولجيراننا ولمشائخنا ولاستاذنا

ولمن احسن الينا ولمن اوصنا وقلدنا عندك بدعاء الخير والزيارة

الصلوة والسلام عليك يا سلطان الانبياء والمرسلين ورحمة الله وبركاته

پھر داہنے بازو ہٹے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ان الفاظ مین سلام پڑہے۔

السلام عليك يا سيدنا ابابكر الصديق السلام عليك يا خليفة

عہ ای اللہ کے رسول کہ آپ نے رسالت کی تبلیغ کی امانت کو پہنچایا۔ امت کی خیر خواہی کی۔ بدلی کو کھولا اندہیر کو روشن کیا اللہ کی راہ مین کوشش کرنے کے حق سے کوشش کی اور وقت وفات تک خدا کی عبادت کی اللہ آپ کو جزای خیر دے ہمارے طرف سے ہمارے والدین کے طرف سے اور اسلام کے طرف سے بہتر جزا۔ اور ہم آپ سے شفاعت کے خواستگار مین یہہ کہ آپ اللہ کے پاس ہماری شفاعت کرین اوسدن کہ اعمال تبلائے جاینگے بڑی گھبراہٹ کے دن جسدن کہ مال و اولاد نفع رسان نہین ہونگے مگر وہ جو خدا کے حضور مین قلب سلیم سے آیا ہو۔ ہماری شفاعت کرنا ہمارے والدین کی ہماری ہمسایونکی شیوخ کی اوستادونکی اور محسنون کی اور اوس شخص کی جسنے ہمکو وصیت کی اور دعای خیر و زیارت کا بوجہ ہمارے گردن پر رکہا۔ درود و سلام ہو آپ پر ای بادشاہ انبیا اور مرسلین کے اور اللہ کی رحمت اور برکتین آپ پر نازل ہون۔

عہ سلام ہو آپ پر ای ہمارے سردار ابوبکر صدیق سلام ہو آپ پر ای خلیفہ اللہ کے۔

رسول اللہ فی التحقیق السلام علیک یا صاحب رسول اللہ السلام علیک

یا خلیل حبیب اللہ السلام علیک یا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار السلام

علیک یا امام المھاجرین والانصار السلام علیک یا من انفق مالہ

کلہ فی حب اللہ وحب رسولہ حتی تخلل بالعبا رضی اللہ تعالیٰ عنک

وارضاک احسن الرضا وجعل الجنۃ منزلک ومسکنک ومحلک وماواک

السلام علیک یا اول خلفاء الراشدین وتاج العلماء المھدیین وصھر

المصطفی النبی الامین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پھر ایک قدم داہنے جانب ہٹے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ان الفاظ میں سلام پڑھے

السلام علیک یا سیدنا عمر بن الخطاب السلام علیک یا ناطق بالعدل

والصواب السلام علیک یا حفی المحراب السلام علیک یا مظہر دین

سے رسول کے خلیفہ سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ کے صحابی۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب کے خلیل۔ سلام ہو آپ پر اے مقصود آیۂ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار کے سلام ہو آپ پر اے امام مہاجرین و انصار کے۔ آپ پر سلام ہو اے وہ جنہوں نے اپنے سارے مال کو اللہ و رسول کی محبت میں خرچ کر دیا یہاں تک کہ صرف عبا سے رہ گئے۔ اللہ آپ سے راضی ہوا اور آپکو راضی کرے اچھا راضی ہونا۔ اور جنت کو آپکا گھر مسکن محل اور پناہ گاہ بنا دے سلام ہو آپ پر اے خلفائے راشدین سے اول خلیفہ ہدایت والے علما کے سرتاج حضرت مصطفےٰ نبی امین کے خسر۔ اور اللہ کی رحمت اور برکتیں آپ پر ہوں ۱۲

سلہ ترجمہ۔ سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار عمر بن خطاب سلام ہو آپ پر اے بات کرنے والے عدل اور صواب کے۔ سلام ہو آپ پر اے دین مستقیم والے سلام ہو آپ پر اے مدد کرنے والے

الاسلام السلام علیك یا مکسر الاصنام السلام علیك یا ابا الفقراء والضعفا والارامل والایتام انت الذی قال فی حقك سید البشر لوکان نبی من بعدی لکان عمر رضی الله تعالی عنك وارضاك احسن الرضا وجعل الجنة منزلك ومسکنك ومحلك وماوٰك السلام علیك یا ثانی الخلفاء وتاج العلماء وصهر النبی المصطفی ورحمة الله وبرکاته

پھر ابین صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے ٹھہرے اور کہے۔

السلام علیکما یا وزیری رسول الله السلام علیکما یا معینی رسول الله السلام علیکما ورحمة الله وبرکاته۔

پھر قبلہ کے طرف متوجہ ہو اسطرح کہ پیٹھ حجرۂ شریف طرف ہوا ور ہاتھ اوٹھا کر ہیہ دعا کرے

اللّٰھم یا رب العالمین یا رجاء السائلین یا امان الخائفین و یا حرز

سه دین اسلام کے سلام ہو آپ پر ای توڑنے والے بتون کے سلام ہو آپ پر ای فقیرون ضعیفون بیوگون اور یتیمون کے باپ۔ آپ ہین جسکے حق مین حضرت سید البشر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہو اگر میرے بعد کوی پیغمبر ہوتا تو البتہ عمر ہوتے اللہ تعالی راضی ہو آپ سے اور آپکے راضی کرے اچھا راضی کرنا اور جنت کو آپکی منزل مسکن محل اور ماوی بناوے سلام ہو آپ پر ای دوسرے خلیفہ خلیفون سے علما کے تاج اور نبی مصطفی کے سسر۔ اللہ کی رحمت اور اوس کی برکتین آپ پر ہون۔ ۱۲

عه سلام ہو آپ پر ای دو وزیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام ہو آپ پر ای دو مددگار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام ہو آپ دونون پر رحمت اللہ کی اور برکتین اوسکی۔

سه ای ہمارے اللہ عالم کے پروردگار مانگنے والون کے امیدگاہ ڈرنے والون کو امن دینے والے توکل کرنے والون کو بچانے والے ۱۲

المتوکلین یا حنان یا منان یا دیان یا سلطان یا سبحان یا قدیم الاحسان

اللھم بحرمۃ سیدنا محمد و آل سیدنا محمد و ازواج سیدنا محمد و ذریات

سیدنا محمد و سیدنا ابی بکر الصدیق و سیدنا عمر الفاروق و سیدنا

عثمان ذی النورین و سیدنا علی المرتضی و انت یا اللہ الرب الاعلی

فاطر السموٰت والارض و بجاہ سیدنا الحسن و الحسین و انت المحسن الینا

و بجاہ سیدنا اسمعیل و انت یا اللہ و یا سامع الدعاء اسمع دعائنا و تقبل

زیارتنا و امن خوفنا و استر عیوبنا و اغفر ذنوبنا و ارحم امواتنا و تقبل

حسناتنا و کفر سیاٰتنا و اجعلنا یا اللہ عندک من العائذین الفائزین

الشاکرین المحبورین من الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون برحمتک

یا ارحم الراحمین یا رب العالمین۔

سہ ای مہربان ای احسان کرنے والے ای جزا دینے والے ای غلبہ والے ای پاک ذات ای قدیم احسان والے الٰہی بحرمۃ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بحرمۃ اونکی آل ازواج اور ذریات کے اور بحرمۃ ہمارے سردار ابو بکر صدیق اور ہمارے سردار عمر فاروق اور ہمارے سردار عثمان ذوالنورین اور ہمارے سردار علی مرتضی کے اور تو یا اللہ بلند رتبہ والا رب ہی آسمانون اور زمینون کو پیدا کرنے والا اور بحرمۃ ہمارے سردار حسن اور حسین کے اور تو ہمارا محسن ہے اور بحرمۃ ہمارے سردار اسمعیل کے اور تو یا اللہ ای دعاؤن کو سننے والے ہماری دعا کو سُن ہماری زیارت کو قبول کر ہمکو ڈر سے امن دے ہمارے عیبونکو ڈھانپ ہمارے گناہون کو بخش ہمارے مُردون پر رحم کر ہمارے نیکیونکو قبول کر گناہون سے درگذر کر ای اللہ ہمکو اپنے نزدیک پناہ لینے والون سے کامیابون سے شکر گذارون سے خوشحالون سے کر جن پر کسی قسم کا خوف نہین اور وہ غمگین ہونے والے نہین اپنی رحمت سے ای رحم کرنے والون سے بڑے رحم کرنے والے ۱۲

اوسکے بعد فرق مبارک حضور کے طرف رجوع کرے اور کھڑا ہو کر دست بستہ پڑہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللہم صل وسلم وبارک علیہ[۱]

پھر ستر مرتبہ (صلی اللہ علیک وسلم یا رسول اللہ)[۲] کہے پھر یہہ دعا پڑہے۔

اللہم انی اسئلک بحرمۃ ہذا النبی الکریم ان ترزقنی ایمانا کاملا ثابتا یباشر بہ قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت لی[۳]

---

[۱] شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا مہربان ہے۔ (لوگو) تمھارے پاس تم ہی مین سے ایک رسول آئے ہین تمھاری تکلیف اون پر شاق گذرتی ہے اور اون کو تمھاری بہبودی کا ہوکا ہے اور وہ مسلمانون پر نہایت درجہ شفیق اور مہربان ہین اس پر بھی یہہ لوگ سرتابی کرین تو (ای پیغمبر ان سے صاف) کہدو کہ مجہ کو خدا بس کرتا ہے اوسکی ذات کے سوا کوئی معبود نہین اوسی پر مین بھروسہ کرتا ہون اور عرش جو (مخلوقات مین سب سے) بڑا ہے اوس کا بھی وہی مالک ہے. تحقیق کہ خدا اور اوسکے فرشتے پیغمبر پر درود بہیجتے (رہتے) ہین تو مسلمانو تم بھی پیغمبر پر درود وسلام بھیجتے رہو۔ ای اللہ صلوۃ وسلام اور برکت نازل کر اون پر ۱۲

[۲] صلوۃ وسلام خدا کے طرف سے آپ پر ہو ای رسول اللہ کے۔ ۱۲

[۳] ای اللہ البتہ مین تجہسے مانگتا ہون بتوسل اس نبی کریم کے کہ نصیب کر مجکو ایمان کامل ثابت جس سے خوش رہہو میرا دل اور یقین صادق یہانتک مین جانون کہ نہین پہونچیگی مجکو کوئی شے مگر وہ جو تو نے میری لئے مقدر کر رکھا ہے

وعلما نافعا وقلبا خاشعا ولسانا ذاكرا وولدا صالحا ورزقا واسعا

وحلالا طيبا وتوبة نصوحا وصبرا جميلا واجرا عظيما وعملا صالحا

مقبولا وتجارة لن تبور يا نور النور يا عالما بما في الصدور واخرجني وجميع

المسلمين من الظلمات الى النور في الدنيا وتوفني مسلما والحقني بالصالحين

برحمتك يا ارحم الراحمين يا رب العالمين۔

پھر متوجہ قبلہ ہو کر یہہ دعا پڑھے۔

اللهم لا تدع لنا في مقامنا هذا الشريف بين يدي سيدنا رسول الله

ذنبا الا غفرته ولا هما يا الله الا فرجته ولا عيبا يا الله الا سترته ولا مريضا

يا الله الا شفيته وعافيته ولا مسافرا يا الله الا رديته ولا غائبا يا الله الا رددته

ولا عدوا يا الله الا خذلته ودمرته ولا فقيرا يا الله الا اغنيته ولا حاجة يا الله

سہ اور علم نافع اور دل ڈرنے والا اور زبان ذکر کرنے والی اور اولاد صالح اور رزق کشادہ اور حلال پاکیزہ اور توبہ نصوح اور صبر جمیل اور اجر عظیم اور نیک عمل جو مقبول ہو اور وہ تجارت جسمین نقصان نہو ای نور کے نور ای جاننے والے دلون کے حالات کے مجکو اور سارے مسلمانون کو اندہیری سے طرف نور کے نکال دنیا مین اور میری موت اسلام پر کر اور مجہہ کو نیک لوگون کے ساتھہ ملا اپنی رحمت سے ای رحم کرنیوالون کے بڑے رحم کرنے والے ای عالم کے پروردگار۔ ۱۲

سلہ ای اللہ اس بزرگ مقام مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہماری ساری گناہونکو بخش ای اللہ ہماری ساری مشکلون کو کہول دے ای اللہ ہمارے سارے عیبونکو پوشیدہ کر ای اللہ ہماری بیارونکو شفا اور عافیت دے ای اللہ ہماری سارے مسافرونکو اونکے اوطان کو پہنچا ای اللہ ہماری غیب ہوئونکو واپس لا۔ ای اللہ ہماری کل دشمنونکو رسوا اور ہلاک کر اور ای اللہ ہمارے محتاجون کو غنی کر اور ای اللہ

مِنْ حوائج الدنیا والاخرة لك فیها صلاح الا قضیتها ویسرتها اللهم اقض

حوائجنا ویسر امورنا واشرح صدورنا وتقبل زیارتنا وامن خوفنا واستر

عیوبنا واغفر ذنوبنا واکشف کروبنا واختم بالصالحات اعمالنا ورد غربتنا

الیٰ اهلنا واولادنا سالمین غانمین مستورین من عبادك الصّالحین مِن

الذین لاخوف علیهم ولا هم یحزنون برحمتك یا ارحم الراحمین یا

ربّ العالمین۔

پھر واپس آکر مقام جبرئیل کے محاذی کھڑا ہو کر ملائکہ پر سلام پڑھے

السّلام[1] علیك یا سیدنا جبرئیل السلام علیك یا سیدنا میکائیل

السلام علیك یا سیدنا اسرافیل السّلام علیك یا سیدنا عزرائیل

السّلام علیکم یا ملائکة المقربین من اهل السّموات والارضین کافة

عامة السّلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

سه ہماری دنیا اور آخرت کی کل حاجتونکو جنمین تو خوبی دیکھتا ہو برلا اور آسان کر ای اللہ ہماری حاجتونکو پوری کر ہمارے کل کام آسان کر ہمارے دلونکو کھول ہماری زیارت قبول کر ہمکو ڈر سے امن دے ہماری عیب کو پوشیدہ کر ہمارے گناہونکو بخش ہماری سختیونکو کہول اور ہمارا خاتمہ نیک اعمال پر کر ہماری مسافرت کو ختم کر کے اہل وعیال مین پہنچا در حالیکہ ہم صحیح وسالم رہین مظفر مستور رہین تیرے نیک بندونسے جن پر نہ خوف ہوا اور نہ وہ غمگین ہونیوالے ہین اپنی رحمت سے ای رحم کرنے والونسے بڑے رحم کرنے والے ای پروردگار عالم کے۔ ۱۲

[1] سلام ہو تمپر ای سیدنا جبرئیل سلام ہو تمپر ای سیدنا میکائیل سلام ہو تمپر ای سیدنا اسرافیل سلام ہو تمپر ای سیدنا عزرائیل سلام ہو تمپر ای کل مقرب فرشتے آسمانون اور زمینون کے سلام ہو تم پر اور رحمت اللہ کی اور برکتین ۱۲

پھر باب فاطمہ کے مقابل کھڑا ہوکر یون سلام پڑھے۔

السّلام علیكِ یا سیدتنا فاطمة الزهراء یا بنت رسول الله السلام علیكِ یا بنت حبیب الله السلام علیكِ یا بنت المصطفی السلام علیك یا خامسة اهل الكساء السلام علیكِ یا زوجة امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضی كرم الله وجهه فی الجنة السلام علیكِ یا ام الحسن والحسین السیدین الشهیدین الكوكبین القمرین النیرین الشابین شباب اهل الجنة فی الجنة ابی محمد الحسن وابی عبد الله الحسین رضی الله تعالی عنهما وعنكِ وارضاكِ احسن الرضا وجعل الجنة منزلكِ ومسكنكِ ومحلكِ وماواكِ السلام علیكِ وعلی ابیكِ المصطفی وبعلكِ علی المرتضی وبنیكِ الحسنین ورحمة الله وبركاته۔

پھر باب جبرئیل طرف منھ کرکے اہل بقیع غرقد پر سلام پڑھے۔

السّلام علیكم یا اهل البقیع یا اهل الجناب الرفیع انتم السابقون ونحن

سلہ سلام ہو تمپر اے ہماری سردار فاطمہ زہرا اے بیٹی رسول اللہ کی سلام ہو تمپر اے بیٹی نبی اللہ کی سلام ہو تم پر اے بیٹی حبیب اللہ کی سلام ہو تمپر اے بیٹی مصطفےٰ کی سلام ہو تمپر اے پانچوین چادر والون کی سلام ہو تمپر اے بی بی امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی جنت مین سلام ہو تمپر اے ماں حسن اور حسین کی جو دو سردار تھے دو شہید تھے دو ستارے تھے دو چاند تھے دو آفتاب تھے جوانان جنت سے دو جوان تھے جنت مین جنکے نام ابو محمد الحسن اور ابو عبد اللہ الحسین ہے۔ راضی ہو اللہ تعالی اون سے اور تم سے اور راضی کرے تمکو اچھا راضی کرنا اور جنت کو تمھاری منزل مسکن محل اور ماوی بنا دے۔ سلام ہو تمپر اور تمھارے باپ مصطفےٰ پر اور تمھارے شوہر علی مرتضی پر اور تمھارے فرزندان حسنین پر اور اللہ کی رحمت اور اوسکی برکتین۔ ۱۲

سلہ سلام ہو تمپر اے اہل بقیع اے بلند مقام والو تم آگے ہو چکے ہو اور ہم

انشاء اللہ تعالیٰ بکم لاحقون ابشروا بان الساعۃ اٰتیۃ لاریب فیہا وان اللہ یبعث

من فی القبور انسکم اللہ تعالیٰ شرفکم اللہ تعالیٰ بقول اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ

پھر جانب شام منھ کرکے سیدنا حمزہ اور شہدای احد پر یوں سلام پڑھے۔

السلام علیک یا سیدنا حمزۃ بن عبد المطلب السلام علیک یا عم رسول

اللہ السلام علیک یا عم نبی اللہ السلام علیک یا عم حبیب اللہ السلام

علیک یا عم المصطفیٰ السلام علیک یا سید الشہداء ویا اسد اللہ ویا اسد

رسولہ السلام علیکم یا شہداء یا سعداء السلام علیکم بما صبرتم فنعم

عقبی الدار السلام علیکم یا شہداء احد کافۃ عامۃ ورحمۃ اللہ

وبرکاتہ۔

پھر اگر کسی نے سلام کی وصیت کی ہو اوسکو پوری کرے یعنے جسکو سلام پہنچانا ہی اوسکی

سلام کی جاے پر آوے اور کہے یا فلان السلام علیک من فلان ابن فلانۃ۔ یا

سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم تم سے آکر ملنے والے ہیں خوش خبری ہو تمکو کہ قیامت آنے والی ہے اوس میں کوی شک نہیں اور البتہ اللہ قبور میں سو قبور والوں کو اٹھائیگا اللہ تمکو لسنت دی اللہ تمکو بزرگی دے ساتھ قول اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کے ۱۲

سلام ہو تمپر ای ہمارے سردار حمزہ بن عبد المطلب سلام ہو تمپر ای رسول اللہ کے چچا سلام ہو تم پر ای نبی اللہ کے چچا سلام ہو تمپر ای حبیب اللہ کے چچا سلام ہو تمپر ای مصطفےٰ کے چچا سلام ہو تمپر ای شہیدونکے سردار ای اللہ کے شیر ای رسول اللہ کے شیر سلام ہو تمپر ای شہدا ای نیک بختو سلام ہو تمپر تمھاری صبر کی وجہ سے پھر اچھا ہوا عاقبت کا گھر سلام ہو تمپر ای احد کے کل شہیدو اور رحمت اللہ کی اور برکتیں ۔ ۱۲

یا فلان یسلم علیك فلان ابن فلان اور اگر سلام عورت کا ہے تو فلان کی جائی فلانہ اور یسلم کی جای تسلم کہے۔

الحمد للہ کہ مسجد نبوی اور اوسکے ملحقات اور لوازمات کا بیان مع آداب زیارت وادعیہ زیارت ختم ہو چکا اب یہان سے دوسرے مآثر نبوی کا حال مختصراً لکہا جاتا ہے تاکہ کتاب حتی الوسع تمامی مآثر کے بیان پر شامل ہے۔

مساجد مدینہ

مسجد نبوی کے حالات رقم ہونے کے بعد مناسب نظر آتا ہے کہ دوسرے اون مساجد کا ذکر ہو جو مدینہ منورہ مین اور اوسکے اطراف ہین۔

(۱) **مسجد قبا**۔ مسجد نبوی کے بعد اسی مسجد کا درجہ ہے۔ اوسکی ابتدائی بنا کا حال ابتدای کتاب مین بیان ہو چکا ہے اور اوسکے بعض فضایل بھی رقم ہو چکے ہین اکثر مفسرین کا بیان ہے کہ اسلام مین اول مسجد جو تعمیر ہوی وہ مسجد قبا ہے اور آیہ لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم الخ اسی مسجد کے شان مین اوتری ہے۔ اگرچہ بعض کہتے ہین کہ آیہ مذکور مسجد نبوی کے حال مین اوتری ہے لیکن تحقیق اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ شان نزول آیہ اگرچہ مسجد قبا ہے لیکن یہہ حکم ہر دو مساجد کو شامل ہے۔ صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شنبہ کو کبھی پیدل اور کبھی سوار مسجد قبا کو تشریف فرما ہوتے تھے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بھی یہی عادت تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ مسجد قبا کی بنامین حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ پتھر اوٹھاتے تھے اگرچہ مسجد دنیا کے کسی کنارہ مین
ہوتی تو اوس کی زیارت کے لئے ہم دور و دراز کا سفر اختیار کرتے اور فرمایا شکر ہے
پروردگار عالم کا کہ اوسنے مسجد قبا کو ہمسے نزدیک کر دیا اور اگر وہ مسجد دنیا کے کنارے
ہوتی تو ہم اونٹون کے جگر توڑ کر اوسکی زیارت کے لئے سفر کرتے۔ سعد بن ابی وقاص
سے روایت ہے کہ فرمایا مسجد قبا مین ایک بار دو رکعت نماز پڑہنا میرے نزدیک
مسجد بیت المقدس کے دوبار زیارت کرنے سے محبوب تر ہی حدیث شریف مین
ہے من صلی فی المساجد الاربعۃ غفرلہ ذنوبہ ترجمہ جسنے چارون
مساجد مین نماز پڑہی اوسکے سارے گناہ بخشے جاتے ہین۔ چار مسجد سے مراد مسجد
حرام مسجد نبوی مسجد قبا۔ اور مسجد اقصیٰ بیت المقدس ہے۔ طول وعرض قبا کا برابر ۹۶
ذراع ہے۔ بعضے مورخون کا بیان ہے کہ منارہ کے جانب کسیقدر حصہ حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے اس مسجد کے تزئین مین بھی سعی کی
ہے۔ طول زمانہ پر یہ مسجد بھی منہدم ہوتی گئی تو زمانے کے امرا اور سلاطین اوسکی تجدید
اور تعمیر کرتے رہے۔ سعد بن خیثمہ کا مکان اس مسجد کے قبلہ کے سمت تھا اور دروازہ
بھی اسیجانب۔ تحویل قبلہ کے بعد وہ دروازہ مسدود کر دیا گیا۔ اسی مسجد مین تیسرے
ستون کے پاس حضور کا مصلا تھا۔ اسی مسجد کے رکن غربی کے طرف ایک مسجد
(۲) **مسجد علی** کے نام سے مشہور ہے غالبا اسی جا ہی سعد بن خیثمہ کا مکان

تھا حضور نے اس مکان مین خواب راحت فرمایا تھا اور وضو کرکے نماز پڑہی تھی شایق کو چاہیئے کہ ضرور اس مسجد یعنے مسجد علی مین نماز پڑہے۔ سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر سے وضو کرکے نکلا اور مسجد قبا کو آکر نماز پڑہی تو اوسکو عمرہ کا ثواب ہے۔ اس وقت صحن مسجد سے متصل کنوان کے پاس کسی قدر بلند مقام ہے اوس کے محراب پر ایک پتھر پر آیۂ لمسجد اسس علی التقوی الخ منقوش ہی یہی مقام مصلای نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے صحن مسجد مین جو ایک قبہ ہے وہ حضور کی اونٹنی کے بیٹھنے کی جاے ہی اوسکو مبرک الناقہ کہتے ہین۔ منارہ عمر بن عبدالعزیز کا بنایا ہوا ہے۔ اس مسجد کے ضد مین منافقون نے ایک مسجد بنائی تھی جسکا نام قرآن مجید مین مسجد ضرار سے بتایا گیا ہے جسکے باب مین خدا نے حضور کو اس مسجد مین نماز پڑہنے سے منع فرمایا اور ارشاد ہوا لا تقم فیه ابدا یعنے کبھی اس مسجد ضرار مین نماز نہ پڑہنا۔ یہہ مسجد حضور کے حکم سے جلادی گئی اور کوڑا کرکٹ اوس جای ڈالنے لگے اسوقت اوسکا نام و نشان تک باقی نہین۔

قبا مین ایک اور مسجد ہے جسکو (۳) **مسجد ابوبکر** کہتے ہین غالبا یہہ کلثوم بن الہدم کے مکان کی جاے ہے جہان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام قیام قبا مین تشریف رکھتے تھے (۴) **مسجد عشرہ** نام والی اور ایک مسجد ہے۔ بیراریس کے متصل اور ایک مسجد ہے ان تینون مسجدون

کا ذکر محدث مدراسی مولانا مولوی حاجی محمد صبغۃ اللہ قاضی الملک بدر الدولہ مرحوم نے اپنے کتاب قوت الارواح مین کیا ہے ان سارے مسجدون کی زیارت کی جائے محرر سطور نے اور ایک مسجد دیکھی جسکو (۵) **مسجد فاطمہ** کہتے ہین اوس مسجد مین ایک محراب مین ایک پتھر ہے جسکو لوگ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چکی کہکے بتلاتے ہین۔ واللہ اعلم (۶) **مسجد بیر اریس یا مسجد بیر خاتم** جسکا اوپر ذکر ہوا ہے ایک باولی کے پاس ہے جسکو بیر اریس کہتے ہین۔ اریس ایک یہودی کا نام تھا یہہ باولی اوس سے منسوب ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس باولی مین گر ہی تھی اوسکا تفصیلی حال انشاء اللہ باولیون کے ذکر مین آئیگا۔

(۷) **مسجد الجمعہ یا مسجد الوادی یا مسجد عاتکہ** یہہ تینون نام ایک ہی مسجد کے ہین۔ اس سے قبل مذکور ہوچکا ہے کہ جب حضور قبا سے مدینے کے طرف متوجہ ہوے قبیلۂ بنی سالم بن عوف مین پہنچے نماز جمعہ کا وقت ہوچکا تھا حضور نے وہین نماز جمعہ ادا کی۔ حضور کے مدینہ کو رونق افروز ہونے کے بعد اول نماز جمعہ جو مدینہ مین پڑہی گئی وہ اسی مسجد مین تھی۔ اس مسجد کے قریب ایک وادی ہے جسمین بنی سالم کے مکانات تھے۔ عتبان بن مالک کا مکان بھی اسی وادی مین تھا۔ ایک روز عتبان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آئے اور کہا کہ میری قوت باصرہ بہت ضعیف ہوگئی بارش اور پانی کے

وقت مسجد قبیلہ کو آنا مجھے دشوار ہے اگر حضور میرے گھر کو تشریف لائین اور وہان نماز
پڑہین تو مین اوس کو اپنا مصلا بنالونگا اور ضرورت کے وقت وہین نماز پڑہا کرونگا
وادئی بنی سالم مین دو مسجدین ذکر کی گئین ہین ایک مسجد صغیر وہی مسجد الجمعہ
ہے۔ اور دوسری مسجد کبیر غالبا عتبان کے گھر کی مسجد ہے۔ یہہ مسجد منہدم ہوگئی تھی
نوین صدی مین بعض عجمیون نے اوسکی تجدید کی۔ اس مسجد کا طول قبلہ سے شام تک
بتیس ذراع ہے اور عرض مشرق سے مغرب تک ساڑہے سولہ ۱۶½ ذراع۔

(۸) **مسجد الفضیخ** جس کو **مسجد الشمس** بھی کہتے ہین یہہ ایک چھوٹی
مسجد ہے۔ مسجد قبا سے قریب جانب مشرق ایک بلند ٹیکری پر سیاہ پتھر سے بنی ہوئی
ہے اوس پر سقف نہین اوسکا طول وعرض ہر دو برابر گیارا ذراع ہے۔ محاصرہ
بنی النضیر مین اس جانب **حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کا ڈیرہ دیا گیا تھا
حضور نے یہان چھے روز نماز پڑہی تھی اوس جای مسجد بنادی گئی۔ ابن شیبہ اور ابن
زبالہ کہتے ہین کہ انصاری لوگ یہان بیٹھکر فضیخ نامی ایک قسم کی شراب پیتے تھے
جسوقت عموم خمر کی حرمت پر آیت اوتری تو اوس جای جس قدر فضیخ محفوظ تھی زمین
پر بہادی گئی اسی وجہ سے اوس کو مسجد فضیخ کہتے ہین۔ غالبا یہہ خبر بنای مسجد سے
پہلے کی ہو۔ اور چونکہ یہہ مسجد بلندی پر ہے اور طلوع شمس کا اثر سب سے پہلے
اسپر ہوتا ہے اسلئے اسکو مسجد شمس کہتے ہین نہ کہ معجزۂ ردِ شمس اوسپر ہوا۔ کیونکہ واقعہ ردِ شمس
بلاد خیبر سے مقام صہبا مین ہوا۔ اور یہہ مسجد عوالی مدینہ مین ہے۔

(۹) **مسجد بنی قریظہ** ؏ حرہ شرقیہ کے نزدیک باغون کے اخیر مسجد شمس کے مشرق طرف یہہ مسجد ہے محاصرۂ بنی قریظہ مین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام مین اترے تھے پھر وہان مسجد بنادی گئی اوس مسجد کے پاس ایک عورت کا گھر تھا جسمین حضور نے نماز پڑہی تھی ولید بن عبد الملک نے بنای مسجد کے وقت اس گھر کو بھی مسجد بنی قریظہ مین شامل کر دیا۔ قدیم عمارت مین اوس گھر پر ایک منارہ تھا مثل منارۂ مسجد قبا کے اور اس مسجد کی شکل بھی مسجد قبا کی سی تھی مرور زمانہ پر اسوقت مسجد باقی نہین۔ اوسکی جای ایک نصف قد آدم دیوار کا محاصرہ ہے۔ اوسکا طول قبلہ سے شام تک چالیس ذراع اور عرض مشرق سے مغرب تک ترتالیس ذراع ہے۔

(۱۰) **مسجد مشربۂ ام ابراہیم** حرہ شرقیہ سے متصل نخلستانون کے درمیان مسجد بنی قریظہ کے شمال مین ایک چار دیواری بلا سقف ہے قبلہ سے شام تک گیارہ ذراع اور مغرب سے مشرق تک چودہ ذراع اسجای حضور نے نماز پڑہی تھی۔ مشربہ باغیچہ کو کہتے ہین۔ اس جای ام المومنین ماریہ قبطیہ کے ملک سے جو حضرت سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مان تھین ایک باغ تھا اسجای سیدنا ابراہیم کی ولادت بھی ہوی تھی۔ ماریہ قبطیہ نہایت جمیلہ تھین حضور کو بہت پسند اور منظور نظر تھین۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ناگوارگی خاطر کے اندیشہ سے حضور نے ماریہ رضی اللہ عنہا کو پہلے حارثہ بن النعمان کے گھر مین رکھا تھا پھر عوالی مدینہ مین اونکا مقام مقرر فرمایا

اور خود کبھی کبھی اونکے مکان کو تشریف لیجایا کرتے تھے۔

(۱۱) **مسجد بنی ظفر**۔ اس کو **مسجد بغلہ** بھی کہتے ہین اور عوام الناس **سفرۂ پیغمبر** کہتے ہین یہہ مسجد فاطمہ بنت اسد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مان کے قبہ کے رستے سے بقیع کے مشرق کے طرف واقع ہے اس مسجد مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پتھر پر تشریف رکھے تھے آپکے ساتھ اصحاب سے ابن مسعود اور معاذ بن جبل تھے حضور نے ایک قاری کو قرآن پڑھنے کے لئے فرمایا جب آیہ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا پڑہی گئی حضور رونے لگے اور فرمایا کہ خداوندا مین اون لوگون کے حال کا گواہ ہون جن کو مین نے دیکھا ہے اور جنکو مین نے دیکھا نہین اونکا حال کیا جانون۔ اہل تاریخ کہتے ہین کہ اس پتھر کی ایک خاصیت ہے کہ جس عورت کو حمل نہوا ہو اس پتھر پر بیٹھنے سے حاملہ ہوتی ہے اور مدینہ کے لوگون مین اس پتھر کا مذکور اثر معروف و مشہور ہے۔ سید سمہودی اپنے زمانہ مین لکھتے ہین کہ اس وقت اس مسجد مین کوئی پتھر نہین مگر داخل مسجد کے بائین طرف دروازہ مسجد کے بازو ایک پتھر ہے۔ مطری کہتے ہین کہ حرہ مین اس مسجد کے قبلہ کے سمت تھوڑے پتھر ہین جن پر نشانیان ہین کہتے ہین کہ وہ نشانیان حضور کے خچر کے سم کے ہین اور ایک پتھر پر کہنی کا نشان اور ایک پر انگلیون کے نشان ہین کہتے ہین کہ حضور نے اس پتھر پر کہنی سے تکیہ فرمایا تھا اوسمین مرمر کی ایک تختی ہے جسپر لکھا ہے

خلد اللہ ملک الامام ابی جعفر المنصور المستنصر باللہ امیر المومنین

عمر سنن ثلثین وست مائۃ یعنی اللہ ملک الامام ابو جعفر المنصور مستنصر باللہ امیر المومنین کی سلطنت کو تا بادر کھے اس مسجد کی تعمیر ۶۳۰ھ مین کی۔ یہ مسجد مربع طول وعرض مین برابر بیس ذراع ہی۔

مولانا قاضی الملک مرحوم قوت الارواح مین لکھتے ہین کہ لوگ کہتے ہین مسجد قبلہ ٹوٹ گئی اور وہ پتھر جسپر عورت بیٹھی تو حاملہ ہوجاتی تھی سعود الوہابی اپنے تسلط کے ایام مین نکال پر پھینک دیا۔ محرر سطور عرض کرتا ہے کہ مین نے یہان دو مسجدین دیکھین ایک

(۱۲) مسجد المائدہ اس مسجد مین ایک پتھر پر پیالون کے مانند گڑھے ہین کہتے ہین کہ اوسمین اہل بیت اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی اور خرما تناول فرمایا تھا۔ اسوقت بھی لوگ جب وہان زیارت کو جاتے ہین تو روٹی اور خرما ساتھ لئے جاتے ہین اور اون پیالہ نما گڑھون مین ڈالکر کھاتے ہین اور اوسکا پس ماندہ تبرکا اپنے اوطان کو لیجاتے ہین۔ مسجد المائدہ کے بائین طرف ایک مسجد ہے اُس کے روبرو صحن ہے اوسکو

(۱۳) مسجد الفاطمہ کہتے ہین مسجد مائدہ کے روبرو ایک بناکوٹھے کے مانند ہے اس مین ایک غار ہے صاحب قوت الارواح فرماتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر اسی غار مین گرکر مرا تھا اور اوس کوٹھے مین اس خچر کی قبر ہے محرر سطور کو وہان کوئی قبر نظر نہین آئی ہمنے اس کوٹھے کا نام مسجد الفاطمہ

بتایا غالباً یہی مسجد البغلہ ہے۔

(۱۴) **مسجد الاجابہ**۔ یہہ مسجد بقیع کے شمال کے طرف ہے قبور شہدا مدفون بقیع کے احاطہ سے گزرین تو سالک کے بائین جانب ایک بلند مقام پر یہہ مسجد ہی قبلہ سے شام تک اسکا طول بتیس ذراع اور شرق سے مغرب تک عرض پچیس ذراع ہے اسکو **مسجد بني معاويہ** بھی کہتے ہین اور بنی معاویہ اوس کا ایک قبیلہ تھا صحیح مسلم مین ہے کہ ایک روز **حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** عالیہ سے تشریف لارہے تھے آپکا گزر مسجد بنی معاویہ پر ہوا آپ نے وہان دو رکعت نماز پڑہی ساتھ والے اصحاب نے بھی نماز پڑہی پھر حضور نے ایک بہت طویل دعا کی اور فرمایا مین نے خدا سے تین درخواستین کین دو قبول ہوئین اور ایک سے منا ہی کی گئی مین نے درخواست کی کہ میری امت قحط سے ہلاک نہوا ور غرق نہوا ور آپس مین مقاتلہ نکرے پہلی ہر دو درخواستین قبول ہوئین تیسری کے متعلق ارشاد ہوا کہ تیری امت تلوار ہی سے ہلاک ہوگی۔ اس مسجد مین حضور کی دعائین قبول ہونے سے اوسکو مسجد الاجابہ کہتے ہین۔ اس مسجد مین مصلی شریف محراب سے داہنے جانب دو ذراع پر ہے حضور نے یہان نماز پڑہی ہے اور کھڑے ہوکر دعا کی ہے زائرین کو بھی لازم ہی کہ اتباع سنت کرین۔ یہہ مسجد مشرق سے مغرب تک پچیس ذراع اور قبلہ سے شام تک کوئی بیس ذراع ہے۔

(۱۵) **مسجد طريق السافلہ** اسکو **مسجد ابي ذر الغفاري**

بھی کہتے ہین. مشہد سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کے شرقی راستہ کے دہنے جانب ہے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑہی پھر
سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ مین رہے راوی حدیث عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہین مجھہ کو
گمان ہوا کہ شاید حضور کا وصال ہوچکا مین رونے لگا حضور نے سجدہ سے سر اوٹھایا
اور مجھے پوچھا تو کیون روتا ہے مین نے کہا حضور نے سجدہ مین اس قدر دیر کی کہ مجھکو
وفات کا گمان ہوا. آپنے فرمایا کہ جبرئیل آئے اور کہا کہ پروردگار عالم فرماتا ہی کہ جو شخص
آپ پر درود پڑہتا ہے مین اوسپر رحمت بھیجتا ہون اور جو آپ پر سلام پڑہتا ہی مین اوسپر
سلام پڑہتا ہون پس مین نے اس نعمت کے شکریہ مین سجدہ شکر کیا. یہہ مسجد بہت چھوٹی
طول و عرض مین صرف آٹھہ ذراع ہی.

(۱۶) **مسجد البقیع** جنت البقیع کے دروازے سے نکلنے والے کے
داہنے جانب قبۂ عقیل اور قبۂ امہات المومنین کے مغرب کے طرف واقع ہی. بعض
کہتے ہین کہ یہہ حضور کا مصلائی عید تھا. سمہودیؒ کہتے ہین کہ یہہ **مسجد ابی بن کعب**
ہے جسمین حضور اکثر نماز پڑہا کرتے تھے.

(۱۷) **مصلی العید**. خارج مدینۂ منورہ دروازۂ مصری سے مغرب طرف
واقع ہے جس راستہ سے مکہ معظمہ کا قافلہ آتا ہے. واقدیؒ کہتے ہین کہ پہلے عید کی
نماز حضور نے ۲ھ ہجری مین یہین پڑہی. ابن زبالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول مرتبہ عید الفطر اور

عیدالضحی کی نماز حکیم ابن العداء کے گھر سے قریب ایک مقام مین پڑہی ارباب تاریخ کہتے
ہین کہ وہ مقام باب السلام سے ہزار گز کی مسافت پر ہے اب اس مقام پر ایک مسجد ہی
جسکو مصلای عید کہتے ہین سید سمہودی کے پاس اس موضع کا نام **مسجد علی** ہے
جسکا ذکر آگے آتا ہی۔ اوایل زمانہ مین بازارِ مدینہ اسجا سے تھا اور حکیم بن العدا کا مکان بھی یہین
تھا۔ اسی مقام مین اور ایک مسجد ہے جسکو

(۱۹) **مسجد ابوبکر** کہتے ہین۔ یہہ مسجد منہدم ہوگئی تھی شیخ الحرم نے
اوسکی تجدید کی اوسکے اطراف ایک رباط بنایا اور پانی جاری کیا اور ایک چھوٹا سا باغ بنایا
اس مسجد کے پاس اور ایک چھوٹا باغ تھا جسکو عریضہ کہتے تھے اوسکے نشان ابھی
باقی ہین۔ اور ایک مسجد اسی کے متصل

(۲۰) **مسجد علی** سے موسوم ہے جسکو بعض عجمی امیرون نے بنایا ہی یہہ مسجد بڑی
ہے اور اوسکا صحن وسیع۔ کہتے ہین کہ ایام محاصرۂ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مین حضرت
علی رضی اللہ عنہ یہین تشریف رکہتے تھے نماز عید بھی یہین پڑہی سمہودی اسی مسجد کو مصلای
عید سرور انبیا علیہ الصلوۃ والسلام بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ مقام مصلای
عید سرور انام علیہ الصلوۃ والسلام ہونے کی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ
نے تبرکاً نماز عید وہین پڑہی۔ حضور کے زمانہ تقدس نشانہ مین مصلای عید کی کوئی بنا
نتھی بلکہ آپ نے اوسکی تعمیر سے منع فرمایا تھا۔ خطبۂ عید بھی منبر پر ہوتا تھا خطبہ عید کو
جسنے اول وہلہ منبر پر پڑہا وہ مروان بن الحکم تھا ابن ابی شیبہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے

کہ اول مرتبہ منبر پر خطبہ عید جسنے پڑہا وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے حضورؐ نے نماز استسقا
اسی مصلا مین پڑہی اور خطبہ منبر پر قرأت فرمایا اسی پر قیاس کر کے خطبہ عید کے لئے
بھی منبر اختیار کیا گیا سید سمہودی کہتے ہین کہ یہ تینون مسجدین یعنے مصلے العید
مسجد ابوبکر اور مسجد علی عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ مین تیار ہوئین حضورؐ جب کبھی سفر
سے واپس آتے تھے تو مصلا پر سے گذر ہوتا تھا آپ وہان متوجہ الی القبلہ کھڑے
ہوتے تھے اور دعا فرماتے تھے۔ بروایت سعید بن المسیب جنازہ نجاشی پر اسی مقام
مین نماز پڑہی گئی حدیث شریف مین ہے ما بین بیتی و مصلائی روضۃ
من ریاض الجنۃ۔ یعنے میرے گھر اور میرے مصلا کے ما بین جنت کے باغون
سے ایک باغیچہ ہے۔

(۲۱) **مسجد الفتح**۔ اور دوسرے مساجد جو اوسکے قبلہ کے جانب ہین ان
سب کو مساجد فتح کہتے ہین اور عام لوگ چار مسجدیں کہتے ہین لیکن اصل مسجد الفتح وہی ایک
مسجد ہے جو جبل سلع کے قطعہ غربیہ مین بلندی پر واقع ہے مشرق و شمال مین اس کے
زینے ہین اسکو **مسجد الاحزاب** اور **مسجد اعلیٰ** بھی کہتے ہین
حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد
فتح مین تین روز دوشنبہ سہ شنبہ اور چہارشنبہ کو دعا کی ہے اور چہارشنبہ کو اجابت دعا کی
بشارت پائی جس سے حضورؐ بہت خوش اور بشاش نظر آتے تھے جابر رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ جب کبھی مجھکو کوئی مشکل پیش آتی تھی تو مین مسجد الفتح کو جاکر دعا کرتا تھا

اور قبولیت دعا کی بشارت پاتا تھا جنگ خندق کے روز حضور نے اسی جا کفار قریش پر دعا کی ہے۔ جنگ خندق کے دن خوف اعدا سے نماز ظہر عصر اور مغرب کے لئے قابو ملا نہین حضور نے بعد مغرب سارے نمازون کو قضا فرمایا۔ جنگ خندق اور جنگ احزاب ایک ہی جنگ کا نام ہے یہی اخیر جنگ تھی جو کفار قریش نے مکہ سے آکر مدینہ مین کی جب مسلمانون کو مشکل کا سامنا ہوا تو حضور اوٹھے اور دعا کی اللہ تعالی نے ایک سخت آندہی کو کافرون پر مسلط فرمایا۔ کافر اوسکی تاب لا نسکے۔ اور واپس چلے گئے قرآن شریف مین سورہ احزاب مین اوسکی تفصیل ہی حضور نے اصحاب سے فرمایا کہ قریش اسکے بعد پھر کبھی مسلمانون سے مقابل نہونگے اور ادن سے نہین لڑینگے اسی لئے اسکو مسجد فتح کہتے ہین اور مسجد احزاب بھی۔ یہ مسجد وادی کے داہنے جانب واقع ہی۔ امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جب حضور مسجد فتح کو آئے دو قدم راہ چلے اور کھڑے ہوکر دعا کے لئے اپنے ہر دو مبارک ہاتھ اوٹھائے اور دعا مین اسقدر مبالغہ فرمایا کہ مبارک چادر شانہ اقدس سے گر گئی اور حضور دعا مین مشغول تھے۔ اس مسجد مین حضور کے قیام کی جا کے متعلق اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ ستون وسطی مسجد حضور کا مقام ہے بعض کہتے ہین کہ صحن مین مقابل محراب مسجد موضع مبارک ہے اور حضور جو داخل مسجد ہوے شمالی زینہ کے جانب سے داخل ہوے اس زینہ سے چڑہکر دو خطوہ آگے بڑہین تو موضع قیام حضور حاصل ہوتا ہی اس مسجد مین حضور کی دعا یہ تھی۔

اللّٰھم لک الحمد ھدیتنی من الضلالۃ فلا مکرم لمن اھنت و

لاَ مهين لمن اكرمت ولا معز لمن اذللت ولا مذل لمن اعززت ولا ناصر لمن خذلت ولا خاذل لمن نصرت ولا معطي لما منعت ولا مانع لما اعطيت ولا رازق لمن حرمت ولا حارم لمن رزقت ولا رافع لمن خفضت ولا خافض لمن رفعت ولا خارق لمن سترت ولا ساتر لمن خرقت ولا مقرب لمن باعدت ولا مباعد لمن قربت یا صریخ المکروبین ویا مجیب المضطرین اکشف همی وغمی وکربي فقد تری حالی وحال اصحابي۔

سید سمہودی نے زائرون کے لئے اس دعا کے اول اس قدر بڑہایا ہے لاَ اِلٰه الا الله العظیم الحلیم لا اله الا الله رب العرش العظیم لا اله الا الله رب السموٰت

سله (متعلق صفحہ ۱۶۹) ای اللہ تیرا شکر ہے تونے گمراہی سے مجہکو ہدایت دی جسکی تونے اہانت کی کوئی اسکو اکرام کرنے والا نہین اورکوئی اہانت کرنیوالا نہین جسکا تونے اکرام کیا اورکوئی عزت دینے والا نہین جسکو تونے ذلیل کیا اورکوئی ذلیل کرنے والا نہین جسکو تونے عزت دی کوئی مددکرنیوالا نہین جسکو تونے رسوا کیا اورکوئی رسوا کرنے والا نہین جسکی تونے مدد کی کوئی دینے والا نہین جسکو تونے دیا نہین اورکوئی منع کرنیوالا نہین جسکو تونے دیا۔ کوئی روزی دینے والا نہین جسکو تونے محروم کیا اورکوئی محروم کرنے والا نہین جسکو تونے روزی دی کوئی اٹھانے والا نہین جسکو تونے گرایا اورکوئی گرانے والا نہین جسکو تونے اوٹھایا کوئی پردہ دری کرنے والا نہین جسکو تونے پوشیدہ کیا اورکوئی پوشیدہ کرنے والا نہین جسکی تونے پردہ دری کی کوئی نزدیک کرنیوالا نہین جسکو تونے دور کیا کوئی دور کرنیوالا نہین جسکو تونے نزدیک کیا ای مصیبت زدونکی آواز سننے والے ای بیقرارونکی دعا قبول کرنیوالے کھول میری مصیبت کو غم کو اور سختی کو تحقیق تو میرا حال اور میرے اصحاب کا حال دیکہتا ہی ۱۲ سله نہین کوئی معبود

وَرَبُّ الارضين ورب العرش الكريم - اور آخر مين ولا مباعد

لمن قربت کے بعد دعا کو یون ختم کیا ہے۔ اللّٰھم انت عضدی و

نصیری بك احول وبك اصول وبك اقاتل اللّٰھم یاصریخ المستصرخین

والمکروبین ویاغیاث المستغیثین ویامفرج کرب المکروبین ویا

مجیب دعوة المضطرین صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

واکشف عنی کربی وغمی وحزنی وھمی کما کشفت عن حبیبك

ورسولك صلی اللّٰہ علیہ وسلم کربہ وحزنہ وغمہ فی ھذا المقام

وانا استشفع الیك بہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی ذلك فقد تری حالی

(بقیہ حاشیہ) برحق مگر اللہ پروردگار آسمانون کا اور پروردگار زمینون کا اور پروردگار عرش کریم کا ۱۲

سلہ ای اللہ تو میرا قوت بازو ہے میرا مددگار ہے تیری مدد سے مجھ کو طاقت ہے تیری مدد سے مین غلبہ کرتا ہون اور مقابلہ کرتا ہون ای اللہ چلانے والون کی اور مصیبت والون کی سننے والے دادخواہون کی فریاد کو پہنچنے والے مصیبت والون کی مصیبت کو دور کرنے والے بیقرارون کی دعا کو قبول کرنے والے صلوٰۃ و سلام نازل کر ہمارے سردار محمد پر اوران کے آل واصحاب پر میری مصیبت کو غم کو رنج کو اور مشکل کو دور کر جیسے تو نے اپنے حبیب اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اونکی سختی رنج وغم کو اس مقام مین دور کیا۔ اور مین اپنے اس کام مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے دربار مین شفیع بناتا ہون تحقیق تو دیکھتا ہے میرے حال کو۔

* اور نہین کوئی دور کرنے والا جسکو تو نے نزدیک کیا ۱۲

وتعلم عجزي وضعفي يا حنان يا منان يا ذا الجود والاحسان اسألك

من خير ما سالك منه عبدك وحبيبك سيدنا محمد صلى الله

عليه وسلم

بہتر ہے کہ اس دعا کے بعد وہ دعا بھی پڑہے جو امام شافعی نے ہارون کے مہم مین

ہارون پر پڑہی تھی۔ اور وہ دعا یہہ ہے۔ شهد الله انه لا اله الا هو والملئكة و

اولوا العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم انا اشهد بما شهد الله

به واستودع هذه الشهادة وهي وديعة عند الله يؤديها الى يوم القيمة

اللهم اني اعوذ بنور قدمك وعظمة طهارتك وبركة جلالك من

كل آفة وعاهة ومن طوارق الليل والنهار وطارق الجن والانس الا

طارقا يطرق بخير اللهم انت غياثي فيك اغوث وانت ملاذي

فيك الوذ وانت عياذي فيك اعوذ اعوذ بجلال وجهك وكرم جلالك

سلہ اور جانتا ہی میرے عجز اور ضعف کو ای مہربان ای منت والے ای بخشش اور احسان والے مین تجھ سے خیر کا طالب ہون جسکو طلب کیا تجھ سے تیرے بندے اور حبیب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲

سلہ (خود) اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہی کہ اوسکے سوا کوئی معبود نہین اور فرشتے اور علم والے بھی (گواہی دیتے ہین) (اور اللہ عدل و) انصاف کیساتہہ (کارخانۂ عالم کو) سنبھالے ہوی ہی اوسکے سوا کوئی معبود نہین۔ زبردست اور حکمت والا ہی۔ مین گواہی دیتا ہون ساتھہ اوس چیز کے کہ گواہی دی خدا نے ساتھہ اوسکے اور ودیعت کرتا ہون اس گواہی کو اور وہ امانت ہی نزدیک اللہ کے جسکو قیامت مین ادا کریگا ای اللہ مین پناہ مانگتا ہون ساتھہ نور قدم تیرے اور ساتھہ تیری طہارت کے اور جلال کی برکت کے ہر ایک آفت اور بلا سے

مّن خزيك وكشف سترك ونسيان ذكرك والانصراف عن شكرك

انا في حرزك وكنفك وكلائك في ليلي ونهاري ونومي وقراري وظعني

واسفاري وحياتي ومماتي ذكرك شعاري وثنائك دثاري لا اله الا انت

سبحانك وبحمدك تنزيها لاسمك وعظمتك وتكريما لسبحات وجهك اجرني

من خزيك ومن شر عبادك واضرب علي سرادقات حفظك وقني سيئات

عذابك وجد علي وعدني منك بخير يا ارحم الراحمين ولا حول ولا قوة الا

بالله العلي العظيم الكريم والصلوٰة على النبي المرتضى محمد واله وصحبه

وسلم۔

اس مسجد کے متصل اور مساجد ہین ان تمام مسجدون مین حضور نے نماز پڑہی ہے اس

(بقیہ حاشیہ) اور اتدن کے اترنے والونسے اور جن وانس کے اترنے والونسے مگر جو ساتھہ خیر کے اترتا ہے یا اللہ تو میرا فریادرس ہے مین تجھسے فریاد کرتا ہون اور تو میرا ملاذ ہی مین تیرے نزدیک پناہ لیتا ہون اور تو میرا پناہ گاہ ہے مین تیرے نزدیک پناہ لیتا ہون اور مین پناہ لیتا ہون ساتھہ تیرے منھہ کے جلال کے اور تیرے جلال کی بزرگی کے تیرے رسوا کرنے سے اور تیری پردہ دری کرنے سے تیرے ذکر کو بھولنے سے اور تیرے شکر سے منھہ پھیرنے سے مین تیری پناہ مین ہون رات مین اور دن مین سونے مین قرار مین اقامت مین سفرون مین حیات مین موت مین تیرا ذکر میرا شعار ہے تیری تعریف میرا دثار ہی نہین کوئی معبود برحق مگر تو پاک ہے تو اپنے حمد کے ساتھہ اپنے نام کی پاکی اور اپنے منہ کے شعاعونکی بزرگی کیساتھہ بچالے مجکو اپنے رسوا کرنیسے اور اپنے بندونکے شر سے اور اپنی حفاظت کے پردے مجہ پر چھوڑ اور اپنے عذاب کے برائیون سے بچا اور میری دستگیری کر اور میرے ساتھہ خوبی کا وعدہ کر یا ارحم الراحمین نہین کوئی طاقت اور قوت مگر اللہ علی وعظیم وکریم کو اور درود وسلام مقبول نبی محمد پر اور آل واصحاب پر ۱۲

مسجد کو مسجد فتح کہنے کی وجہ یہی ہے کہ دعای فتح کے قبول ہونے کی بشارت اسی مسجد
مین ملی دعا بھی یہین کی گئی اور قبول بھی یہین ہوی۔ مسجد الاحزاب کہنے کی وجہ یہہ ہے
کہ اس مسجد کو جنگ احزاب سے تعلق ہے اور بلندی پر رہنے سے مسجد اعلی کہتے ہین۔
بعض لوگ جو کہتے ہین کہ سورۂ فتح یہان نازل ہوی اسکا کوئی ثبوت نہین۔ اس مسجد
کے قریب جانب قبلہ اور ایک مسجد ہی جسکو
(۲۲) **مسجد سلمان فارسی** کہتے ہین۔ اور اوسکے پیچھے ایک مسجد ہے۔
(۲۳) **مسجد علی رض** اوس کا نام ہے۔ اور بکرے کے نیچے جانب قبلہ سارے
مسجدون سے چھوٹی
(۲۴) **مسجد ابوبکر رض** ہے۔ یہہ مسجدین ان بزرگون کے نام سے کیون منسوب ہوئین
اوسکی وجہ معلوم نہین غالباً جنگ احزاب مین یہہ حضرات اون مقامون مین اوترے ہون
اور برکت کے لئے حضور نے ان منازل مین نماز پڑہی ہو جب ان مقامون مین
مسجدین بنائی گئین تو اون حضرات کے مبارک نامون سے نامزد ہوئین۔ ان مساجد کو
جسنے اول بنایا وہ عمر بن عبد العزیز تھے پہر جب مرور ایام سے منہدم ہوے تو ۵۷۵ھ
مین سیف الدین حسین بن ابی الہیجا نے کہ ملوک عبیدیین کے وزیرون سے تھا
مسجد اعلی کو اور ۵۷۵ھ ہجری مین دوسرے دو مسجدون کو از سر نو بنایا مسجد علی کو ۸۷۶ھ
ہجری مین امیر مدینہ ضیغم الدین منصوری نے از سر نو بنایا۔ مسجد ابوبکر ویران پڑی تھی
۹۵۲ھ ہجری مین بعض لوگون کو اوسکی ترمیم کی توفیق ہوی۔ مسجد الفتح کی پیمایش قبلہ

سے شام تک بیس ذراع اور مشرق سے مغرب تک جانب قبلہ سترہ ذراع ہے۔
مسجد سلمان کی پیمایش قبلہ سے شام تک چودہ ذراع اور مشرق سے مغرب تک
جانب قبلہ سترہ ذراع ہے۔ مسجد علی کی پیمایش قبلہ سے شام تک تیرہ ذراع اور مشرق
سے مغرب تک جانب قبلہ سولہ ذراع ہے یہان جبل سلع مین ایک غار ہے اوس کو
کہف بنی حرام کہتے ہین جنگ خندق کی راتون مین یہان حضور نے شب باشی کی
ہے اوسکی زیارت بھی ضروری ہے اس غار کے قریب

(۲۵) **مسجد بنی حرام** ہے حضور نے اس مین نماز پڑہی ہے عمر بن
عبدالعزیز نے اس مسجد کی تجدید کی اور اوسکو کسی قدر وسیع کیا اب اس مقام مین
صرف ایک چار دیواری ہے۔ معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ ایک روز مین حضور
کو ڈہونڈتا نکلا جب جبل ثواب (یہہ جبل سلع کا نام ہے) کو آکر داہنے اور بائین دیکھنے
لگا تو حضور کو غار مین سربسجود دیا یا حضرت کے سجدہ کی درازی اور مقام کی جلالت دیکھہ
کر مین اتر گیا اور پھر واپس جاکر دیکھا تو حضور ہنوز سجدہ مین تھے مجھہ کو گمان ہوا کہ شاید
حضور کا وصال ہوگیا۔ پھر آپ نے سجدہ سے سر اوٹھایا اور فرمایا کہ جبرئیل امین تشریف
لائے اور فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی آپ پر سلام پڑہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ای حبیب تو
کچھہ جانتا ہے کہ مین تیری امت کے ساتھہ کیا معاملہ کرنے والا ہون مین نے کہا خداوندا
تو جانتا ہے مین کیا جانون۔ پھر جبرئیل آئے اور کہا پروردگار فرماتا ہے کہ آپ
خوش رہین مین آپ کی امت کے ساتھہ ایسا سلوک ہرگز نکرونگا جو آپ کو شاق اور

ناگوار ہو سجدہ سنکر مین نے سر سجدہ مین رکھا اور اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ بجا لایا۔ ای معاذ بندہ کو خدا کے ساتھ جو بہترین تعلق ہوتا ہے وہ سجدہ کی حالت مین ہوتا ہے انہی صدقے ہمارے آقا کے کیا مبارک وسیلہ اور کیا خوب ذریعہ ہی۔ ه

چہ غم دیوار امت راکہ دارد چو تو پشتیبان — چہ خوف از موج بحر آنراکہ باشد نوح کشتیبان

مساجد فتح کے مغرب مین قریب نصف میل مسافت پر

(۲۶) **مسجد القبلتاین** ہے بیر رومہ اور وادی عقیق سے متصل اصح الاقوال پر تحویل قبلہ کا حکم اسی مسجد مین ہوا جسکا حال آگے گذر چکا ہے لیکن شیخ مجد الدین فیروز آبادی کے پاس تحویل قبلہ کا حکم مسجد قبا مین ہونا متحقق ہے۔ اس مسجد کی ترمیم ۸۹۳ھ ہجری مین الشجاعی شاہین الجمال نے کی۔

(۲۷) **مسجد السقیا**۔ سقیا ایک باولی کا نام ہے جہان حضور نے جنگ بدر مین مسلمانون کی فوج کا جائزہ لیا تھا اور وہان نماز پڑہی تھی اور مدینہ والون کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ سید سمہودی کہتے ہین کہ مین نے اس مسجد کی تلاش کی اور زمین کھودا کر دیکھا تو مسجد کی چارون دیوارون اور محراب کا نشان پایا اسکی پیمائش طول وعرض مین برابر سات ذراع ہے۔ شیخ الہند جذب القلوب مین فرماتے ہین ہمارے عہد مین مسجد السقیا اوس مسجد کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے آنیوالونکی راہ مین مدینہ منورہ سے قریب ملتی ہے اوسکی زیارت پہلے نصیب ہوتی ہے۔

(۲۸) **مسجد الذباب** جسکو اسوقت **مسجد الرایہ** کہتے ہین شام کو

جانے کے راستہ مین داہنے بازو ایک چھوٹی ٹیکڑی پر جس کا نام ذباب ہی واقع ہے اوسکا بانی عمر بن عبدالعزیز ہے پھر ۱۲۹۳ھ ہجری مین بعض امرای مدینہ نے اوسکی از سرِ نو مرمت کی

مساجد فتح مین اور اس مین جبلِ سلع ہے پہاڑ کے مشرق کے طرف یہ مسجد ہے اور مغرب کے جانب مساجد فتح یہہ مسجد بھی بلندی پر ہے اور بہت روشن اور تفریح کا مقام ہے۔ یہان سے مدینہ منورہ مسجد نبوی اور قبہ شریف نہایت خوبی سے نظر آتے ہین۔ جنگ خندق مین حضور کا ڈیرہ ذباب پر دیا گیا تھا۔ اس مسجد کو مسجد الرایہ کہنے کی وجہ یہہ بتلاتے ہین کہ مدینہ والون نے یزید بن ہرمز امیر موالی سے جب جنگ کی تو یزید کی جھنڈی یہی جای تھی۔ مولانا قاضی الملک مرحوم فرماتے ہین یہہ مسجد بہت پرانی ہو گئی ہے اصل مسجد کا ایک چھوٹا حجرہ ہے دونون جانب دو صحن نے ہین۔

(۲۹) **مسجد الفسح**۔ جبل احد کے دامن مین حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مشہد کے شمال کے طرف یہہ مسجد ہی اسی مسجد مین آیہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ الخ نازل ہوی اس مسجد کو لوگ **مسجد جبل احد** بھی کہتے ہین مطری کا بیان ہے کہ جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے ظہر اور عصر اس جائی پڑہی تھی۔

عہ مسلمانو جب تم سے کہا جائے کہ مجلس مین کھل کھل کر بیٹھو۔

مسجد الفتح کے شمالی جہت مین ایک غار ہی جس مین منقول ہے کہ حضور
چھپے تھے۔ اسی مسجد کے متصل پہاڑ کے ایک پتھر مین آدمی کے سر کے برابر ایک
گڑھا ہے کہتے ہین کہ حضور اس پتھر پر سر رکھکر لیٹے تھے سر مبارک کے لگنے سے پتھر
موم ہوگیا اور فرق مبارک کا اسمین نشان ہوگیا۔ کوئی شخص اپنا سر اوس گڑھے مین رکھے
تو اوسکو درد سر نہین ہوتا۔ مسجد الفتح سے متصل

(۳۰) **مسجد الثنایا** نام والی ایک مسجد ہی کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے دندان مبارک اسی جاے شہید ہوے تھے سنہ ۱۲۲۳ ہجریہ مین سلطان محمود خان
کے حکم سے یہہ مسجد تیار ہوی اس مسجد مین قبلہ کی دیوار مین ایک پتھر نصب ہی مسجد کے
مجاورون نے بتایا کہ حضور کے شہید شدہ دندان اس پتھر مین نصب ہین۔ محرر سطور غفر اللہ له
ذنوبہ نے اپنے آنکھون سے بعض انسانی دانت کو اون پتھرون مین نصب پایا مین نے
انگلیون سے مس کرکے بھی اوسکو دیکھا اوسوقت میرے ساتھ جتنے لوگ تھے سبھون
نے دیکھا لیکن میرے قافلہ والون نے دوسرے وقت جاکر دیکھا تو اونکو وہ دانت نظر آئے
نہین واللہ اعلم بالصواب۔ جب حضور کا مبارک نام آیا تو مین اور میرے رفقا نے درود
شریف پڑھکر اوسکو بوسہ دیا ع چیزے نمی توان گفت روی تو در میان است۔

(۳۱) **مسجد العینین**۔ سیدنا حمزہ کے مشہد کے قبلہ کے سمت عینین نامی
پہاڑ کے ایک کنارے پر یہہ مسجد ہے سیدنا حمزہ اسی مقام مین نیزہ سے مجروح ہوکر
گرے تھے اس پہاڑ کو جبل الرمات بھی کہتے ہین کیونکہ جنگ احد مین تیراندازان لشکر

اسلام اسی جائے کھڑے تھے۔ جنگ احد مین حضور نے یہان نماز ظہر پڑھی ہے

(۳۲) **مسجد الوادي** جبل عینین کے شامی کنارہ پر ہے مطریؒ کہتے ہین کہ محل شہادت سیدنا حمزہ یہی مسجد ہے۔ مسجد عینین مین آپ کو نیزہ لگا اور مسجد وادی مین آپ گرے۔ ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ سیدنا حمزہ شہید ہوکر جبل الرماۃ پر ہی پڑے تھے پھر حضور کے حکم سے اونکو بطن وادی سے اوٹھا کر اُسمقام مین دفن کیا جہان اب اون کی قبر شریف ہے اس مسجد کو **مسجد العسکر** بھی کہتے ہین۔

ان مساجد کے علاوہ محرر سطور غفر اللہ ذنوبہ نے اور مساجد بھی دیکھے ہین جنکا ذکر نہ صاحب خلاصہ نے کیا ہے نہ صاحب جذب القلوب نے اور نہ صاحب قوت الارواح نے۔ باب مصری سے خارج جہان مسجد ابوبکرؓ اور علیؓ کا ذکر ہے وہان

(۳۳) **مسجد عمرؓ** (۳۴) **مسجد عثمانؓ** (۳۵) **مسجد بلالؓ** اور (۳۶) **مسجد الغمامہ** ہے ان مساجد سے اکثر کو ایک ایک مینار ہے۔ مسجد غمامہ کے متعلق کہتے ہین کہ **حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** پر دہوپ کے موسم مین اس مقام پر ابر نے سایہ کیا تھا واللہ اعلم۔ وقت کی تنگی سے اوسکی پیمایش اور تحقیق مزید حالات کا قابو ملا نہین۔

(۳۷) **مسجد السبق** مدینہ منورہ سے مشہد سیدنا حمزہ کو جانے والے کی راہ مین بائین جانب جو ایک چھوٹی سی مسجد آتی ہے اوسکو مسجد سبق کہتے ہین کہ حضور جب اس راہ

سے سفر جاتے تھے تو آتے جاتے یہان اوترتے تھے۔

یہہ وہ مسجدین ہین جو داخل مدینہ یا عوالی مدینہ منورہ ہین۔

مدینہ سے مکہ کو جانے کے راستہ مین جو مساجد ہین اُنکا بیان

صاحب قوت الارواح نے اور تھوڑے سے مسجدونکا ذکر کیا ہے جو مدینہ سے باہر لیکن قریب ہین اور قاصد مکہ کو راستہ مین ملتے ہین۔ تبرکا اورختصارا اونکا بھی ذکر کیا جاتا ہے

(۱) **مسجد الشجرہ** اس مسجد کو مسجدِ **ذی الحلیفہ** بھی کہتے ہین اس مقام کو اب ابیار علی کہتے ہین وہان تین باولی ہین مکہ کو جانے والے کے بائین طرف ایک مسجد ہی طول وعرض مین برابر باون ذراع اس مسجد کی پانچ کمانین تھین سقف ضایع ہوگئی ہے فقط دیوارین باقی ہین۔ مسجد الشجرہ کے قبلہ کے جہت مین

(۲) **مسجد المعرس** ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کو واپس آتے وقت شب کو وہان اترے تھے مسجد بہت چھوٹی ہے لیکن قدیم ہے۔

(۳) **مسجد شرف الروحا** مدینہ سے مکہ کو جانے کی راہ مین بائین طرف ہے مسجد ضائع ہوگئی صرف دیوار باقی ہے۔ وہان ایک باولی ہے اوسکا پانی بہت میٹھا ہے۔ اور روحا مین ایک مسجد ہی۔

(۴) **مسجد الروحاء** روحا کے پہرے

(۵) **مسجد عرف الظبیہ** ہے وہان بہت سے ٹوٹے قبور مین اُس کے بائین جانب جبل ورقان ہی۔

(۶) مسجد المنصرف اسکو مسجد الغزالہ بھی کہتے ہین یہہ مسجد وادی روحا کے اخیر ہے مسجد ٹوٹ گئی نشان باقی ہین۔

(۷) مسجد الرویثہ۔ روحا سے تیرہ یا سولہ میل پر ہے۔

(۸) مسجد ثنیۂ رکوبہ عرج سے تین میل آگے مدارج نامی مقام مین واقع ہے۔

(۹) مسجد العرج بھی مدارج کے پاس ہے۔ عرج سے چار میل پر ہے

(۱۰) مسجد طرف تلعہ ہے سقیا سے سات میل پر

(۱۱) مسجد لحی جمل ہے اور تین میل پر

(۱۲) مسجد تھن ہے انیس میل پر

(۱۳) مسجد الرّمادہ اور اکیس میل پر

(۱۴) مسجد الابواء ہے ابوا کے وسط مین ابوا سے پانچ میل پر

(۱۵) مسجد بیضہ آٹھ میل پر

(۱۶) مسجد ھرشی۔ جحفہ مین دو مسجدین ہین ابتدائی مسجد کا نام

(۱۷) مسجد الائمہ۔ تین میل پر ایک گنٹھ ہے اوسکو غدیر خم کہتے ہین ایک نہر کا پانی اوس گنٹھ مین گرتا ہے نہر اور گنٹھ کے درمیان

(۱۸) مسجد خم غدیر ہے اسی گنٹھ کے پاس حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ

وعاد من عاداه یعنے مین جسکا مولا ہون علی بھی اوسکا مولا ہے یا اللہ جس نے علی کو دوست رکھا تو بھی اوسکو دوست رکھ اور جس نے علی سے دشمنی کی تو بھی اُس سے دشمنی کر۔ قدید نامی مقام مین تین میل پر

(۱۹) **مسجد قدید** ہے اور اوس سے آٹھ میل کے فاصلہ پر خلیص کے گھاٹ کے متصل حرہ کے پاس ایک مسجد ہے اور عین خلیص مین ایک بڑی مسجد

(۲۰) **مسجد خلیص** ہے غالبًا حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مسجد یہی ہے۔

(۲۱) **مسجد مرّ الظہران** جسکو مسجد وادی فاطمہ بھی کہتے ہین۔

(۲۲) **مسجد سرف** جہان ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف ہے

(۲۳) **مسجد التنعیم** جسکو **مسجد عائشہ** بھی کہتے ہین۔

(۲۴) **مسجد طوی** یہہ سارے مساجد مدینہ سے مکہ کو آنے والون کی راہ مین ہین

بیان مدینہ کی اون مساجد کا جسکا نام اور مقام معلوم ہی مگر اب وہ نظر نہین آتین

اب یہان سے اون مساجد کا ذکر کیا جاتا ہے جنکا مدینہ اور اوسکے عوالی مین ہونا حدیثون سے ملتا ہے اونکی جہت بھی بتلائی گئی ہے مگر اسوقت وہ نظر نہین آتین ممکن ہے کہ شائق مفتش کو کچھہ پتا لگ جائے۔ اس باب مین محرر نے صاحب خلاصۃ الوفا کی تحریر کی صرف تقلید کی ہے۔

(۱) **مسجد بنی جدیلہ** جسکو مسجد ابی بن کعب بھی کہتے تھے۔ یہہ مسجد منازل بنی جدیلہ مین مدینہ کی شامی دیوار کے متصل بئر حار کے پاس تھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد مین متعدد اوقات نماز پڑہی ہے۔

(۲) **مسجد بنی حرام** بعضون کو گمان ہے کہ یہہ مسجد قبلتین ہے۔ واقع مین مسجد بنی حرام قاع یعنے میدان مین ہے اور منازل بنی حرام مساجد فتح کے مغرب طرف تھے وادی البطحان (جو بنی عبید کی پہاڑی کے پاس ہی) اور معاویہ کی نہر دونون مسجدین بنی حرام کے مشرق مین ہین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قبلتین اور مسجد بنی حرام ہردو مین نماز پڑہی ہے۔

(۳) **مسجد الخربة** بنی سلمہ سے بنی عبید کے منازل بنی حرام کے مغرب مین تھے یہہ مسجد اون کے منازل مین واقع تھی اوسکے سامنے جابر رضی اللہ عنہ کا نخلستان تہا جسکو قراصہ کہتے تھے حضور نے متعدد اوقات اس مسجد مین نماز پڑہی ہے

(۴) **مسجد جہینة**۔ یہہ مسجد منازل قبیلہ بلی مین قبیلہ جہنیہ کی خواہش پر بنی اوران ہردو قبیلون کے منازل ثنیہ عثعث کے قبلہ کے جانب امیر مدینہ کے حصن کے پاس بازار مدینہ کے مغرب کے طرف تھے حضور نے اس مسجد کا قبلہ متعین فرمایا لیکن نماز پڑہی نہین۔

(۵) **مسجد بیوت المطر**۔ یہہ مسجد منازل بنی غفار مین تھی حضور نے اس مسجد مین نماز پڑہی ہے یہہ منازل صحابی رسول ابو رہم کلثوم بن الحصین الغفاری کے آل کے

ستھے۔ یہہ منازل جہنیہ کے بازو ثنیۂ عشث کے قریب جانب قبلہ بازار مدینہ کے مغرب طرف ستھے۔

(۶) **مسجد بنی زریق**۔ انصار سے خزرج کے قبائل سے بنی رزیق ایک قبیلہ تھا یہہ اونکی مسجد ہے یہہ مسجد ثنیۃ الوداع سے ایک میل پر تھی۔

(۷) **مسجد بنی ساعدہ** یہہ مسجد داخل مدینہ سقیفۂ بنی ساعدہ مین تھی سقیفہ بنی ساعدہ وہ مقام ہے جہان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ پر بیعت ہوگئی یہہ مقام سوق مدینہ کے شام کیطرف تھا۔

(۸) **مسجد بنی ساعدۃ الخارج من بیوت المدینۃ** بنی ساعدہ کی اور ایک مسجد مدینہ کی آبادی سے خارج تھی جو ذباب نامی پہاڑی کے قریب تھی۔

(۹) **مسجد بنی خدارہ**۔ بنی خدارہ بنی خدرہ کی برادری سے تھے جو قبائل خزرج سے ایک قبیلہ تھا یہہ مسجد بنی ساعدہ کی اوّل الذکر مسجد سے متصل تھی حضور نے اسی مین نماز پڑہی ہے۔

(۱۰) **مسجد رایتہ**۔ یہہ مسجد بئر جاسم کے پاس جبل ذباب سے مشرق کیطرف شام کیجانب میل کرتی ہوئی تھی۔

(۱۱) **مسجد بنی عبد الاشہل** بنی عبد الاشہل اوس کے قبائل سے ایک قبیلہ تھا اس مسجد کو مسجد واقم بھی کہتے تھے یہہ مقام منازل بنی ظفر کے شام کے طرف تھا حضور نے متعدد اوقات اس مسجد مین نماز پڑہی ہے۔

۲۰۰

(۱۲) مسجد القرصہ یہہ مسجد حرۂ شرقی مین شمال کے طرف تھی حضور نے
اوس مین نماز پڑہی ہے

(۱۳) مسجد بنی حارثہ۔ قبائل اوس سے بنی حارثہ ایک قبیلہ تہا یہہ اونکی مسجد تھی
حضور نے اوس مین نماز پڑہی ہے۔

(۱۴) مسجد الشیخین جسکو مسجد البدائع بھی کہتے تھے شیخین ایک
موضع کا نام ہے جو شرقی راہ سے مابین مدینہ اور جبل احد واقع ہے حضور نے اس مسجد
مین نماز پڑہی ہے اور شب کو آرام فرمایا ہے اور نماز صبح پڑہ کر جنگ احد کے لئے اس
مسجد سے نکلے تھے۔

(۱۵) مسجد بنی دینار۔ قبائل خزرج سے بنی دینار بن النجار کی مسجد ہے
اس مین حضور نے نماز پڑہی ہے۔ اسدی نے اس مسجد کا نام مسجد غسالین بتایا ہے
یہہ مسجد بطحان کے مغرب کے طرف تہی۔

(۱۶) مسجد بنی عدی بن النجار۔ اور

(۱۷) مسجد دار النابغہ حضور نے ہر دو مسجدون مین نماز پڑہی ہے مسجد
بنی عدی مین غسل کیا ہے دار نابغہ وہ محلہ ہے جسمین حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے والد عبد اللہ کی قبر شریف ہے اور بنی عدی کا محلہ مسجد کے شام کے
طرف بنی جدیلہ کے ہمسایہ مین تہا۔

(۱۸) مسجد بنی مازن بن النجار۔ حضور نے اس مسجد کی حد قائم کی مگر اس مین

نماز پڑہی نہین۔ بنی مازن منازل بنی زریق کے مشرق مین قبلہ کے طرف تھے ام بردہ جو سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی تھی بنی مازن سے تھی ابراہیم کا انتقال اوسی کے گھر ہوا اور حضور اپنے فرزند کے انتقال پر اوس کے گھر تشریف لائے تھے۔

(۱۹) **مسجد بقیع الزبیر**۔ بقیع الزبیر بنی غنم کے گھرون کے جوار مین بنی زریق کے مشرق طرف تھا حضور نے اس مسجد مین نماز چاشت کی آٹھہ رکعتین پڑہی این۔

(۲۰) **مسجد بنی عمرو بن مبذول بن مالک بن النجار**۔ حضور نے اس مسجد مین نماز پڑہی ہے بنی عمرو بن مبذول کا قبیلہ بقیع الزبیر کے پاس رہتا تھا۔

(۲۱) **مسجد صدقة الزبیر**۔ یہہ مسجد مشربہ ام ابراہیم کے مغرب مین تھی حضور نے اس مین نماز پڑہی ہے۔

(۲۲) **مسجد بنی خدرہ** قبائل خزرج سے بنی خدرہ کے منازل مین ایک چھوٹی مسجد ہی حضور نے اس مسجد مین نماز پڑہی ہین۔

(۲۳) **مسجد بنی الحرث بن الخزرج** اور

(۲۴) **مسجد السنح**۔ یہہ دونون مسجدین مسجد نبوی سے ایک میل پر متصل واقع تھین حضور نے دونون مین نماز پڑہی ہے۔ اس محلہ مین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک مکان تھا جسمین اونکی بی بی بنت خارجہ رہتی تھین۔

(۲۵) **مسجد بنی الحبلی** ابی بن سلول کا قبیلہ مسمی بنی الحبلی خزرج سے تھا اُن

کے منازل قبا اور منازل بنی حرث کے مابین بطحان کے مشرق طرف تھے۔ یہہ اوس قبیلہ کی مسجد تھی اوسمین حضور نے نماز پڑہی ہے۔

(۲۶) **مسجد بنی بیاضہ**۔ قبائل خزرج سے بنی بیاضہ کی مسجد تھی بنی بیاضہ کے منازل بنی سالم کے شام طرف تھے اور بنی مازن کے قبلہ کے سمت حضور نے اس مسجد مین نماز پڑہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ منازل بنی سالم و بنی بیاضہ کے مابین خدا کی رحمت واقع ہوی۔ اون لوگون نے اوس مقام مین قبرستان بنایا اوس مین اپنے مردون کو دفن کرتے تھے۔

(۲۷) **مسجد بنی خطمہ** اور

(۲۸) **مسجد العجوز**۔ حضور نے ان مسجدون مین نماز پڑہی ہے۔ مسجد عجوز کے پاس براء بن معرور صحابی کی قبر ہے۔ مسجد بنی خطمہ کے صحن مین جو باولی ہے حضور نے اوس سے وضو کیا ہے۔ بنی خطمہ قبائل اوس سے تھے۔ چونے کی بھٹیون کے پاس اب ان مساجد کے نشان ملتے ہین۔

(۲۹) **مسجد بنی امیہ**۔ انصار سے قبایل اوس سے بنی امیہ بن یزید کی مسجد مین حضور نے نماز پڑہی ہے یہہ مسجد حرۂ شرقیہ مین تھی۔

(۳۰) **مسجد بنی وائل**۔ قبائل اوس سے بنی وائل کی مسجد تھی اوسمین ہر دو ستون مقدم کے مابین امام کے مقام سے پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر حضور نے نماز پڑہی ہے ابن زبالہ کے بیان سے وہ مسجد قبا مین ہے۔ اور طبری کہتے ہین کہ مسجد الشمس

کے مشرق طرف ہے۔

(۳۱) **مسجد بنی واقف**۔ اس مسجد مین حضور نے نماز پڑہی ہے اور وہ عوالی مین مسجد الفضیخ کے قبلہ کے سمت تھی۔

(۳۲) **مسجد بنی انیف** بنی انیف قبیلہ بلی کا ایک گروہ تھا جو اوس کے حلیف تھے حضور جب طلحہ بن البراء کی عیادت کو تشریف لاتے تھے تو وہان نماز پڑہتے تھے بعد وہان مسجد بنائی گئی یہ مسجد قبا کی مسجد کے مغرب مین بئر غدق کے پاس تھی۔

(۳۳) **مسجد دار سعد بن خیثمہ** یہ مسجد قبا مین جانب قبلہ مسجد قبا کے متصل تھی حضور نے اسجا نماز پڑہی ہی۔

(۳۴) **مسجد التوبہ**۔ عصبہ مین تھی اور عصبہ مسجد قبا کے مغرب مین ہی۔ اسجائے کھیت اور باولیان کثرت سے ہین اوسکا نام مسجد توبہ ہونے کی وجہ معلوم ہوی نہین اور سب کے سب اوسکو مسجد توبہ کہتے ہین۔

(۳۵) **مسجد النور** حضور نے اسجای نماز پڑہی ہی مگر اوسکا مقام متعین ہوا نہین کوئی قبا کے کنارے بتاتے ہین اور کوئی مدینہ کے کنارے۔

(۳۶) **مسجد عتبان بن مالک** یہ مسجد اصل مزدلف مین تھی اوسمین حضور نے نماز پڑہی ہے۔

(۳۷) **مسجد میثب** صدقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میثب نام ایک صدقہ تھا اوسجای حضور نے نماز پڑہی ہی۔

جنت البقیع

قبۃ البنات اس میں زینب رقیہ اور کلثوم حضور کی صاحبزادیاں
مدفون ہیں

قبۃ الازواج اس میں سوائے حضرت خدیجہ و حضرت میمونہ
رضی اللہ عنہا کے کل ازواج مطہرات مدفون ہیں

قبۃ العقیل اس میں عبداللہ بن جعفر طیار، سفیان بن حارث
ایک روایت ہے عقیل بن ابی طالب بھی مدفون ہیں

(۶) قبہ ...

(۷) قبہ نافع مدنی۔ اس میں نا
اور بعض کہتے ہیں نافع مولی عبداللہ بن عمر را
بن الخطاب جنکی کنیت ابو

(۸) قبہ سیدنا ابراہیم بن محمد رسول اللہ

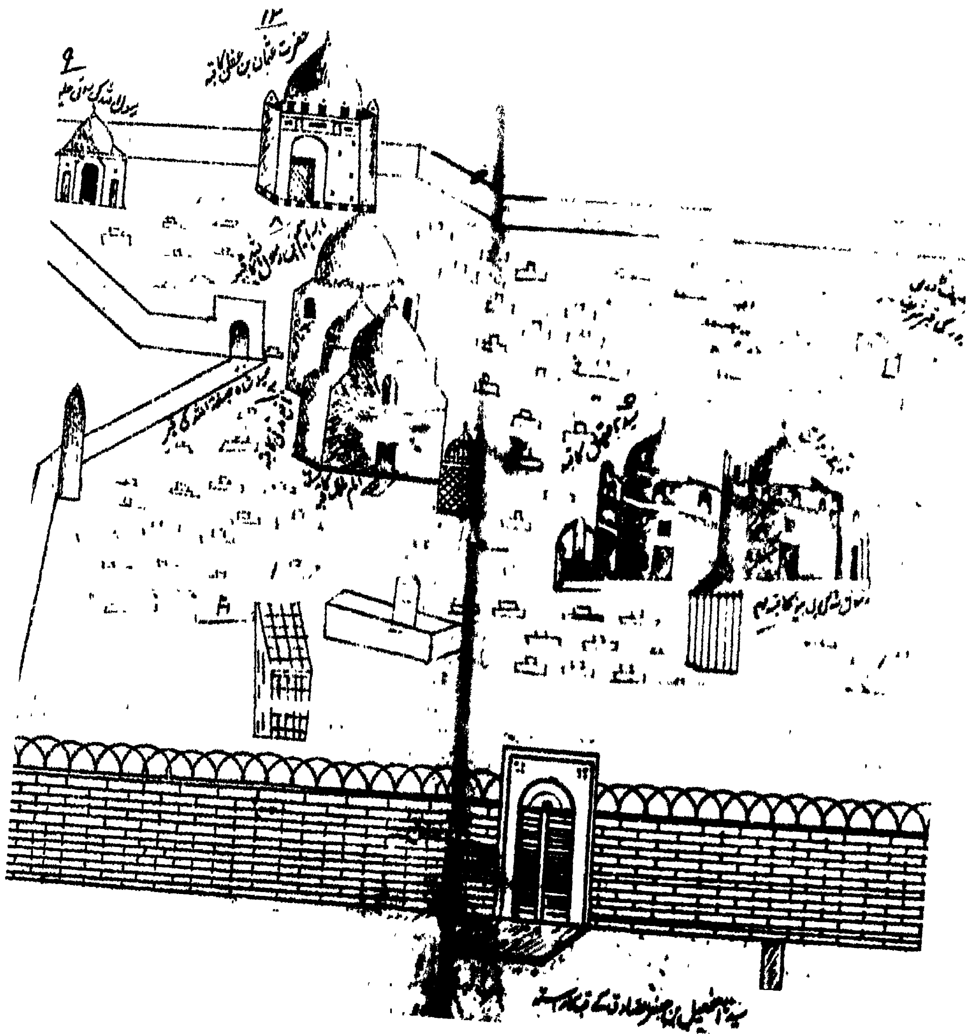
(۹) قبہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی

(۱۰) قبہ حضرت سیدنا ابو سعید

(۱۱) قبہ حضرت فاطمہ بنت

(۱۲) قبہ حضرت سیدنا عثمان

(۱۳) قبہ عمات رسول اللہ صلعم



(۳۸) **مسجد المنارتین**۔ ابن زبالہ کی روایت ہے کہ حضور نے تحقیق الکبیر کی راہ مین دو مناروں کے پایہ کے متصل جو مسجد ہے اوسمین نماز پڑہی ہے۔

(۳۹) **مسجد فیفاء الخبار**۔ حضور نقب بنی دینار پر سے ہوتے ہوے فیفاء الخبار پر گزرے اور بطحا را بن ازہر مین ایک جھاڑ کے نیچے جسکو ذات الساق کہتے تہے اوترے اور وہان نماز پڑہی اسجای مسجد بنائی گئی۔ یہہ جای عقیق کے مغرب طرف ہی

(۴۰) **مسجد بنی الجشجاثہ و بئر شداد** عقیق کے کنارے بقیع کے متصل تھی حضور نے اس مسجد او ربئر شداد کے اہین نماز پڑہی ہی۔

تنبیہ یہہ امر ہمیشہ ملحوظ رہے کہ مساجد مذکورہ سب کے سب حضور کے زمانہ مین مسجد کے شکل مین نتہے بلکہ عادت ایسی رہی کہ حضور کے وصال کے بعد جہان جہان حضور کا نماز پڑہنا ثابت ہوا وہان مسجدین بنائی گئین اور حسب موقع و مقام نامزد ہوئین دوسری بات قابل لحاظ یہہ ہے کہ قدیم مساجد کی بنا سے جس مسجد کا کام منقوش پتھر سے ہوا ہے وہ مسجد عمر بن عبد العزیز کی بنا سے ہے کیونکہ تولیت تعمیر مسجد نبوی کے ایام مین عمر بن عبد العزیز نے حضور کے نماز پڑہے ہوے سارے مقامون مین مسجدین بنائین جن سے بعض کے آثار ہنوز باقی ہین اور بعض منہدم ہوگئے اور اونھون نے جتنی مسجدین بنائین سب منقوش پتھر کی تہین۔

مدینہ کے مقابر اور مشاہد کے بیان مین

بقیع الغرقد۔ مدینہ منورہ مین مسلمانون کا عام مقبرہ جنت البقیع ہے۔ حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شب کے وقت اوٹھے اور گھر سے نکلکر مقبرۂ بقیع کو تشریف لے گئے مین بھی حضور کے
پیچھے گئی حضور بقیع کو تشریف لے جاکر بہت دیر تک ہاتھ اوٹھائے دعا کرتے رہے
جب واپس ہونے لگے مین بھی جلدی سے گھر کو چلی آئی حضور تشریف لائے اور
فرمایا کہ حضور رب العالمین سے جبرئیل آئے تھے اور حکم ہوا تھا کہ اہل بقیع کے لئے
مین دعا و استغفار کرون جسکی تعمیل کیگئی۔ حدیث شریف مین ہے کہ مقبرہ بقیع سے
ستر ہزار آدمی بیحساب جنت مین داخل ہونگے جنکے منہ چودھوین رات کے چاند کے موافق
روشن ہونگے اور ایک روایت مین تعداد لاکھ آدمیون کی بتائی گئی ہے۔ حدیث
شریف مین ہی کہ قیامت مین اول محشور حضور ہونگے پھر ابو بکر پھر عمر اون کے بعد
اہل بقیع اون کے بعد مکہ والے۔ حدیث شریف مین آیا ہے من مات باحد
الحرمین بعث من الآمنین یوم القیمۃ یعنے جسکی موت مکہ مین یا مدینہ مین
ہوئی قیامت کے روز اوسکو ہر طرح کا امن ہے۔ اسکے آگے بیان ہوچکا کہ مقبرۂ
بقیع پر ملائکہ مقرر ہین جب قبرستان مُردون سے معمور ہوجاتا ہے تو اوسکے کنارے
پکڑکر جنت مین پھینک دیتے ہین۔ امام مالک سے روایت ہے کہ بقیع مین دس ہزار
صحابی مدفون ہین اور اسی طرح اکثر سادات اہل بیت اسمین مدفون ہین چونکہ زمانۂ سلف
مین قبرون کے نشان بنانے اور نام کا پتھر نصب کرنے کی عادت نتھی اس لیئے یہان
کے مدفون اصحاب وغیرہم کا تحقیق سے نشان نہین ملتا اور جن جن کا نشان ملا ہی

وہ بھی گمان غالب پر ہے۔ فی الجملہ جنکے قبور جنت البقیع مین متعین ہین اور زیارت
کی جاتی ہے وہ حسبِ ذیل ہین۔

قبہ عمات رسول اللہ مدینہ منورہ سے بقیع کو جاتے وقت دروازہ
دیوار مدینہ سے خارج ہوتے ہی بائین جانب کوچۂ بقیع کے سرے پر خارج حدود بقیع
قبۂ عمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسمین حضرت صفیہ بنتِ عبد المطلب
اور عاتکہ رضی اللہ عنہما مدفون ہین۔ بقیع مین داخل ہوتے ہی زائر کے وہنے ہاتھ
پر ایک بہت بڑا قبہ

قبہ اہل بیت ہے جسکو قبۂ عباس بھی کہتے ہین۔ اس قبہ کو اول خلفای
عباسیہ سے ایک خلیفہ نے ۵۱۹ھ ہجری مین بنایا۔ علی اختلاف الروایات اس قبہ
مین سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا عباس بن عبد المطلب۔ امام حسن بن علی۔ امام
زین العابدین بن امام حسین۔ امام محمد باقر بن امام زین العابدین اور امام جعفر الصادق
بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہم اجمعین مدفون ہین۔ ایک روایت مین ہے کہ یزید بن
معاویہ نے امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو بعد واقعۂ کربلا مدینۂ منورہ کو عمرو بن العاص
کے پاس روانہ کیا جو یزید کے طرف سے عامل تھے اونھون اوسکو حضرت خاتون
قیامت فاطمۃ الزہرا کے پاس دفن کیا۔ زبیر بن بکار کی روایت مین ہے کہ امام حسن رضی
نے اپنے والد کی نعش کو بھی مدینہ لاکر بقیع مین دفن کیا۔ سید سمہودی کہتے مین
کہ نوین صدی کے وسط مین قبر سیدنا امام حسن اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کے

سکے قبلہ کے جانب ایک قبر کھودی گئی تو زمین سے ایک تابوت پیدا ہوا جو بالکل تازہ تھا دسکے میخون کی چمک تک زائل ہوئی تھی اور تابوت پر جو جامہ ڈالا گیا تھا وہ بھی پرانا اور خراب ہوا تھا اس تابوت مین جو لاش تھی ممکن ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی ہو جسکو امام حسن رضی نے پوشیدہ لاکر دفن کیا جیسے زبیر بن بکار نے روایت کی ہے قبۂ اہل بیت کے شرقی و شمالی زاویہ کے طرف محرر سطور کے مرشد کے والد حضرت قطب ویلور سید شاہ عبد اللطیف محی الدین ثانی قدس سرہ مدفون ہین۔ تیسرا

قبۃ البنات ہے اس مین حضور کی بیٹیان یعنے حضرت زینب رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن مدفون ہین۔ لیکن رقیہ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہین کہ انکا دفن سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبہ مین ہے۔ اون کے پہلو مین شمال طرف

قبۃ الازواج ہے اس قبہ مین باستثنا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے جو مکہ کے قبرستان جنت المعلیٰ مین دفن ہین اور ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے جو مکہ سے قریب مسجد تنعیم سے کسی قدر پرے مقام سرف مین مدفون ہین کل امہات المومنین اسی قبہ مین دفن ہین۔

قبۃ عقیل۔ قبۃ الازواج کے مشرق مین سیدنا عقیل بن ابی طالب کا قبہ ہے یہ قبہ آل عقیل کا گھر تھا حضور جو آکر اہل بقیع پر دعا فرماتے تھے تو دار عقیل مین کھڑے ہو کر دعا کرتے تھے زائر کو چاہئے کہ اس قبہ پر کھڑا ہو کر اہل بقیع کے لئے دعا کرے

کہ اتباع سنت حاصل ہو۔ قبہ عقیل مین عبد اللہ بن جعفر طیار اور ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب مدفون ہین۔ اندرون قبہ دیوار پر بھی دو نام لکھے ہین۔ کہتے ہین کہ ایک روز ابوسفیان بقیع مین قبور کے درمیان پھرتے تھے عقیل نے اونھین دیکھا اور پوچھا ای میرے چچا کے فرزند کیا دیکھتے ہو کہا کہ مین اپنی قبر کے لئے ایک جلسے متعین کرنا چاہتا ہون عقیل اون کو اپنے گھر لائے اور ایک مقام بتایا اوسی مقام مین ابوسفیان کی قبر کھودی گئی۔ دو روز کے بعد ابوسفیان کا انتقال ہوا اور اوسی قبر مین دفن ہوے۔ یہہ قبہ چونکہ عقیل کے گھر پر بنایا گیا اسلئے اوسکو قبۂ سیدنا عقیل کہتے ہین عقیل کا انتقال اصح اقوال پر شام مین ہوا بعض کہتے ہین کہ اونکی لاش شام سے مدینہ لائی گئی اور اونکے گھر مین دفن ہوے زائرین کو چاہئے کہ اس قبہ مین عبد اللہ بن جعفر عقیل بن ابی طالب اور ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہم اجمعین پر سلام پڑہے۔ اس قبہ کے مشرق مین

قبۂ سیدنا مالك بن انس الاصبحی ہے۔ یہہ امام مالک صاحب المذہب عالم المدینہ ہین اور اوسکے عقب مین

قبۂ سیدنا نافع ہے اس نافع کے متعلق اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ یہہ نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی احادیث النبی ہین اور مدینہ مین مشہور یہہ ہے کہ یہہ امام نافع قاری مدینہ ہین جو بدور سبعۂ قرأت سے گنے جاتے ہین اس قبہ کے عقب مین مشرق طرف

قبہ سیدنا ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسط بقیع مین ہے۔ اس قبہ مین عثمان بن مظعون عبدالرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاص عبداللہ بن مسعود سعد بن زرارہ خنیس بن حذافۃ السہمی رضی اللہ عنہم مدفون ہین اور یہ ابن حذافہ حضور سے پہلے حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے شوہر اصحاب الہجرتین سے تھے انکا انتقال ۳ہجری مین ہوا۔ ایک روایت سے رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی قبہ مین مدفون ہین اور ایک روایت سے فاطمہ بنت اسد حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی والدہ بھی اسی قبہ مین مدفون ہین۔ قبہ سیدنا ابراہیم کے شمال کے طرف دیوار بقیع سے متصل حضرت سید شاہ صبغۃ اللہ نائب رسول اللہ کا مزار ہے۔ یہ مزار چونے اور پتھر سے کسیقدر بلند بنایا ہوا ہے۔ قبر کی چوٹی زایر کے کمر کے برابر ہوتی ہے۔

سمہودی کہتے ہین کہ قبہ امام مالک اور قبہ سیدنا ابراہیم کے مابین عبدالرحمن بن عمر بن الخطاب کی قبر ہے اونکو عبدالرحمن اوسط کہتے تھے اور ابوشحمہ کی کنیت سے معروف ہین جنکا حد زنا مارنے سے بیمار ہوکر انتقال ہوا تھا۔ کہتے ہین کہ سیدنا نافع کے قبہ مین جو قبر ہے وہی ابوشحمہ کی قبر ہے واللہ اعلم۔ شمال کے طرف دیوار بقیع سے متصل ایک چھوٹا قبہ

قبہ حلیمہ سعدیہ کا ہے جو حضور کی مرضعہ یعنے دودھ پلائی دایہ تھی اس قبہ کے عقب مین دیوار بقیع سے ایک چھوٹا دروازہ نکالا گیا ہے جس سے

باہر ہونے پر روبرو

قبہ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ اور اوسکے عقب مین مشرق کے طرف

قبہ فاطمہ بنت اسد

ہے آگے بیان ہوچکا ہے کہ فاطمہ بنت اسد حضرت علی کی والدہ کی قبر قبہ سیدنا ابراہیم مین ہے اونکی رحلت کے متعلق روایت ہی کہ جب اونکی وفات ہوی حضور کو خبر کی گئی تو حضور مع اصحاب اونکے تجہیز وتکفین کے لئے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نکلے اور اونکے گھر کو پہنچکر اپنا پیراہن مبارک نکالا اور فرمایا کہ بعد از غسل اس مبارک پیراہن کو کفن کے اندر دین اور جب جنازہ باہر نکالا گیا تو حضور نے کاندہا دیا اور تمام راستہ کبھی سر کے طرف سے اور کبھی پاؤن کے جانب سے جنازے کو کاندہا دیئے چلتے رہے اور جب قبر کو پہنچے تو خود بذات شریف لحد مین اوترے اور لحد مین آپ لیٹے پھر باہر تشریف لاکر میت اتارنے کا حکم فرمایا اور بالین قبر کھڑے ہوکر فرمایا اللہ تجھ کو جزای خیر دے ماں بھی تھی اور پالنے والی بھی۔ اچھی ماں اور اچھی پالنے والی۔ اصحاب نے کہا یا رسول اللہ فاطمہ بنت اسد کے باب مین آپ نے دو کام کئے جو اس سے پہلے کسی کے لئے گئے نتھے کفن کے لئے اپنا قمیص دیا اور لحد مین پہلے آپ لیٹے۔ حضور نے فرمایا کفن مین جو قمیص دیا گیا اوسکا اثر یہہ ہوگا کہ آتش دوزخ اوسکو کبھی چہوگی نہین اور لحد مین میرے لیٹنے کا یہہ نتیجہ ہوگا کہ حق سبحانہ اوسکی قبر کو وسیع کریگا اور فشطہ قبر سے اوسکو نجات ملیگی۔ انس بن مالک سے

روایت ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو حضور اونکے سرہانے بیٹھے اور فرمایا
ای میری ماں کی رحلت کے بعد میری ماں پھر اون کی بہت تعریف کی پھر اسامہ بن زید
ابوایوب انصاری اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ قبر کھودین اور پھر اپنے مبارک
ہاتھ سے لحد بنائی اور اوسمین لیٹے اور فرمایا اللہ الذی یحیی و یمیت و ھو
حی لا یموت اغفر لامی فاطمہ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق
نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین۔ ترجمہ۔ اللہ سبحانہ و تعالے
جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اور مرتا نہیں۔ یا اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد
کو بخش اور اوس پر قبر کو کشادہ کر بوسیلہ تیرے نبی کے اور بوسیلہ انبیا کے جو
مجھ سے پہلے گذرے ای رحم کرنے والوں سے بڑے رحم کرنے والے پھر چار تکبیر یعنی
نماز جنازہ پڑہی اور لحد مین اتارا عباس اور ابوبکر صدیق بھی آپکے ساتھ تھے۔

روایت ہے کہ حضور پانچ آدمیوں کے قبور مین اترے تھے تین عورتین
اور دو مرد۔ مکہ معظمہ مین حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبرے کی قبر مین اوترے۔ اور مدینہ
مین حضرت خدیجہ کا ایک لڑکا حضور کے آغوش تربیت مین تھا اوسکی قبر مین اترے
عبد اللہ المزنی کی قبر مین اترے حضرت عائشہ کی ماں ام رومان کے قبر مین اترے
اور فاطمہ بنت اسد کی قبر مین اوترے۔ محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب کی روایت ہے
فاطمہ بنت اسد کا دفن سیدنا ابراہیم اور عثمان بن مظعون کے نزدیک پایا جاتا ہے
اور دوسرے روایات بھی اوسکے موید ہین سمہودی بھی کہتے ہین کہ فاطمہ بنت اسد کا

اس قبہ مین دفن ہونا صحیح نہین جو قبۂ عثمان کے شمال کے طرف قبہ فاطمہ بنت اسد کہلاتا ہے۔ پس اس صورت مین اوس قبہ مین جو قبر ہے وہ سعد بن معاذ اشہلی کی ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ سعد بن معاذ کا دفن اون کے مکان مین جو بقیع کے کنارے تھا مقداد بن الاسود کے مکان سے متصل ہوا اور یہہ قبہ اوسی مقام مین ہے۔

قبۂ سیدنا عثمان جنت البقیع کے کنارہ شرقی مین سب سے اخر

حضرت امیر المومنین سیدنا ذوالنورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا قبہ ہے۔ اس قبہ مین سیدنا عثمان کی قبر شریف کے بازو ایک قبر ہے جسمین حسب روایت اہل مدینہ متولی عمارت مدفون ہے۔ کہتے ہین کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگون نے آپ کو حجرۂ شریف مین دفن کرنا چاہا مصریون نے یورش کی اور آپ کی نماز جنازہ پڑہنے سے اور آپکے مبارک جسد کو دفن کرنے سے انکار کیا چہ جائیکہ حجرۂ شریف مین دفن کرنے دیتے تہے ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان مسجد کے دروازے پر آئین اور فرمایا کہ قسم اللہ کی مجھے اس مرد کو دفن کرنے دو ورنہ مین پردہ سے باہر ہوتی ہون جس سے کشف ستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا یہہ حال دیکھکر یورش موقوف ہوی اور مصری منع دفن سے باز آئے پس جس روز آپ شہید ہوے تھے اوسی شب کو جبیر بن مطعم حکیم بن حزام اور عبداللہ بن زبیر اور تھوڑے اصحاب آپکی نعش کو دفن کے لئے بقیع کو لے گئے مصری اونکو بقیع مین دفن کرنے سے مانع ہوے آخر بقیع کے مشرق مین خارج البقیع ابان بن عثمان کے ملک سے حسن کوکب نام

ایک باغ تھا وہاں جبیر بن مطعم وغیرہ نے آپکی نماز پڑہی اور دفن کیا اور اون کے مدفن پر ایک دیوار گرادی تاکہ مدفن کا نشان نہ ملے۔

آپ سے پہلے لوگ حسن کوکب مین دفن ہونے کو مکروہ جانتے تھے آپ کے دفن کے بعد وہ کراہیت السنت سے مبدل ہوگئی۔ جسوقت مروان معاویہ رضی اللہ عنہ کے طرف سے عامل مدینہ ہوا تو حسن کوکب کو داخل بقیع کیا اور حضور نے جس تپھر کو عثمان بن مظعون کی قبر پر نصب فرمایا تہا اوسکو عثمان بن عفان کے قبر پر نصب کیا۔

مولانا مظہر اور مولانا شاہ احمد سعید مجددی کی قبر در سیدنا عثمان کے متصل جانب قبلہ ہین۔ قبہ اہل بیت کے پیچھے یعنے جانب قبلہ ایک چھوٹا قبہ ہے جس کو مدینہ والے

قبۃ الحزن یا بیت الاحزان کہتے ہین۔ سمہودی اوسکا نام مسجد فاطمہ بتاتے ہین۔ کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اکثر اسی مقام مین بیٹہی رویا کرتی تھین اسی لئے اوس کا نام بیت الحزن ہوا۔ سمہودی کا بیان ہے کہ بعض روایتون مین حضرت فاطمہ کا اپنے لئے بقیع مین ایک گھر بنانا جو مذکور ہے شاید کہ وہ یہی گھر ہو اور بعضون کے قول پر فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی قبر اسی گھر مین ہے۔ محرر سطور کہتا ہے کہ اگر محل مذکور صحیح ہو تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دفن کے متعلق جو دو روایتین آئی ہین ایک یہہ کہ آپکا دفن آپ کے مکان مین ہوا دوسرا یہہ کہ بقیع مین ہوا دونون روایتون مین توفیق ہوجاتی گ

کیونکہ بیت الحزن حضرت فاطمہ کا گھر بھی تھا اور داخل بقیع بھی ہے۔ اس وقت اس قبہ مین کسی قبر کا نشان نہین اور یہ حضرت سیدہ کی کمال عفت اور پردہ نشینی پر دلیل مین ہے کہ بعد وفات حضرت سیدہ کی قبر شریف بھی کسی نامحرم کے نظر نہ پڑے یہان تک جتنے قبون کا ذکر ہوا وہ بقیع غرقد اور اوسکے حوالی کے قبہ ہین۔ ان قبون مین جن جنکا دفن مذکور ہوا وہ حسب شہرت مدینہ ہے۔ بعضون کے متعلق جو اختلاف ہے اوسکا ذکر کیا جاتا ہے بہرحال بقیع غرقد مین حضرات ممدوح الذیل مدفون ہین۔

ابراہیم بن رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ عثمان بن مظعون۔ رقیہ بنت رسول اللہ علیہ وسلم۔ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا۔ فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ عبد الرحمن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ عبد اللہ بن مسعود خنیس بن حذافۃ السہمی۔ اسعد بن زرارہ۔ عباس بن عبد المطلب حسن بن علی۔ علی بن الحسین۔ محمد بن علی۔ جعفر بن محمد۔ علی بن ابی طالب۔ سر حسین بن علی۔ ابو سفیان بن الحارث۔ عبد اللہ بن جعفر۔ عقیل بن ابی طالب۔ امہات المومنین کلہم الا خدیجہ ومیمونہ۔ مالک بن انس۔ نافع امام القرا۔ سعد بن معاذ الاشہلی ابو شحمہ عبد الرحمن الاوسط۔ عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اسمین اختلاف یہ ہے کہ حضرت رقیہ ام کلثوم اور زینب کے دفن کے

سعد

متعلق بعض کہتے ہین کہ یہہ قبہ سیدنا ابراہیم مین مدفون ہین اور مشہور یہہ ہے
کہ یہہ سب قبہ بنات مین مدفون ہین۔ فاطمہ بنت اسد کے متعلق بھی بعض کہتے
ہین کہ وہ بھی قبہ سیدنا ابراہیم مین مدفون ہین اور مشہور یہہ ہے کہ اونکا دفن اسی
قبہ مین ہوا جو اون کے نام سے مشہور ہے ابن ابی شیبہ کی روایت سے
عباس بن عبد المطلب اور فاطمہ بنت اسد ہر دو کا دفن زاویۂ دار عقیل مین پایا جاتا
ہے لیکن بلحاظ اوس حدیث کے کہ حضور نے بعد دفن عثمان بن مظعون فرمایا

دفن الیہ من مات من اہلیے یعنے میرے لوگون سے جس کا انتقال ہو وہ
عثمان بن مظعون کے پاس دفن کیا جائے اور فاطمہ بنت اسد کو حضور اپنی مان
سمجھتے تھے اور فی الواقع وہ حضور کے ساتھہ مان کی محبت سے پیش آتی تھین
اونکا دفن قبہ سیدنا ابراہیم مین ہونا زیادہ قرین قیاس ہے واللہ اعلم۔ فاطمۃ الزہرا
کا قصہ کسیقدر طول طلب ہے اسلئے اس بیان کے آخر مین آئیگا انشاء اللہ

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا دفن زبیر بن بکار کی روایت سے
پر قبہ عباس مین ہوا جسکو قبۂ اہل بیت بھی کہتے ہین اور مشہور یہہ ہے کہ نجف
اشرف مین۔ سر مبارک حسین بن علی رضی اللہ عنہما ایک روایت سے قبہ اہل بیت
مین مدفون ہے۔ ایک روایت سے مصر مین۔ ایک روایت سے قسطنطنیہ مین اور ایک
روایت سے دمشق مین باب الفرادیس کے متصل دفن ہے۔ عقیل بن ابی طالب
ایک روایت سے شام مین دفن ہین جہان اونکا انتقال ہوا اور ایک روایت سے

بقیع مین اونکے گھر مین جہان قبہ عقیل ہے۔ امہات المومنین سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ مکہ مین جنت المعلی مین دفن ہین حضرت میمونہ سرف مین قریب مسجد تنعیم جو مکہ سے تین چار میل پر ہے دفن ہین باقی قبۃ الازواج مین دفن ہین لیکن ام سلمہ ایک قول سے بقیع مین فاطمہ زہرا کے قریب دفن ہین اور ام حبیبہ بنت صخر بن حرب دار عقیل مین اور مشہور یہی ہے کہ سوای خدیجہ اور میمونہ کے کل ازواج قبۃ الازواج مین مدفون ہین سعد بن معاذ ایک قول سے بقیع مین اور ایک قول سے قبہ منسوبہ فاطمہ بنت اسد مین۔

اب رہا مدفن خاتون قیامت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اوسکے متعلق بڑا اختلاف ہے جیسے زندگی مین آپکا حلیہ کمالیہ اغیار کی آنکھون سے مستور تھا بعد وفات بھی آپ کا جمال عصمت عدم انکشاف کا مقتضی ہوا آپکے وفات پر آپکے حسب وصیت کسیکو خواہ امیر ہو خواہ فقیر اطلاع نہین دیگئی نماز جنازہ پر بھی صرف حضرت علی اور چند مخلصین اہلبیت حاضر تھے۔ شباشب دفن ہوا مشہور ہے کہ آپکا دفن آپکے مکان داخل مسجد نبوی مین ہوا اور بہت سے روایات اس امر کی تصدیق کرتے ہین کہ آپکا دفن قبہ اہل بیت مین سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ہی۔ ایک روایت سے آپکا دفن زاویہ یمانیہ دار عقیل مین ہی۔ یہانتک کہ بعض کہتے ہین کہ دار عقیل سے تیئیس گز کے فاصلہ پر ہے اور بعض کہتے ہین سینتیس گز کے فاصلہ پر اور ایک روایت سے آپکا دفن بیت الحزن مین پایا جاتا ہی۔ آپکے انتقال کے قریب جب آپنے اپنی نعش کو مردون کے درمیان سے لیجانے کے متعلق اپنی عدم رضامندی ظاہر کی تو ایک روایت سے اسما بنت عمیس

خشعمیہ حضرت صدیق اکبر کی بی بی اور ایک روایت سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا
نے بطریق حبشہ تابوت بنا کر بتلایا کہ نعش کا پردہ اس تابوت مین اچھی طرح ہو سکتا ہے
توسیعہ تابوت حضرت خاتون قیامت کو بہت پسند آیا پھر آپ نے حضرت علی کو اور اسما
بنت عمیس کو اپنے غسل اور تجہیز و تکفین کا متکفل بنایا اور اوسی کے موافق عملدرآمد ہوا
چونکہ حضرت سیدہ کی مرضی سب کو معلوم ہوگئی کسیکو اوسکا خلاف کرنے کی جرأت ہوی نہین اور
اونکا خلاف اونکے موت کے بعد بھی گوارا ئی خاطر تھا اسلئے سوای ادن لوگون کے جن کو
حضرت سیدہ کیطرف سے شرکت کی پروانگی ملی تھی کوئی فرد بشر شریک تجہیز و تکفین ہوا نہین
یہان تک کہ حضرت ام المومنین عایشہ رضی اللہ عنہا نے شریک ہونا چاہا تو اسما بنت عمیس نے
منع کیا۔ حضرت صدیقہ نے حضرت صدیق کے پاس اس امر کی شکایت کی اوسپر حضرت
صدیق نے بھی خلاف وصیت سیدہ دخل دہی کو پسند نہین فرمایا۔ اسیوجہ سے مقام دفن سیدہ
بھی پوشیدہ رہا لیکن تابوت کے تیار کرنیسے پایا جاتا ہے کہ نعش گھر سے جہان انتقال
ہوا باہر نکالی گئی ورگرنہ تابوت کی ضرورت نتھی اور جب گھر سے نکالی گئی تو ضرور جنت
البقیع مین آپ کا دفن ہوا۔ اور حسب وصیت امام حسن علیہ السلام کہ اونکی میت اون کے
مان کے پاس مدفون ہو جب امام حسین رضی اللہ عنہ نے اونکو قبہ عباس مین دفن کیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی قبر
متعین ہے تو لامحالہ سیدہ ثابت ہوتا ہی کہ سیدہ کا دفن قبہ عباس یعنے قبہ اہلبیت مین ہوا زیادہ
تر قوت اسی قول کو ہی لیکن زائر کو چاہیئے کہ بلحاظ احتیاط جہان جہان حضرت سیدہ کا دفن
مذکور ہوا ہے وہان سب آپ پر سلام پڑھے۔

اب یہان سے ان مشاہد کا ذکر کیا جاتا ہے جو بقیع سے کسیقدر الگ ہین۔ داخل دیوار مدینہ

قبہ سیدنا اسمٰعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما ہے

یہہ قبہ قبہ اہلبیت کے مغرب مین ہی اوسکا بانی حسین ابن ابی الہیجا سلاطین عبیدئین کے وزیرون سے تھا جسنے مساجد فتح کی عمارتون کی تجدید کی تھی۔ اس قبہ کی بنا ۵۴۲ھ ہجریہ مین ہوی اس قبہ کے شمال مین امام زین العابدین کا گھر تھا خارجی دروازہ اور دروازہ روضیہ کے مابین ایک باولی ہے جو حضرت سید الساجدین کے نام کے منسوب ہے اوسکا پانی بیمارون کو دوا اور علیلون کو شفا ہی کہتے مین کہ امام محمد باقر صغر سنی مین اس باولی مین گرے تھے اور حضرت زین العابدین نماز مین تھے آپنے کمال حضور قلب سے نماز کو پوری کیا اور اضطراب سے توڑا نہین۔ اس قبہ کے مغرب مین ایک چھوٹی مسجد بھی ہے جو امام زین العابدین سے منسوب ہے لیکن لوگ اوسکی زیارت سے محروم ہین۔ محرر سطور کو یہہ مسجد نظر آئی نہین اور محدث مدرسی مولانا قاضی الملک بدر الدولہ صاحب قوت الارواح نے بھی اوسکا ذکر کیا نہین لیکن شیخ الہند نے جذب القلوب مین اسکا ذکر کیا ہی واللہ اعلم۔

قبۂ مالک بن سنان یہہ قبہ مدینہ کے غربی جانب مین شہر پناہ کے متصل واقع ہے۔ قبہ نہایت قدیم ہے اسمین ایک محراب ہی اور دہنے سمت ایک چھوٹی کوٹھری مین قبر ہے کذا قال السمہودی۔ صاحب قوت الارواح فرماتے ہین کہ وہان تازہ قبہ بنایا ہوا ہی اور یہہ مالک بن سنان الخدری ابو سعید الخدری کے والد ہین۔ جنگ احد مین شہید ہوے شاید معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت نہر کے واسطے چند شہدا کو جو نکالا تو غالبا مالک بن سنان

اسکو بھی نکال کر اندرون مدینہ دفن کیا اس قبہ کے دروازے کے سر پر لکھا ہے مالک بن سنان بن عقد اور رسول اللہ ا ونکے قبہ کے روبرو ایک شخص کے گھر کی دیوار کو لگی ہوئی تین قبریں ہیں کہتے ہیں کہ یہہ قبور بھی شہداء احد کے ہیں و اللہ اعلم۔

قبہ سیدنا عبد اللہ بن عبد المطلب یہہ قبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کی قبر شریف پر بنا ہے۔ کہتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب قریش کے ساتھہ تجارت کو گئے تھے واپسی میں بیمار ہوکر مدینہ میں بنی عدی بن النجار کے پاس جو اون کے ماموں تھے رہگئے وہیں انکا انتقال ہوا نابغہ کے گھر میں اونکو دفن کیا اور بعض کہتے ہیں ابوا میں دفن کیا ۱۲۳۵ ہجریہ میں سلطان محمود خان مرحوم نے اوسپر عالیشان قبہ بنایا۔

قبہ نفس الزکیہ۔ نفس زکیہ اونکا عرف تھا اور نام محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم لقب اونکا مہدی تھا ابو جعفر منصور کے زمانہ میں شہید ہوے اونکی قبر مدینہ منصورہ کے خارج جبل سلع کے مشرق میں ہے اوسپر بڑا قبہ بنا ہے وہاں ایک مسجد بھی ہے اور مسجد کے قبلہ کے سمت ایک چشمہ ہے جسمین عین زرقا کے نہر کا پانی پڑتا ہے مشرق اور مغرب کے طرف سے اوسکی سڑھیاں ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب نفس زکیہ یعنے محمد بن عبد اللہ بن الحسن المثنی نے منصور عباسی پر خروج کیا بہت سے لوگ انکے تابع ہوگئے آخر منصور نے اپنے چچا عیسی بن موسی کو چار ہزار آدمی کے ساتھہ اونکے مقابلہ کو روانہ کیا عیسی نے جبل سلع پر چڑھکر نفس زکیہ کو پیغام کہلا بھیجا کہ میں تمکو امن

دیتا ہون تم خلیفہ کی بیعت کر لو آپ نے فرمایا قسم اللہ کی عزت سے مرنا ذلت کی زندگی سے
بہتر ہے۔ پھر اونکی جماعت نے جو تین سو دس کی تھی غسل کیا کافور اور خوشبو لگا کے
مرنے پر آمادہ ہو کر میدان قتال مین اوترے تین بار منصور کی فوج کو شکست ہوئی آخر
دشمن کی فوج بہت بڑھ کر تھی تاب مقاومت نرہی سب کے سب شہید ہوئے نفس زکیہ
کے پاس ذوالفقار تھی منصوری فوج نے ذوالفقار کو اور سر مبارک نفس زکیہ کو منصور
کے پاس روانہ کیا۔ جسد شریف کو اونکی بہن زینب اور بیٹی فاطمہ نے پوشیدہ جنت البقیع
مین دفن کیا لیکن مطری کے قول سے اونکا دفن اوسی مقام مین ہوا جہان اون کا
قبہ ہے اور نفس زکیہ کی شہادت مشہد سنان بن مالک الحذری کے قریب احجار
زیت کے نزدیک ہوئی۔

قبہ عم سیدنا علی العریضی یہہ قبہ مدینہ سے احد کو جاتے وقت دہنے
طرف ملتا ہے راستے سے ذرا فاصلہ پر ہی۔ مدینہ مین اونکا عرس ہوتا ہے اس عرس مین
لوگ بڑا تکلف کرتے ہین۔ محرر سطور کو اونکی زیارت کا اتفاق ہوا نہین۔ اور مزید حالات
کی تحقیق کا قابو ملا نہین۔ نہ سید سمہودی نے اوسکا ذکر کیا نہ شیخ الہند نے اور نہ صاحب
قوت الارواح نے۔

آداب زیارت بقیع الغرقد

بقیع شریف مین پہلے کسکی زیارت کرنا چاہئے اور پھر بقدر تفاوت مراتب و خصوصیات
کس کسکی زیارت علی الترتیب کرنا اسمین علما کو اختلاف ہے اس امر کو نظر غور سے دیکھین

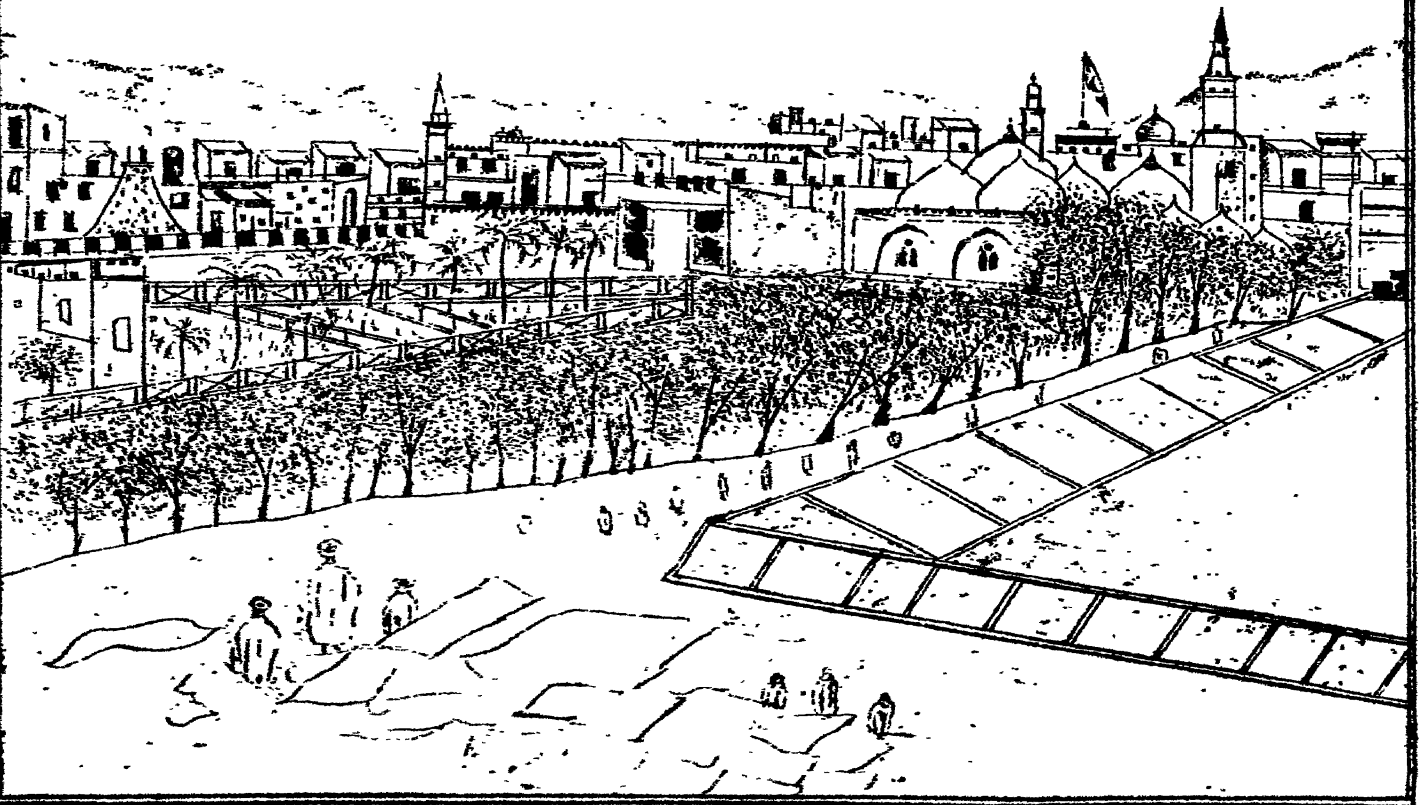
تو یہ امر ہرگز قابل بحث واختلاف نہیں تقدیم وتاخیر کثرت وقوف اور کثرت دعا زائر کے مراتب ذوق وشوق اور مدارج عشق ومحبت پر موقوف ہے لیکن قرین انصاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ زائر داخل باب البقیع ہوتے ہی پہلے عموماً ایک سلام ان الفاظ میں پڑھے السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ما توعدون وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون یغفر اللہ لنا ولکم انتم لنا سلف ونحن بالاثر اللھم اغفر لاھل بقیع الغرقد اللھم لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم اوسکے بعد راست دار عقیل پر جائے جہاں قبہ عقیل ہے یہ موقع حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اور مقام اجابت دعا کا ہے اس مقام پر دیر تک کھڑا ہو کر اہل بقیع کے لئے عموماً دعا کرے اور پھر اپنے لئے بر آمد مقاصد دینی ودنیوی کی دعا کرے۔

حدیث شریف میں آیا ہے من سرہ ان یکتال بالمکیال الاوفی اذ صلی علینا اھل البیت فلیقل اللھم صل علی سیدنا محمد نبی الامی وازواجہ امھات المؤمنین وذریتہ واھل بیتہ کما صلیت علی ابراھیم انک حمید مجید۔ جیسا حضور نے اس درود شریف میں جمیع کامل ثواب پانے کا طریقہ بتلایا گیا ہے دعای صلوٰۃ کے لئے اپنی ذات شریف کے بعد امہات المومنین کو اور پھر اہلبیت کو شمار فرمایا ہے تحصیل ثواب کامل زیارت کے لئے زائر کو بھی چاہیے کہ اسی طریقہ کا اتباع کرے دار عقیل کی دعا سے فارغ ہو کر راست قبۃ الازواج پر آئے

کہ وان محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معدن علم حضرت صدیقہ رضی اللہ
عنہا ہین۔ یہان ہر ہر بی بی کا نام لیکر دعا کرے یہان جو بی بیان مدفون ہین وہ حسب
روایات راجح حضرت صدیقہ عائشہ بنت ابی بکر۔ حفصہ بنت عمر۔ سودہ
بنت زمعہ۔ زینب بنت جحش۔ ام حبیبہ بنت ابی سفیان۔ ام سلمہ۔ صفیہ
بنت حیی۔ جویریہ بنت حارث اور زینب بنت خزیمہ ہین۔ یہان سے فارغ
ہو کر قبہ اہل البیت پر آئے اور حسب تعلیم امام الہمام جعفر الصادق علیہ السلام دروازے پر کھڑا ہو کر
کلمہ شہادت پڑہے پھر داخل دروازہ ہو کر اللہ اکبر تیس مرتبہ پڑہے پھر سکون
اور وقار سے دو قدم بڑہے اور بڑہنے مین قدم بقدم چلے پھر کھڑے ہو کر اللہ اکبر
تیس مرتبہ پڑہے پھر قبور سے نزدیک ہو کر اللہ اکبر چالیس مرتبہ پڑہے پھر کہے السلام
علیکم یا اهل بیت الرسالة و مختلف الملائكة و مهبط الوحي و خزان
العلم و منتهى الحلم و معدن الرحمة و اصول الكرم و قادة الامم و عناصر
الابرار و دعائم الاخيار و ابواب الايمان و امناء الرحمن و سلالة خاتم
النبيين و عترة صفوة المرسلين و رحمة الله و بركاته السلام على ائمة
الهدى و مصابيح الدجى و اعلام التقى و ذوي الحجج و النهى و رحمة الله و
بركاته السلام على محال رحمة الله و ساكن بركة الله و معادن حكمة الله
و حفظة سر الله و حملة كتاب الله و ورثة رسول الله و رحمة الله و بركاته
السلام على الدعاة الى حكم الله و الادلاء على مرضاة الله و المظهرين لامر

الله ونهيه والمخلصين في توحيد الله ورحمة الله وبركاته اني مستشفع بكم ومقدمكم امام طلبي وارادتي ومسئلتي وحاجتي اشهد الله اني مومن بسركم وعلانيتكم واني ابرا الى الله تعالى من عدو محمد وآل محمد من الجن والانس صلى الله على محمد وآله الطيبين الطاهرين وسلم تسليما كثيرا كثيرا ۔ پھر ہر قبر پر پڑھے اور صاحب قبر کے نام سے سلام پڑھے اور آخر میں توسل ان حضرات کے اپنے لئے دعا کرے ۔ اوسکے بعد قبۃ البنات قبہ سیدنا ابراہیم کی زیارت کرے اور اوسکے بعد سیدنا عثمان بن عفان اور پھر قبہ عقیل میں سیدنا عبد اللہ بن جعفر سیدنا عقیل سیدنا ابو سفیان بن الحارث کی زیارت کرے اوسکے بعد امام مالک اور امام نافع کی زیارت کرے اور قبہ نافع کی زیارت میں ابو شحمہ عبد الرحمن اوسعد پر سلام پڑھے قبہ عقیل میں سیدنا عباس بن عبد المطلب و فاطمہ بنت اسد اور فاطمۃ الزہرا پر بھی سلام پڑھے ۔ پھر حلیمہ سعدیہ پر سلام پڑھے پھر سیدنا ابو سعید الخدری پر قبہ فاطمہ بنت اسد میں فاطمہ بنت اسد پر اور سعد بن معاذ پر سلام پڑھے اسکے بعد حصار قبور شہداء احد کیطرف جو وسط البقیع میں ہے رجوع کرے اور سلام پڑھے اور پھر قبہ عمات النبی پہ آئے اور حضور کے ہر دو پھپیون پر سلام پڑھے اور پھر جنت البقیع مین اولیاء اللہ اور اپنے اہل قرابت و محبت سے کوئی ہون تو اون پر سلام پڑھے ۔

مشہد سیّدنا حمزہ و جبل واحد


مشهد سيدنا حمزه رضي الله عنه وجبل أحد

جبل احد کے دامن مین جناب سیدالشہدا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا قبر ہے
اور سرہانے مصعب بن عمیر کی قبر ہے۔ بعضے کہتے ہین کہ سیدنا حمزہ کی قبر مین مصعب بن عمیر
اور عبداللہ بن جحش مدفون ہین۔ اسعود تمین معلوم نہین کہ سرہانے والی قبر کسکی ہے۔ جبل احد
کے فضائل مین اور شہداء احد کے مناقب مین بہت سے روایات آئے ہین حضور نے
بارہا فرمایا ہے ھذا جبل یحبنا ونحبہ یعنے یہہ جبل احد ہمسے محبت رکھتا ہی
اور ہم اوس سے محبت رکھتے ہین۔ انس کی روایت مین ہے کہ حضور نے فرمایا جبل
احد ہمکو دوست رکہتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین اور وہ جنت کے دروازونسے
ایک دروازہ پر ہے اور یہہ جبل عیر ہمسے عداوت رکھتا ہے اور ہم اوس سے دشمنی
رکھتے ہین اور وہ دوزخ کے دروازون سے ایک دروازے پر ہی۔ نووی رح کہتے ہین
کہ یہہ محبت وعداوت امر حقیقی ہین اور اسی سبب سے جنت اور دوزخ کا استحقاق پیدا ہوا
اور وجدان محبت وعداوت بہ نسبت جبال کے مثل حکم تسبیح کے ہے بہ نسبت کل جمادات
وغیرہ کے جیسے کہ فرمایا وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ محققین علما کا یہہ
مذہب ہے کہ حضور کی بعثت صرف جن وانس کیطرف نہین بلکہ کل عوالم حتے کہ نباتات
اور جمادات اوسمین شامل ہین۔ حضور کا یہہ فرمانا ای احد تو ساکن ہو جا کیونکہ تجھپر نبی ہی
اور شہید اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ پہاڑ کو اسقدر علم وعقل تھی جس سے حضور کے
خطاب کو سمجھے حجر وشجر جواب کو دیکھکر سلام کرتے تھے اور اقرار رسالت کرتے تھے
اور نیز استن حنانہ کا قصہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ سارے اشیا مین لوازم عشق و

محبت اور فہم و عقل مودع ہین۔ مدینہ طیبہ مین بنی نوع انسان دو قسم پہ تھے مومن اور منافق ایسا ہی جبال وغیرہ بھی دو قسم پر ہوے احد جبال جنت سے مومنون کا طرفدار رہا اور عیر جبال دوزخ سے منافقون کا جانب دار۔ احد جنتیون کے ساتھ جنت مین ہوگا اور عیر منافقون کے ساتھ دوزخ مین۔ اور فی الواقع احد کو دیکھنے سے ولولہ محبت دلمین پیدا ہوتا ہے اور دلکو ایک قسم کی تسکین اور انبساط حاصل ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے جبل عیر کو دیکھنے سے ایک تکدر خاطر اور ضیق قلب پیدا ہوتا ہے طبیعت پریشان ہوتی ہے اور وحشت غالب ہوجاتی ہے جبل احد کی نورانیت اور جبل عیر کی ظلمانیت کسی سے جسنے اونکو دیکھا ہو پوشیدہ نہین۔ کہتے ہین کہ انس بن مالک کی بی بی زینب بنت نبط اپنے اولاد سے ہمیشہ فرمایش کرتی تھی کہ جبل احد کے نباتات سے اوس کے لئے کچھ لایا جائے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ چار پہاڑ جنت کے پہاڑون سے ہین اور چار ندی جنت کی ندیون سے ہے اور چار ملاحم یعنے مصاف قتال ملاحم جنت سے اصحاب نے اوسکی تشریح اور تصریح چاہی تو فرمایا جبل احد ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین یہ جبال جنت سے ہے۔ ورقان جبال جنت سے ہے طور جبال جنت سے ہے لبنان جبال جنت سے۔ اور ندیون سے نیل فرات جیحون اور سیحون ہین۔ اور مصاف قتال سے بدر۔ احد خندق اور حنین۔ انس بن مالک سے ایک روایت آئی ہے کہ حضور نے فرمایا طور پر جب رب العزت کی تجلی ہوی تو اوسکے چھے ٹکڑے اوڑے تین مدینہ مین پڑے اور تین مکہ مین جو مدینہ مین گرے وہ جبل احد

جبل ورقان اور جبل رضوی ہے اور مکہ مین حرا جسکو اب جبل نور کہتے ہین ثبیر اور
ثور۔ ورقان اور رضوی مکہ کے راستہ مین مدینہ سے قریب ہین اور ثبیر منا کے پہاڑ کا نام
ہے۔ جبل احد پر ہارون علیہ السلام کی قبر ہے۔ موسی اور ہارون علیہما السلام حج کو یا عمرہ
کو مکہ آئے تھے واپس جب مدینہ پہنچے تو ہارون علیہ السلام قضا کر گئے اونکو حضرت سیدنا
موسی علیہ السلام نے احد پر جہان اونکا خیمہ تھا دفن کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جس راستہ سے پہاڑ پر چڑہتے تھے وہ مقام متعین نہین جبل احد کے وہان
مین ایک غار ہے جسمین حضور چھپے تھے اور ایک پتھر پر حضور کے سر مبارک کا نشان
ہے۔ شہدا احد کی تعداد بقول صحیح ستر ہے اور مشہد نا سیدنا حمزہ کے مغرب مین ایک
احاطہ ہے جسمین قبور شہدا ہین مگر اونکے نشان نہین حدیثون مین آیا ہے کہ چھیالیس
سال کے بعد بعض شہدای احد کے قبور کا کشف ہوا تو اونکے لاشے بالکل تازہ نظر
آتے گویا کل کے دفن کئے ہوے تھے اور بعضون کی صورت یہہ دیکہی گئی کہ ہاتھہ
جراحت پر رکہا تہا ہاتھہ ہٹایا تو زخم سے تازہ خون جاری ہوا اور پہر چھوڑ دیا تو ہاتھہ
زخم پر جا لگا اور خون بند ہوگیا اور اکثر کشف قبور شہدای احد اوسوقت ہوا جبکہ نہر
معاویہ لائی گئی۔ قبۃ الثنایا وغیرہ کا ذکر مساجد مین گذر چکا ہے۔ مدینہ سے احد کو جانے
کی راہ مین دو جا سے چار دیواری ہے جسکا حصار نصف قد آدم ہوگا یا اوس سے
بھی کم۔ کہتے ہین کہ حضور احد کو آتے جاتے وہان آرام لیتے تھے غالبا یہہ قدیم مساجد
کے مقام ہین جواب شکستہ ہین

ابیار المدینہ

مدینہ منورہ مین بہت سے باولیان ہین جس سے حضورؐ نے وضو اور طہارت فرمائی ہر
نمازی کو چاہئے کہ اونکا پانی پیئے۔ اور وضو کرے۔ ان باولیون سے سات باولی مشہور
ہین بیر اریس۔ بیر غرس۔ بیر رومہ۔ بیر بضاعہ۔ بیر بصہ۔ بیر حا۔ بیر العہن

(۱) **بیر الاریس** اریس ایک یہودی کا نام تھا اوسکے معنے لغت شامی مین کاشتکار
کے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوے کے پانی سے وضو فرمایا
اور اوسکی مینڈ پر بیٹھ کر پاؤن باولی مین چھوڑے تھے آپ کے ساتھ خلفای ثلاثہ بھی اسی
طرح بیٹھے تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر جسپر (محمد رسول اللہ)
کندہ تھا اور جس سے خطون پر مہر کرتے تھے حضورؐ کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کے پاس
تھی اور اونکے بعد فاروق اعظمؓ کے نزدیک تھی اور اونکے بعد حضرت ذوالنورینؓ کو ملی اور
اون کے ہاتھ سے اسی باولی مین گری۔ تین دن تک اوسکا پانی نکالتے رہے مہر کو ڈھونڈتے
رہے مگر ملی نہین اور اوسکے گم جانے سے فتنون کا آغاز ہوا جیسے حضرت سیدنا سلیمان علی
نبینا وعلیہ السلام کی مہر گم ہو جانے سے اونکی دولت کا زوال ہوا ایسا ہی مہر نبوی گم ہونے
سے خلافت عثمانی مین فتنہ وفساد شروع ہوا اور لوگ خلاف کرنے لگے بعض کہتے
ہین کہ خلافت عثمانی مین یہ مہر معیقیب رضی اللہ عنہ کے پاس رہا کرتی تھی اونھین کے
ہاتھ سے مہر باولی مین گری اور بعض کہتے ہین حضرت عثمان کے ہاتھ سے گری صاحب
قوت الارواح دونون روایتون کو یون جمع کرتے ہین کہ حضرت عثمان اور معیقیب ہردو

بیراریس پر بیٹھے تھے معیقب مہر رکھنے مین حضرت عثمان کے نائب تھے حضرت عثمان نے مہر کو اونکو دینا چاہا اور معیقب نے اوسکو لینا چاہا دینے مین حضرت عثمان سے تغافل ہوا اوسکے لینے مین معیقب سے آخر مہر باولی مین گر گئی دینے مین تغافل کرنے سے مہر کے گرانے کی نسبت ذوالنورین طرف کیجاتی ہے اوسکے لینے مین تغافل کرنے سے معیقب کیطرف۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب شریف اس باولی مین ڈالا کہتے ہین لیکن یہہ بات ثابت نہین۔ یہہ باولی قبا مین مشہور ہے اوسکا پانی نہایت شیرین ہے۔ ابن النجار لکھتے ہین اس باولی کا عمق چوبیس ہاتھہ اور ایک بالشت ہے پانی کا عمق اڑہائی ہاتھہ ہے اوسکی چوڑائی پانچ ہاتھہ کی ہے اسکی مینڈ جسپر حضور بیٹھے تھے تین ہاتھہ کے قریب ہے۔ اس باولی مین سیڑہی نہین ڈول سے پانی نکالا جاتا ہے۔

(۲)، بیر غرس۔ یہہ باولی مسجد قبا کے مشرقی جانب مین آدہے میل پر شمالی جہت مین ہے اس باولی کو سعد بن خیثمہ کا کنوان کہتے ہین۔ اس مین پانی بہت کم رہتا تھا تھوڑا پانی بھرنے سے کنوان خالی ہوجاتا تھا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باولی سے ایک ڈول پانی منگوایا وضو فرما کر اس پانی کو باولی مین ڈالا اور اپنا مبارک لعاب بھی اوسمین ڈالا کسی نے شہد لاکر حضور کو تحفہ دیا تھا حضور نے اسکو بھی باولی مین ڈالا اوسکے بعد اس باولی کا پانی کبھی کم ہوا نہین۔ بعض اوقات حضور کے پینے کے لئے اس باولی سے پانی لیجاتے تھے۔ حضور نے حضرت علی رضہ کو

وصیت کی تھی کہ آپ کے وفات کے بعد آپ کو بیر غرس کے پانی سے غسل دیا جاوے
ایک روز حضور نے اس باولی کے مینڈ پر بیٹھکر فرمایا مین نے خواب مین دیکھا کہ
صبحکو مین بہشت کے کنوؤن سے ایک کنوے پر بیٹھونگا اور مجھکو بیر غرس پر بٹھیا
اوسکا یہہ مفہوم ہے کہ بیر غرس جنت کا ایک کنوان ہے اس کنوے کا عرض دس
ہاتھہ کا ہے اور عمق سات ہاتھہ پانی کا عمق دو ہاتھہ کا ہے اوسکا پانی نہایت شیرین ہے
یہہ کنوان ضائع ہوا تھا اوسکی مرمت سنہ سات سو کے بعد ہوئی سمہودی کہتے ہین کہ
سنہ ہجری مین اس کنوین کی مرمت ہوئی جس باغ مین یہہ کنوان ہے اوسکے اطراف
دیوار بنائی گئی۔ کنوین کے اندر اوترنے کے لئے باہرکے اندر سے اور باہر سے سیڑہیان
بنائی گئین۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہی کہ حضور اپنی زندگی مین بیر غرس کا پانی
پیتے تھے اور بعد انتقال حسب وصیت اوسکے پانی سے آپکا غسل ہوا۔
(۳) بیر رومہ اسکو بیر عثمان بہی کہتے ہین۔ اس کنوین کو قلیب
المزنی کہتے تھے حدیث شریف مین آیا ہے نعم القلیب قلیب المزنی
یعنے بہتر کنوان قلیب المزنی ہے۔ یہہ کنوان وادی عقیق مین مسجد القبلتین کے
شمالی جہت مین کسیقدر فاصلہ سے ہے حسب مشاہدہ محرر سطور اوسکا عرض
آٹھہ ہاتھہ کا ہے پانی وفور سے ہے اور شیرین اور شفاف بہی ہے۔ اوس کے
اطراف کمر برابر مینڈ ہے اوسکے بازو ایک مسجد ہی اوسکو مسجد عثمان کہتے ہین مسجد
کے روبرو ایک حوض ہے صاحب توثیق الاعلام کہتے ہین کہ حج کے موسم مین جب

جب قافلہ وہان اترتا ہے تو حوض کو پانی سے بھر دیتے ہین اوسمین مسجد کا ذکر سوائے صاحب قوت الارواح کے کسی نے کیا نہین۔ یہہ کنوان ایک یہودی کے ملک سے تھا وہ پانی بہت گران قیمت سے فروخت کرتا تھا حضور نے فرمایا جو شخص اسکو خرید کر کے مسلمانون پر وقف کریگا اوسکے لئے بہشت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آدہا کنوان بارہ ہزار درہم کو خرید کیا اور یہودی اس امر پر راضی ہوا کہ کنوان ایک روز مسلمانون کے تصرف مین رہے اور ایک روز اسی یہودی کے مسلمان اپنی باری کے روز دو دن کا پانی بھر کر رکھ لیتے تھے اور یہودی کے باری کے دن کوئی شخص پانی بھرتا نہ تھا یہودی اس سے ناراض ہوا آخر دوسرا نصف بھی حضرت عثمان کو آٹھ ہزار درہم کو فروخت کر دیا اور ساری باولی مسلمانون پر وقف ہوگئی یہہ کنوان میدان مین ہے جہان سیل جمع ہوتی ہے اوسکے پاس یہودیون کا معبد تھا جسکے ویران ہونے پر مسجد بنائی گئی جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ مسجد کب بنی معلوم نہین لیکن بیر عثمانی کے پاس ہونے سے مسجد کو مسجد عثمان کہتے ہین۔ اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ باولی بنی غفار سے ایک آدمی کے ملک سے تھی حضور نے اسکو خرید کر کے مسلمانون پر وقف کرنے والے کو جنت کی بشارت دی تو حضرت عثمان نے اوسکو پینتیس ہزار درہم کو خرید فرمایا اور مسلمانون پر وقف کیا۔

(۴) **بیر بضاعہ**۔ بضاعہ ایک باغ کا نام ہے اوس باغ مین یہہ باولی ہونے سے اوسکو بیر بضاعہ کہتے ہین۔ بعض کہتے ہین بضاعہ بنی ساعدہ کے ایک گھر کا

نام تھا اور یہہ باولی اوس گھر مین تھی۔ یہہ کنوان بیرحا کے غربی جانب مین شمال کے سمت ہے۔ حضور نے اوسکا پانی پیا ہے اوسمین اپنا مبارک لعاب اور بس ماندہ وضو بھی ڈالا ہے۔ کوئی بیمار ہوا تو اوسکو تین روز اوس باولی کے پانی سے غسل کرنے کو فرماتے تھے اوسکو شفا ہوتی تھی اوسکا پانی شیرین اور شفاف ہے اس باولی کا عمق گیارا ہاتھ اور ایک بالشت ہے پانی کا عمق دو ہاتھ سے کچھہ زیادہ ہے عرض چھہ ہاتھہ کا ہے۔ صاحب فتوحات الارواح فرماتے ہین کہ جس باغ مین یہہ باولی ہے اوس باغ مین اور ایک باولی غیر مستعمل ہے اور اس مستعملہ باولی کا پانی اونٹون کے موٹھہ سے کھینچتے ہین۔ یہی ماثور باولی ہے۔ وہان ایک مسجد بھی ہے جسکو مسجد آل علوی کہتے ہین۔ یہہ مسجد ماثور نہین۔ صاحب جذب القلوب فرماتے ہین کہ باب شامی کے نزدیک مشہد حمزہ کو جانے والے کے دہنے جانب باولی ہے۔

(۵) **باولی بصہ** ایک دفعہ کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر کو گئے تھے بیر کے پتے سے سر مبارک دہوکر اس باولی کے پانی سے غسل کیا۔ سر کا غسالہ اور بال جو سر مبارک سے نکلے ہے اوس کنوین مین ڈالے۔ یہہ باولی ایک باغ مین ہے اوس باغ مین دو باولیان ہین ایک بڑی اور دوسری چھوٹی۔ بڑی باولی بقیع سے قریب ہے بقیع سے قبا کو جانے کی راہ مین واقع ہے اوسکا عمق گیارہ ہاتھ ہے اور عرض سات ہاتھ۔ یہہ باولی پتھر سے باندہی ہوئی ہے۔ چھوٹی باولی کا عرض چھے ہاتھ ہے اوسمین اوترنے کی سیڑہیان بندہی ہین۔

ابن النجار کے بیان سے بڑی باولی ماثور کنوان ہے۔ اور سمہودی کے بیان سے چھوٹی باولی ماثور ہے۔

(۶) **بیرحاء**۔ مسجد نبوی کے شمالی جہت مین ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا۔ حضور اکثر اوس باغکو جایا کرتے تھے اوسکے درختون کے سایہ مین تشریف رکھتے اور کنوین کا پانی پیتے تھے۔ اس باغ مین یہہ کنوان ہے۔ بعض کہتے ہین کہ بیرحا کنوین کا نام ہے اور بعض کہتے ہین باولی کا۔ یہہ باغ مدینہ کے شہر پناہ کے شمالی جہت مین ہے شہر پناہ کے اور اوسکے درمیان راستہ ہی۔ باولی کا عمق بیس ہاتھہ کا پانی کا عمق گیارہ ہاتھہ کا ہے۔ باولی کا عرض ساڑھے تین ہاتھہ ہی اوسکے قبلہ کے سمت ایک جدید مسجد ہے اس باولی کا پانی نہایت شیرین ہی اور باغ کی ہوا نہایت تفریح بخش۔ ابوطلحہ نے اس باغ کو اپنے اہل قرابت پر ایثار کیا تھا حسان اونکے اہل قرابت سے تھے اپنا حصہ معاویہ کے ہاتھہ فروخت کیا۔ لوگون نے حسان سے پوچھا کہ کیون ابوطلحہ کے صدقہ کو فروخت کرتا ہے تو کہا کہ معاویہ ایک صاع کھجور کو ایک صاع درہم سے خریدکرتا ہی تو پھر مین کیون نہ فروخت کرون۔ اس باغ مین معاویہ نے ایک حویلی تیار کی اور ابوجعفر منصور نے بھی ایک حویلی بنائی۔

(۷) **بیرالعہن**۔ یہہ کنوان عالیہ مین مشہور ہے وہان زراعت ہوتی ہے اوسکے پاس بیر کا درخت ہے مطری کا بیان ہے کہ پہاڑ کے پتھر مین اس

کنوین کو تراشا ہے اوسکا پانی کم نہین ہوتا زین المراغی کا بیان ہے کہ وہان بیر کا درخت باقی نہین۔ سید سمہودی کہتے ہین کہ اس باولی کے ماثور ہونے پر کوئی سند نہین۔ صاحب قوت الارواح کہتے ہین بیر عہن مسجد قبا کے شرقی جانب مین ایک بڑے باغ مین ہے اوسمین بہت سے درخت ہین زراعت بھی ہوتی ہی کنوین کا پانی اونٹون سے کھینچتے ہین۔

صاحب قوت الارواح نے سمہودی کے بیان کے حوالہ سے اور چھوڑے باولیونکا ذکر کیا ہے ہم بھی اوسکا ذکر کرتے ہین۔

(۸) **بیر جمل** ابن زبالہ کی روایت ہی کہ حضور نے اس باولی سے وضو کیا مجد الدین کہتے ہین کہ یہہ کنوان وادی عقیق کے اخیر مین ہے۔ سمہودی نے اوس کو قبول نہین کیا اور کہا اوس کا مقام معلوم نہین۔ مطری بھی کہتے ہین کہ اوسکا مقام معلوم نہین۔

(۹) **بیر الیسیرہ** جاہلیت مین اوسکا نام بیر العسیرہ تھا حضور نے اوسکا نام بدلدیا اوس سے وضو کیا برکت کی دعا کی اور اوسمین اپنا لعاب مبارک ڈالا یہہ باولی اب اس نام سے مشہور نہین غالبا وہی بیر عہن ہے۔

(۱۰) **بیر السقیا** جہان یہہ باولی ہے اوسکا نام فلجان ہے اور باولی کا نام سقیا۔ یہہ باولی ذکوان بن عبد قیس الزرقی کے ملک سے تھی اوسکو سعد بن ابی وقاص نے بعاوضہ دو اونٹ کے خرید کیا۔ حضور کے پینے کے

سے لئے اوسکا پانی لایا جاتا تھا آبیار علی کو جانے والے کے بائین طرف یہہ کنوان ہے
پہاڑ کے پتھروں سے کھود کر نکالا گیا ہے۔

(۱۱) بیر انا۔ یہہ باولی مسجد بنی قریظہ کے پاس ہے۔ اب اوسکا نشان نہین

(۱۲) بیر انس۔ یہہ باولی انس بن مالک بن النضر کی ہے اوسکو بیر مالک بن النضر بھی کہتے ہین۔ اس کنوے مین حضور نے اپنا لعاب ڈالا ہے۔ جب حضور انس کے گھر کو جاتے تھے تو دودہ مین اس کنوے کا پانی ملا کر حضور کو پلایا جاتا تھا صاحب قوت الارواح کہتے ہین کہ مدینہ مین ایک رباط ہی جسکو رباط انس کہتے ہین اوسمین ایک باولی ہے اوسی کو بیر انس کہتے ہین جمعہ کے روز کوئی بیمار اوس سے غسل کرے تو اوسکو شفا ہوتی ہے۔

(۱۳) بیر ایوب۔ بیر رباطیہ کے شرقی سمت مین ابو ایوب کے طرف منسوب ہے۔

(۱۴) بیر جاسوم یا بیر جاسوم ابو الہیثم بن التیہان کی باولی ہے جو اونکے مکان مین تھی حضور نے اوسکا پانی پیا ہے۔

(۱۵) بیر حلوہ یہہ کنوان آمنہ بنت سعد کی گلی مین تھا اس باولی کی وجہ سے اس کوچہ کو زقاق حلوہ کہتے تھے۔ اب وہ باولی معلوم نہین۔

(۱۶) بیر زمزم۔ یہہ کنوان فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کے طرف منسوب ہے اوسکا پانی مثل زمزم مسجد الحرام کے تبرکا لیجایا جاتا ہے۔ سمہودی کہتے ہین کہ

بیراہاب اسی کا نام ہے۔

(۱۷) بیر العقبہ۔ اوسکا حال اور مقام معلوم نہین۔

(۱۸) بیر ابی عینہ: مدینہ سے ایک میل پر بیر السقیا کے قریب ہی

(۱۹) بیر القراصہ۔ اسکا حال اور مقام معلوم نہین۔

(۲۰) بیر القریصہ: مسجد القراصہ کے پاس ایک باولی ہے اوس کو قریصہ کہتے این۔

(۲۱) بیر القف۔ زرین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اور شیخین جس باولی کے مینڈ پر پاؤن چھوڑے بیٹھے تھے وہ بیر القف ہے نہ کہ بیر اریس لیکن یہ قول صحیحین کے خلاف ہے۔

(۲۲) بیر معاویہ: مسجد جلہ کو جانے کی راہ مین ایک باغین یہ کنوان ہے اوسکا پانی کھارا ہے کہتے ہین کہ ایک جمعہ کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لائے پانی بھرنے کو ئی ڈول یا رسی نتھی۔ کنوین کا پانی خود بخود جوش کھا کے اُبل آیا حضور نے اوس سے وضو کیا۔ کہتے ہین کہ اب بھی ہر جمعہ کو اوس کا پانی اوبل کر اوپر آتا ہے۔

(۲۳) بیر غرس۔ یہ باولی بیر غرس کے متصل ایک باغ مین ہے مدینہ کے لوگ اس کو بھی ماثور سمجھتے ہین۔

(۲۴) بیر فاطمہ: مسجد نبوی کے صحن مین نخیل فاطمہ کے قبلہ کے جانب

ایک چھوٹی باولی ہے۔ چرخ لگا کے اوسکا پانی بھرتے ہین اوسکو مدینہ والے کوثر کہتے ہین۔ لیکن اوسکا ذکر کسی مورخ حالات مدینہ نے کیا نہین۔ مولانا قاضی الملک مرحوم اپنی کتاب قوت الارواح مین صرف اسقدر لکھتے ہین کہ مسجد نبوی کے صحن مین ایک باولی ہے اوسکا ذکر سید السمہودی کی کتابون مین نہین۔ مسجد شریف کی مرمت جو اخیر زمانہ مین بعہد سلطنت سلطان عبد المجید خان مرحوم ہوی اُن ایام کے حالات کے متعلق لکھتے ہین قبور شریف کے بائین کے طرف جالی کے باہر جو مکان تھا اوسکو وسیع کرنے کے لئے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے متصل جدھر باب جبریل ہے دیوار کے پایہ کے واسطے زمین کھودی گئی وہان ایک کنوان نکلا اور پتھرون کو رکھکر دیوار بنائی گئی تھی۔ پتھرون کو اوٹھانے سے کنوان پیدا ہوا اہل مدینہ اوسکو بیر فاطمہ کہنے لگے اوس کا پانی تبرکا پیا پھر اوسکو پتھرون سے بند کرکے زمین کو ہموار کیا۔ بیر حمل کی جہت جو تحقیق کی ہے اوس سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ یہہ کنوان وہی بیر حمل ہی بعض لوگ بیر اباب اسی کو کہتے ہین۔

عین الزرقاء۔ یہہ ایک نہر ہے جو قبا کے نخلستانون کے درمیان سے آتی ہے۔ جسوقت مروان بن الحکم ریاست معاویہ بن ابی سفیان مین عامل مدینہ تھا اوس نے اس نہر کو حسب الحکم معاویہ مدینہ مین جاری کیا اس نہر کا پانی نہایت لطیف صاف شفاف اور شیرین ہے سارے مدینہ مین یہی پانی پیا جاتا ہی۔ جا بجا اُس

کے منہل ہین۔

وادی العقیق مدینہ کے وادیون سے مشہور اور مبارک تر وادی وادی العقیق ہے اوسکی ابتدا مدینہ منورہ کے قبلہ کے جانب ایک روز کی مسافت سے پھر ذی الحلیفہ پر سے ہوتا ہوا بیر رومہ کے مغرب مین مدینہ منورہ تک پہنچتا ہے اوسکے فضائل مین بہت سی حدیثین وارد ہین حضور نے ایک وقت فرمایا آجکی شب ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور کہا صل فی ھذا الوادی المبارک یعنے اس مبارک وادی مین نماز پڑہ۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے العقیق وادی مبارک یعنے عقیق مبارک وادی ہے۔ حضرت انس کہتے ہین کہ ایک روز مین حضور کے ساتھہ وادی عقیق کو گیا حضور نے فرمایا ای انس اس وادی کے پانی سے طہارت کے ظرف کو بھر لے کہ مین اس کو دوست رکھتا ہون اور یہہ وادی مجھہ کو دوست رکھتا ہے۔ اس وادی مین جبل عقیق ہے جس سے حرم شریف کے لئے پتھر تراشے گئے تھے۔

یہہ سب وہ متبرک مقامات ہین جنکا کچھہ نہ کچھہ ذکر احادیث مین آیا ہے اور فی الحقیقت مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک جسپر حضور کا گذر ہوا ہے ہر ایک چپہ زمین قابل زیارت اور مستحق اس امر کی ہے کہ اوس سے برکت اور سعادت حاصل کی جاسے۔

بہر زمین کہ نسیمی ز زلف اوزدہ است   ہنوز از دم آن بوی عشق می آید

فضایل زیارت حضرت ختم المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین

(۱) حدیث من زار قبری وجبت له شفاعتی ترجمہ۔ جسنے میری قبر کی زیارت کی اوس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اگرچہ حضور کی شفاعت مومنوںکو عام ہے لیکن یہان مقصود شفاعت خاص علاوہ شفاعت عام ہے۔

(۲) حدیث من زار قبری حلت له شفاعتی اس کا مفہوم بھی حدیث اول کا مفہوم ہے۔

(۳) حدیث من جاءنی زائرا لا تعمله حاجة الا زیارتي کان حقا علیّ ان اکون له شفیعا یوم القیمة ترجمہ جو میرے پاس زیارت کے لئے آئے اور اوس کو سوای میری زیارت کے اور کوئی مقصود نہو تو مجھہ پر حق ہے کہ قیامت مین اوسکی شفاعت کرون۔

(۴) حدیث من حج فزار قبري بعد وفاتي کان کمن زارني في حیاتي ترجمہ۔ جسنے حج کیا پھر میرے وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اوسنے میری زندگی مین میری زیارت کی

(۵) حدیث من حج البیت ولم یزرني فقد جفاني۔ یعنے جسنے حج کیا اور میری زیارت نکی البتہ اوسنے مجھہ پر ظلم کیا یعنے میری زیارت کرنا اوس پر میرا حق تھا جب اوسنے زیارت نکی تو میری حق تلفی کی اور حق تلفی ظلم ہے۔

(۶) من زارني الی المدینة کنت له شفیعا وشهیدا۔ ترجمہ جسنے مدینہ مین

میری زیارت کی مین اوسکے گناہون کے لئے شفیع اور اعمال صالحہ کا گواہ ہونگا اسی معنے مین اور ایک حدیث ہے من زار قبري كنت له شفيعا وشهيدا۔

(۷) من زارني متعمدا كان في جواري يوم القيمة ومن مات في احدى الحرمين بعثه الله من الآمنين يوم القيمة یعنے جسنے قصدا میری زیارت کی قیامت مین میرے ہمسایہ مین ہوگا اور جو شخص مکہ یا مدینہ سے کسی حرم مین مریگا۔ قیامت مین اللہ تعالی اسکو امن والی جماعت مین محشور کریگا۔

(۸) من حج حجة الاسلام وزار قبري وغزى غزوة وصلى في بيت المقدس لم يسأل الله عز وجل فيما افترض عليه یعنے جسنے حج اسلام ادا کیا اور میرے قبر کی زیارت کی اور جہاد کیا اور بیت المقدس مین نماز پڑہی تو خداوند عالم فرائض سے اوس سے کوئی سوال نکریگا یعنے بلا حساب وہ جنت کو جائیگا۔ شیخ الہند فرماتے ہین کہ احتمال رکہتا ہے کہ یہہ ثواب یعنے بلا حساب جنت کو جانا اعمال متذکرہ سے ہر ایک کیلئے ہو یا سب کے اجتماع پر واللہ اعلم۔

(۹) من حج الى مكة ثم قصدني في مسجدي كتبت له حجتان مبرورتان یعنے جسنے مکہ کو جاکر حج کیا پہر میری مسجد مین میری زیارت کا قصد کیا تو اوس کے اعمالنامہ مین دو حج مقبول لکہے جاتے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زیارت قبر شریف صرف مساوی حج مقبول کے نہین بلکہ زائر کے حج کے قبولیت کا سبب ہوتا ہے کیونکہ زیارت سے دو حج مقبول مرتب ہوتے ہین اور حج مبرور کا

بدلہ وجو با جنت ہے۔

(۱۰) من زارني ميتا فكانما زارني حيا ومن زار قبري وجبت له شفاعتي

يوم القيمة وما من احد من امتي له سعة ثم لم يزرني فليس له عذر

یعنے جسنے میرے انتقال کے بعد میری زیارت کی گویا اوسنے میری زندگی مین ملاقات

کی۔ اور جسنے میری قبر کی زیارت کی قیامت مین اوسکے لئے میری شفاعت واجب ہوئی

میری امت سے جسکو اخراجات سفر کی وسعت ہو اور پھر میری زیارت نکی ہو تو اوسکی

کوئی معذرت پذیرا نہو گی۔

(۱۱) من زار قبري بعد موتي فكانما زارني في حياتي ومن لم يزر

قبري فقد جفاني۔ یعنے جسنے میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کی

گویا اوس نے زندگی مین میری ملاقات کی اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی

اوسنے مجھ پر ظلم کیا۔

(۱۲) عن علی رضی اللہ عنہ۔ من سال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الدرجة والوسيلة حلت له شفاعته يوم القيمة ومن زار قبر رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان في جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے لئے درجہ اور وسیلہ کی دعا کی یعنے کہا اللھم ات محمد الوسيلة والدرجة

الرفيعة قیامت کے دن اوسکے لئے حضور کی شفاعت لازم ہوتی ہے اور جسنے

قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو (قیامت میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایہ میں رہیگا۔

مدینہ منورہ کی برکت

اس عنوان میں مجھ کو میرے عزیز شفیق بھائی مولوی حاجی حکیم محمد محی الدین حسین صاحب چیدہ دام فضلہ کے سفرنامہ حرمین کی تحریر بہت پسند آئی میں اوسی پر اکتفا کرتا ہوں اور ہر طرح سے مجھکو انکی اس تحریر سے اتفاق ہے وہ فرماتے ہیں "مدینہ منورہ جیسا بابرکت شہر دنیا میں نہوگا۔ گرانی کے اعتبار سے امساک بارش کے اعتبار سے ریل اور سمندر سے دوری کے اعتبار سے اگر دوسرا کوئی شہر ہوتا تو بالکل ویران ہوجاتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ برسات ہوکر سات سال ہوئے۔ الحمدللہ کنوے سب پانی سے لبریز ہیں چشمے اور عیون سب جاری ہیں دوکانوں میں ہر روز تازہ ترکاری نظر آتی ہے دنبہ کا گوشت ایسا فربہ اور شحیم ہے کہ ہند میں اگر بکرے چنا کھلا کر پرورش کریں تو ایسا سمین گوشت کہاں سے ملیگا۔ حالانکہ دنبہ کی غذا ہے صرف برسیم جو ایک قسم کا حشیش ہے یا سوکھے گھانس کے تنکے بعض جگہ انہیں دمبون کو میں نے دیکھا ہے کہ صرف ذمین چاٹتے ہیں اور پھر بھی تر تازہ۔ مدینہ منورہ کا پانی شیرینی خنکی۔ لطافت اور شفافی میں نظیر نہیں رکھتا۔ حرم نبوی میں متعدد سقا کوزوں میں پانی بھر کے رکھہ دیتے ہیں۔ ہزارہا آدمی جمع ہوتے ہیں جسکا شرکن معمولی جماعتوں میں پندرہ ہزار اور جمعہ میں تیس ہزار سے کم نہیں ہوسکتا۔ اتنے لوگ باوجود دیکھہ

حوض نہین چند مخصوص حنفیون سے جو حرم کے دروازون پر بنا دئیے گئے ہین وضو کر لیتے ہین۔ اسمین شک نہین کہ اکثر لوگ گھرون سے بھی وضو کر کے آتے ہونگے تاہم عقل دنگ ہے کہ ہزار ہا آدمی کیونکر اس تھوڑے سے پانی سے فارغ ہوتے ہین دو وارق کا پانی جو پینے کے لئے ہے صد ہا دوارق کیون نہو سب کو کافی ہو جانا اور پھر پانی بچ جانا حیرت ہے۔ مدینہ منورہ مین پانی کا اہتمام قدرتی ہے یہہ خدا داد برکت ہی ایک پانی پر کیا موقوف ہے۔ ہر چیز کی برکت خدا داد ہے۔ بازار مین دیکھا جاتا ہی چھوٹے چھوٹے زنبیلون یا ٹوکرون مین گیہون چانول آٹا دال لئے ہوے بقال بیٹھے ہین خیال ہوتا ہے کہ ایک دو شخص کی خریدی مین جنس تمام ہو جائیگی بسم اللہ بولکے کیلہ سے ناپ ناپ کے بقال دے رہا ہی بجای ایک کے دس لینے سے بھی جنس تمام نہین ہوتی[1]۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دوکان مین جو سیر تھا گھر لانے مین ڈیڑھ سیر ہو گیا پکانے مین دو سیر تو پیٹون مین جاکر تین سیر ہو جاتا ہے۔

مراجیون

لوگون مین سیر چشمی اور قناعت گویا مدینہ منورہ کا بانا ہے کیون نہو یہہ سب کچھہ حضور سرور کائنات صلعم کی دعا کی برکت ہے مسلم شریف مین بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ درختون کو پہلا پھل آیا تو لوگ حضور کی خدمت مین لایا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھل کو اپنے ہاتھہ مین لیتے اور خدا سے دعا

[1] بلکہ محرر سطور کے دیکھنے مین اور بھی اس قدر اضافہ ہوا کہ بقال نے دس آدمیونکو ناپ کر دیا پھر بھی ٹوکرے لبالب بھرے ہوے نظر آتے ہین گویا لا مقطوعہ کے پورے مصداق ہین ۱۲ منہ

کرتے کہ ای خدا ہمارے پہلون مین برکت دے۔ ہمارے مدینہ مین برکت دے ہمارے صاع مین برکت دے۔ ای اللہ ابراہیم تیرے بندے اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے مین تیرا بندہ اور تیرا نبی ہون اونھون نے مکہ کے لئے دعا کی مین مدینہ کے واسطے دعا کرتا ہون مکہ کی دوچند برکت مدینہ مین دے۔ مدینہ منورہ کی اقامت اور وہان کی مجاورت عجیب نعمت ہے دینی اور دنیوی حیثیت سے یہ شہر عجیب برگزیدہ اور ممتاز مقام ہے اللہ تعالی فرماتا ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ لوگون کے واسطے خواہشات اور شہوتون کو بڑی زینت دی گئی اور رونق دار کرکے بتائی گئی ہین عورتین اولاد خزینہ مالداری سونا اور چاندی عمدہ عمدہ گھوڑے مویشی اور کھیتیان یہ اسباب متاع دنیا ہے جو آدمی کا دلبر اور دل ربا اور گرویدہ کرنے والا سامان ہے اگر اندازہ سے کام لیا گیا ہرحال رب سنبھال اور دل بیار و دست بکار پر عمل ہے تو خدا کے نزدیک اچھا ٹھکانا اور بھلی جزا ہے۔ ہند مین ایک قسم کی عورتین ہین تو مدینہ منورہ مین دو قسم کی عورتین ہین حرہ اور آمۃ نکاحی بی بی اور مول خریدی لونڈی۔ مدینہ کے لوگ قوی قوت ہوتے ہین اور کثیر الاولاد ہین۔ اگرچہ مفلس زائد ہین مگر مالدار بھی ہین وہان کے اوسط گویا ہند کے مالدارون سے زائد فارغ العیش ہین۔ عربی گھوڑے تو مشہور ہین مویشی

مین اونٹ گائی بکریان اور گدہے عرب کی زندگی اور ثروت ہے۔ مدینہ منورہ مین باعتبار مکہ معظمہ کے زراعت زائد ہے۔ گیہون۔ جوار۔ باجرہ عمدہ عمدہ بقولات اور ترکاریان خاصکر کہجور کے باغات اسباب مالداری اور رفاہ عیش خیال کیے جاتے ہین۔ پانی کی تعریف تو سابق کے بیانات سے معلوم ہوگئی۔ مکانات دو منزلہ سہ منزلہ (بلکہ چار منزلہ و پنجمنزلہ) بہ بنے بنائے سجے سجائے فرش مکلل اونکو حاصل ہے باوصف اس بات کے کہ یہہ لوگ بلاد متمدنہ سے دور مین نہ ریل ہے نہ سمندر ان لوگون کی عجب عمدہ اور مہذب معاشرت اور زندگی ہے اون کا مکان مسند تکیہ اور فرش ضروری سے آراستہ رہتا ہی۔ یہہ لوگ بڑے خلیق ہین اونکے کہانے مین بہت لذت اور برکت ہے۔ غرض حب الشہوات مین بہی دنیوی حیثیت سے مدینہ منورہ برگزیدہ اور مختار شہر ہے دینی حیثیت سے مدینہ منورہ کو جو فضایل اور بزرگیان حاصل ہین وہ کسی شہر کو نہین۔ سب سے بڑی بزرگی ہمسایگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے فای نعمۃ اعظم لنا من اقامۃ بمدینہ

مدینہ کا پیداوار

(میوہ جات سے)

بطیخ یعنے خربزہ مقدار مین اوسی قدر ہوتا ہے جیسے ہند مین اور شکل و شباہت مین بہی ہمارے ملک کے خربزہ کے مانند ہی مگر ذایقہ مین زمین و آسمان کا فرق ہی قاطبۃً کل خربزے شیرین اور لطیف ہوتے ہین۔ شیرہ بہی کثرت سے ہوتا ہے

آدمی اوسکے کھانے سے سیر نہین ہوتا

حب حب یعنے تربزیہہ تو عجیب میوہ ہے صرف جلد ہری ہوتی ہے باقی کامل یاقوتی رنگ کا ہوتا ہے۔ مقدار مین چھوٹے بھی ہوتے ہین اور بڑے بھی۔ بڑے کی مقدار اتنی ہوتی ہے کہ اوسکا قطر ڈیڑہ قدم اور محیط یعنے دور ساڑھے چار پونے پانچ قدم کا ہوگا۔ شیرہ اس قدر ہوتا ہے کہ ایک بڑے تربز مین دس آدمی بسیری شیرہ پی سکینگے۔ شیرینی مین مصری کے مانند۔ اور لطافت ذائقہ پر موقوف ہے لطف یہہ کہ کتنا بھی کھایا جائے نزلہ اور سردی ہوتی نہین اکثر اوقات ہمنے سفر مین تربز سے ٹھنڈے پانی کے صراحیون کا کام لیا۔ برف کا غظر پانی پیاس کے وقت اس قدر فرحت بخش نہین ہوتا جیسا کہ تربز کی ایک قاش حجاز والے اس میوہ کے عاشق ہوتے ہین اور با فراط کھاتے ہین اور یہہ میوہ ہوتا بھی کثرت سے ہے۔ صدہا اونٹ تربز سے لدے ہوے آتے ہین۔

ثفاح یعنے سیب کہتے ہین کہ یہہ میوہ مدینہ مین ہوتا نہین طائف سے آتا ہے بہ نسبت مدینہ کے اور میوون کے یہہ طائفی سیب اسقدر قابل تعریف نہین۔

رمان یعنے انار یہہ میوہ خود مدینہ مین ہوتا ہے اور سارے دنیا کے انارون سے فائق ہے۔ مقدار مین بھی بڑا ہوتا ہے اور نہایت شیرین اور لطیف اوسکے دانے بڑے بڑے ہوتے ہین کسی مین پینج ہوتا ہے اور کسی مین نہین پینج ہوا بھی تو بہت نرم ہوتا ہے رنگ مین سرخ بھی ہوتا ہی اور سفید بھی۔

لیمون۔ دو قسم کا ہوتا ہے۔ حامض یعنے ترش۔ حالی یعنے شیرین۔

برتقان یعنے سنترا نارنج یعنے نارنگی معمولی ہین۔

قِثّا یعنے ککڑی دو قسم کی ہوتی ہے دراز اور چھوٹی۔ یہہ بھی معمولی میوہ ہے خصوصیت سے ذکر کے قابل نہین۔

تمر۔ یعنے کھجور۔ مدینہ تو اوسکا معدن ہے جیسے ہمارے ملک کے میوؤن مین آم تحفہ ہے۔ اسی طرح مدینہ کے فواکہ مین تمر تحفہ ہے۔ جب یہہ تازہ رہتا ہے تو اسکو رطب کہتے ہین اور ذائقہ مین عمدہ سے عمدہ حلوہ سے بھی زیادہ لذیذ ہوتا ہے اوسکا شیرہ شہد کا ذائقہ دیتا ہے اور جب کسی قدر سوکھ جاتا ہے تو اوسکو تمر کہتے ہین۔ مدینہ مین اسکے بہت سے اقسام ہین شلبی دانہ پرمغز اور بڑا ہوتا ہے اور سرخ رنگ۔ عجوہ بھی بڑا دانہ اور پرمغز ہے مگر رنگ مین سیاہ۔ حِلیّہ چھوٹا دانہ سیاہ رنگ ہے۔ یہہ کھجور معجزۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہتے ہین کہ کسی نے حضور کو بطریق امتحان ایک سوختہ بیج لاکر دیا کہ آپ اوسکو بوئین آپکے مبارک ہاتھ کی برکت سے اوسکا جھاڑ ہوا اور پھولا اور پھلا اور آجتک اسکا پھل جاری ہے اور اوس سے متعدد باغ اور نخلستان ہوے اس مین کسی قدر جلا ہوا ذائقہ ہے۔ برنی یہہ بھی ماثور کھجور ہے ذائقہ بہت لطیف ہے لیکن شیرہ کم رکھتا ہے رنگ مین زردی و سرخی مائل ہے۔ حدیث شریف مین اوسکا ذکر آیا ہے سات عدد برنی کا کھانا شفای اسقام ہے مُشقّل یہہ کھجور بے تخم ا

اس مین بالکل بیج نہین مقدار مین چھوٹا ہے. نمک مین بر.نی کے مانند ہی کہجور کے اور بھی اقسام ہین لیکن یہہ پانچ قسم مشہور و معروف ہین۔

عنب انگور یہہ میوہ بھی مدینہ مین ہوتا ہے مثل انار کے سارے دنیا کے انگور پر فائق ہے ایسا شیرین ہوتا ہے کہ لب سے لب جدا نہین ہوتے.

ثمار کہجور کے حجاز کا گابا بدوی لوگ بکثرت لاکر فروخت کرتے ہین۔

مغز نبات سے لوز یعنے بادام فستق پستہ فندق. زبیب کشمش مشمش زرد آلو خوخ شفتالو اور بہی بہت سے چیزین مدینہ مین دستیاب ہوتے ہین. بعض اونکے مدینہ کے پیداوار سے ہین اور بعض دوسرے ممالک سے لائے جاتے ہین۔

ترکاریون سے. دبہ یعنے کدو تین قسم کا ہوتا ہے. مدنی دبہ ہرا کدو دومی دبہ میٹھا کدو کوئیا اسکا نظیر ہند مین نہین. بادنجان یعنے بیگن دو قسم کا ہوتا ہے اسود یعنے اودا بیگن معمولی احمر یعنے لال بیگن جسکو ہم ولایتی بیگن کہتے ہین. فول ہندی سیم کی پہلی فول بلر شلجم شلغم بامیہ بھنڈی سبانلہ ایک قسم کا ساگ ہے. فجل مولی دو قسم کی ہوتی ہے بڑی سفید اور چھوٹی سرخ شغلہ بقلہ ایک ساگ ہے ہم اسکو چڑی کا ساگ کہتے ہین معقد. نوس بھی ایک ساگ ہے. حلبہ میتھی کا ساگ خبازی بھی ایک ساگ کا نام ہے. بھنڈی کے پتے سے شباہت رکھتا ہے

گندنا جیسی پیاز کی پتی۔ ملوقیا اور پالک بھی دو قسم کے ساگ ہین کبھی کبھی چوکے کا ساگ۔ تلکی کی پھلی سہجنی کی پھلی بھی ملتی ہے لیکن کہان سے آتی ہے معلوم نہین۔ جزر گاجر یہہ ساری ترکاریان نہایت لذیذ ہوتی ہین خاصکر کدو اور بھنڈی جیسی مکہ اور مدینہ مین بالذت ہوتے ہین شاید کہین ہون۔ بطاطا آلو یہہ باہر سے آتا ہے اور بکثرت فروخت ہوتا ہے اسمین کوئی خصوصیت نہین۔

حبوب یعنے غلہ اناج کے قسم سے یہان جاری۔ باجرا۔ گیہون۔ کشی یعنے برنج خام۔ مزہ یعنے برنج جوشیدہ سب کچہہ ملتا ہے لیکن غالبا اناج غیر ممالک سے آتا ہے اور زراعت بہت کم ہوتی ہے۔

مدینہ منورہ مین حلیب یعنے دودھ لبن یعنے دہین۔ سمن یعنے گھی گستد یعنے بالائی ذبدہ یعنے مسکہ نہایت نفیس عمدہ اور بکثرت ملتا ہے۔

مدینہ منورہ کے کتب خانے

مدینہ منورہ مین دو کتب خانے ہین ایک **کتبخانۂ مدرسۂ محمودیہ** جو باب السلام اور باب الرحمہ کے مابین ایک عالیشان عمارت مین ہے۔ دوسرا **کتب خانہ شیخ الاسلام** جو خارج باب جبرئیل ایک مشہور عمارت مین ہے۔ کتب خانہ کو یہان **کتبہا** کہتے ہین۔ ہر فن کی کتابین نمبروار آئینہ کے المارون مین نہایت خوبصورتی سے جوڑی گئی ہین فہرست کتب بھی موجود رہتی ہے نمبر اور نام سے کتاب مانگی جاسے تو فی الفور منشی کتب خانہ حاضر کردیتا ہے

جتنی مدت چاہو کتب خانہ میں بیٹھکر کتاب کا مطالعہ کرلو باہر لیجانے کی اجازت نہیں
کسی کتاب کو نقل کرا لینے کی ضرورت ہو تو وہین کاتب کو مقرر کرکے نقل کرا سکتے
ہین۔ کاتب بھی اجرت پر وہان بہت ملتے ہین اکثر کتب خانہ بعد ظہر کھولا جاتا ہے۔ ان
عمارتون مین متعدد کمرے ہین فرش قالین کا ہے جابجا مطالعہ کے لئے چھوٹی چھوٹی
میزین رکھدی گئی ہین۔ کتبخانہ شیخ الاسلام نہایت پر فضا کمرہ مین ہے۔ اس کتبخانہ
کے صحن مین خوشنما چمن بھی ہے۔ چارون جہات مین قرینہ سے اشعار لکھے گئے
ہین۔ یہ چہ ہر دو کتب خانے سرکاری ہین۔ خانگی کتب خانے بہت ہین ہر ایک عالم کے
گھر ایک مستقل کتب خانہ ہے۔

مدینہ منورہ کے حمام

ملک عرب مین حمامون کا دستور قدیم سے جاری ہے حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ برکت نشانہ مین بھی اوسکا پتا چلتا ہے۔ ترمذی شریف مین مروی
ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس شہر حمص کے چند عورتین آئین
آپ فرماتی ہین شاید تم لوگ اس مقام کی ہین جہان کی عورتین حمامون کو جایا کرتی ہین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس عورت نے اپنے گھر کے سوائے
غیر حمام مین نہانے کو لباس بدن سے نکالا اوس نے اللہ کے بنائے ہوے حد ستر
سے تجاوز کیا۔ مدینہ منورہ مین متعدد حمام ہین۔ باب السلام والا حمام ایک قبہ نما عمارت ہے
اوسکے متعدد درجے اور کمرے ہین۔ پہلے کمرے مین جو راستہ سے متصل ہے حمام کا

مہتمم اور اوسکے خدام موجود رہتے ہین۔ وہان ایک چبوترے پر فرش بچھا ہوا ہے
غسل کرنے والے اپنے بدن پرسے لباس کو نکال مہتمم حمام کے حوالے کرتے ہین جسکو
وہ حفاظت سے رکھتا ہے حمام کے کارخانہ سے ہر غسل کرنے والے کو ایک لنگ
ملتی ہے بعد غسل بدن کو سکھانے کے لئے ایک طوال دیا جاتا ہے۔ بعد فراغ لوگ
مہتمم سے اپنا دیا ہوا لباس لیکر پہن لیتے ہین۔ حمام کا دوسرا کمرہ ایک گرم مقام ہے آدمی
پسینا کرنے لگتا ہے۔ لیکن یہ گرمی ایسی نہین کہ ناگوار طبیعت ہو اس مقام مین حوض
بنائے گئے ہین پانی کے نل لگے ہوے ہین پانی کے بڑے بڑے ظروف
اور پانی لینے کے مسی پیالے رکھے ہوے ہین۔ گرم پانی کی علیحدہ ٹوٹی ہے اور
ٹھنڈے پانی کی علیحدہ۔ فرش سب مرمر کا ہے۔ حمام کی نفاست اور عمدگی اور
مہتممون کی حسن کارگذاری اور خدمت نہایت دلکش اور دلربا ہے۔ حمام والے اپنا
حق خدمت فی آدمی سے حسب موقع ۳ سے ۱۰ رکلدار تک لیتے ہین۔ صبح سے ظہر تک
مرد نہاتے ہین اور اوسکے بعد مغرب تک عورتین۔ عورتون کے غسل کے وقت مہتمم
بھی عورتین ہوتی ہین ہرچند کہ عورتونکا حمام کو جاکر نہانا مورث فتنہ ہے لیکن مدینہ والے
اپنے پاک باطن اور نیک نفس ہین کہ وہان فتنہ کا ہرگز اندیشہ نہین تاہم اچھے گھرانے
والی عورتین حمام کو کم جاتی ہین بلکہ نہین جاتین۔

مدینہ والون کی غذا

اہل مدینہ کی غذا بالکل سبک رہتی ہے۔ یہ لوگ دو وقت سے زائد کھاتے نہین

صبح مین عربی دو یا تین گنٹھون کے درمیان جو ہند کے آٹھ یا نو گنٹھون کا وقت
ہوتا ہے خمیری روٹی جسکو عیش کہتے ہین اور ابالے ہوئے بلر کا شوربہ جسکو مرق الفول
کہتے ہین. یا معمولی روٹی اور حریسہ کھاتے ہین شام مین بین العصر و المغرب بعض
لوگ روٹی کھاتے ہین اور اکثر ذرا سے چاولوں اور سالن جسکو ادام کہتے ہین
اگر کچھ شیرنی وغیرہ ہو تو اوسی وقت یعنی بین العصر و المغرب کھاتے ہین. رات کو
صرف چای جسکو شاہی یا شاہی بولتے ہین پیتے ہین. اونکا چای پینا بھی نرالا ہے سب
کے سب بے دودھ پیتے ہین دو فنجان سے کم پیتے نہین. چای دو قسم کی ہوتی ہے
۱- تمر سرخ چای اور اخضر ہری چاء. ہری چائے کو زیادہ پسند کرتے ہین. امیر
اور غریب سب کے سب چای کے شوقین ہین. چای کا سامان جیسے سماور
براد یعنے چادان. فنجان. تبسی. طبق. اور ملعقہ یعنے چمچہ ہر ایک کے
گھر مہیا رہتا ہے. یہہ معمولی غذا ہے اور جب تکلف کرتے ہین تو پلاو پکاتے مین
انکا پلاؤ عجیب ہوتا ہے یہہ لوگ چاول گوشت وغیرہ یکدم سے دیگ مین ڈالکر
پکاتے ہین یہہ پلاؤ ہندیون کے ذائقہ مین ناگوار ہوتا ہے. ہندیون کے پلاؤ
کو بریانی کہتے ہین وہ بھی پکائی جاتی ہے. قورمہ اور یخنی پکائین تو اوس کو
صرف لحم کہتے ہین اوسکے ساتھ ترکاری ملائین تو لحم سے آگے اوس ترکاری
کا نام لگاتے ہین جیسے دبا لحم. بامیہ لحم. قیمہ بھی پکاتے ہین اوسکو
مفرومہ کہتے ہین. یہہ لوگ مرچ سیاہ کے عادی ہین. مرچ سرخ اور

ترشی یہان کم ملتی ہے نارجیل بھی مفقود ہے کبھی کبھی نارجیل خشک ملجاتا ہو
جسکو خاص ہندی لوگ کام مین لاتے ہین۔ مدینہ والون مین حلیم یا حریسہ بھی
بہت مروج ہے جسکو گیہون اور گوشت سے پکاتے ہین۔ اسمین گھی کثرت سے
ہوتا ہے۔ مرغ کم انڈے ہروقت جسقدر چاہو میسر ہوتے ہین انڈے کو بیض کہتے
ہین۔ اونکی روٹی اقسام کی ہوتی ہے۔ خمیری۔ پراٹے۔ مطبق ورقی روٹی جسکے ورق
مین انڈا اور خیمہ دیتے ہین۔ تکلف کی ضیافتون مین کامل دنبہ دم مین پکاکر رکھتے
ہین اور اوسکے پیٹ مین پلاؤ یعنے رز لحم بھرتے ہین۔ کباب بھی اچھا تیار
کرتے ہین۔ ہمارے ملک مین چٹنی پیاز اور دہین کی بناتے ہین اور یہہ لوگ گڑی
اور دہین کی بناتے ہین پلاؤ کے ساتھہ یہہ چٹنی ہمیشہ ہوتی ہے۔

غرضکہ عیش و آرام کے نادر سامان ہونگے جو مدینہ منورہ مین میسر نہ آتے
ہون جتنے طیبات ممالک دور و دراز مین میسر آتے ہین وہ سب یہان ملتے
ہین۔ رفاہ دنیوی عیش و سرور آخرت ہر دو کا مرجع مدینہ منورہ ہے سورۂ قصص مین
پروردگار عالم فرماتا ہے اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ
كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ط ترجمہ
کیا ہمنے اون کو حرم مین جہان (ہرطرح کا) امن (اور اطمینان) ہے جگہہ نہین دی
کہ ہر قسم کے پھل یہان کھنچے چلے آتے ہین (گھر بیٹھے اونکا) رزق (اونکو) ہمارے
یہان سے (پونہچتا ہے) لیکن اونمین اکثر (اس نعمت کی قدر) نہین جانتے انتہی

آیۂ کریمۂ مذکورہ حرم مکہ معظمہ کی شان مین نازل ہوئی ہے جسکا پورا اثر ذرا مدینہ بیشتر
مکہ معظمہ مین پاتے ہین. اور کسی کو اوس سے انکار نہین. اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے لئے دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ ابراہیم تیرے
بندے اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے مین تیرا بندہ اور تیرا نبی ہون انھون
نے مکہ کے لئے دعا کی مین مدینہ کے واسطے دعا کرتا ہون مکہ کی دوچند برکت
مدینہ مین دے پس وہی برکت اور وہی شان مدینہ منورہ مین مضاعف پائی جانا
لازمات سے ہے. جس کسیکو مدینہ منورہ کو جانا اور اوس مبارک سرزمین مین کچھ
دن رہنا نصیب ہوا ہو خوب جانتا ہے کہ مدینہ منورہ مین خدا کے فضل و کرم سے
کیا کیا نعمتین نصیب ہوتی ہین. بڑے بدنصیب وہ لوگ ہین جنکو مدینہ منورہ کی
مدامی اقامت میسر نہین اور اوس نعمت سے ایک بار سرفراز ہوکر اوسکی قدر
نہین جانتے اور اقامت اوطان کے دُہن مین واپس چلے آتے ہین. اور وہ لوگ
جو اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہین اونکی حرمان نصیبی اور ناکامی تو رونے کے قابل
ہے. جسنے عمر مین ایکبار بھی اس مبارک مقام کی زیارت نہین کی اوس نے دنیا
مین نعمات الٰہی سے کوئی حصہ نہین پایا. مدینہ منورہ شہر کیا ہے وہ تو سچ مچ جنت
الفردوس کا قطعہ ہے بلکہ خدا کی قدرت سے فرشتون نے باغ بہشت کو زمین پر
آراستہ کیا ہے.

شعر

اگر فردوس بر روئے زمین است   ہمین است و ہمین است و ہمین است

مدینہ والون کا لباس

قاطبتہ عرب کا لباس بالکل مہذب اور خوش قطع ہوتا ہے لیکن بدوی یعنے صحرائی اور بلدی یعنے شہری لوگون کے لباس مین بڑا فرق ہوتا ہے بدوی بدن مین ایک کرتہ اور کمر مین ایک کمر بند اور سر پر ایک رومال باندھتے ہین۔ اون کو نہ سروال ہوتی ہے اور نہ لنگ۔ بلدی نیچے کے بدن مین تہبند یا لنگ۔ ازار یا سروال پہنتے ہین اوسپر دراز کرتہ اور اوسپر صدریہ یا بطن یا خفتان ہوتا ہے اور اوسپر کمر بند یعنے حزام اور اوس پر شایع ہوتا ہے۔ بطن خفتان اور شایع تخنے تک دراز ہوتا ہے بلکہ شایع زمین گیر رہتا ہے۔ بطن کو آستین نہین ہوتین برخلاف اوسکے خفتان اور شایع کو آستین ہوتی ہین۔ شایع کو جبہ بھی کہتے ہین سر پر عموماً کوفیہ ٹوپی اور اوسپر گول سفید عمامہ رومال کم رکھتے ہین لیکن دستی جیب مین ہوتی ہے پاؤن مین نعل یا موزہ ہوتا ہے اور جراب یعنے پای تابہ پہنتے ہین بعض لوگ شایع کے عوض دیسی کملی کا عبا پہنتے ہین۔ جس کی قیمت پچاس ساٹھ روپون کی بھی ہوتی ہے۔

مدینہ منورہ کا تول اور ماپ

مدینہ اور مکہ مین ماپ کے مقادیر مد صاع۔ کیلہ۔ آردب اور کلیس ہین لیکن مدینہ کے کیلہ اور مکہ کے کیلہ مین فرق ہے۔ کیلہ ہند کے ڈیڑھ پڑی کے قریب قریب ہوتا ہے محرر سطور کو جناب مولانا عبدالحق الہ آبادی سے جو مکہ معظمہ مین شیخ الدلائل

ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستعملہ مد کا پیمانہ صورت ماثورہ کے ساتھ
اجازتاً ملا جسکے مطابق مولانای موصوف نے خود ایک برنجی پیمانہ تیار کروایا ہے
اور اوس پر صنع علی مد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کندہ کروا کے اس
ناچیز کو عطا فرمایا اور وہ پیمانہ اس وقت عاجز کے گھر مین مستعمل ہے اور اوسکی
برکت ظاہر۔ یہہ پیمانہ آدھی پڑی سے کم ہے لیکن اوسمین برکت آدھی پڑی سے زیادہ
کی ہے۔ مثلاً جبکہ یہان ۵ الک پکانا ہوتا ہے ہم ایک مد پکا۔ تے ہین تو کافی ہوتا ہی
کیون نہو اس مد مین برکت ہونے کی دعا خود حضور نے فرمائی ہے۔ وزن مین عموماً
عقہ مستعمل ہے جو ایک ویسہ سے کسی قدر کم ہوتا ہے اور دو رطل سے زائد چھوٹے
اوزان اوقیہ۔ درہم۔ اور مثقال ہین۔

مدینہ منورہ کے رائجہ سکہ

دولت کے جانب سے جو سکہ ہین وہ مسی سکون سے خمسہ ہلالہ اور قرش ہے
دیوانی یعنے خمسہ کا خمس اور عشرہ یعنے دو خمسہ صرف حساب مین مستعمل ہین اونکا
وجود نہین۔ چاندی کے سکون سے مجیدی مساوی اڈہائی روپیون کے نصف
مجیدی۔ ربع مجیدی۔ مجیدی کا عشر اور مجیدی کا نصف عشر مروج ہین۔ طلائی
سکون سے عثملی یعنے عثمانیہ اشرفی جو مساوی ۱۴ روپیون کے ہے جاری ہے
نصف عثملی بھی اور ۵ عثملی کا ایک سکہ بھی چلتا ہے۔
لیکن بازاری لین دین مین سارے دول کے نقروی اور طلائی سکہ

رائج ہین انگریزی دوانی۔ چوانی۔ اٹھانی اور روپیہ اور ولایتی ڈالر وغیرہ برابر رائج ہین۔ انگریزی اشرفی تو اور قدر سے بکتی ہے کبھی اوسکے ۴ عدد روپیہ ۱۶ قیمت ہو جاتی ہے اوس کو افرنجی جنبی کہتے ہین لیکن مسی سکہ غیرون کا رائج نہین۔ انگریزی نوٹ بھی رائج ہین۔ انگریزی ڈالر کو بردم کہتے ہین۔

مدینہ والون کا تمدن

مدینہ والے خواہ نسلاً عرب ہون یا غیر عرب عموماً پیشہ ملازمت کو پسند نہین کرتے وہ اللہ کے بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین غیر کی نسبت اپنے لئے عار و ننگ سمجھتے ہین۔ اور غلامی کو بطریق تجارت جاری رکھا ہے اور وہ ان کے پاس داخل ملازمت نہین۔ غلامون کی خرید و فروخت تجارت کا ایک خاص مستقل صیغہ ہے ہند مین ملازمت باعث شرف ہی اور عرب مین موجب ننگ خواہ وہ ریاست کی ہو یا غیر ریاست کی۔ ہرچند کہ مدینہ منورہ مین بہ نسبت مکہ معظمہ کے زراعت زیادہ ہوتی ہے لیکن لوگ زیادہ تر تجارت اور حرفت طرف مائل ہین مکہ کی تجارت بہت ہے اچھے اچھے متمدنہ شہرون سے زیادہ نہین تو کم بھی نہین اور مدینہ مین بھی لوگ تجارت کے دلدادہ ہین اور ہر شے کی تجارت کرتے ہین۔ حرفت مین یہہ لوگ صاحب سلیقہ ہین۔ نجاری خرازی۔ زرگری اور خیاطی مین تو داد دیتے ہین۔ مدینہ کے موچیون کا تیار کیا ہوا موزہ ڈاسن کے بوٹس سے بھی زیادہ خوشنما نرم اور مضبوط ہوتا ہے نعل تو جیسے یہان تیار ہوتے ہین کہین نہونگے۔

اونکی عورتین بھی کاریگری مین مشاق ہین۔ پائجامون اور کرتون کے لیئے ریشمی اور سوتی جال کی پٹی بناتے ہین جسکو وہ شغل یا شلش کہتے ہین اور وہ بہت باعمدہ ہوتی ہے گداگری یہان نام کو نہین۔ اگر کوئی گدائی کرتے نظر آئین تو وہ غیر ممالک کے لوگ ہین۔ لیکن بے مانگے اگر کوئی کچھہ دے تو لے لیتے ہین۔ صابر اور شاکر ایسے ہین کہ دو دو دن کا فاقہ گذر جاتا ہے اور اونکے چہرہ تروتازہ زبان پر الحمد للہ جاری غریب سے غریب کا لباس بھی دس پندرہ روپیون سے کم کا نہوگا گویا اون کی صورت ہی شکر وسپاس کی صورت ہے۔ اہل بادیہ چارپایون کی تربیت سے خوب ماہر ہین۔ چاے سگریٹ اور حقہ کے بہت عادی ہین۔ ان لوگون مین منگل اور جمعہ تعطیل کے دن ہین جسمین اہل حرفہ کام کاج کم کرتے ہین جمعہ عبادت کے لیئے ہوتی ہے اور منگل سیر تماشے کے لیئے۔ اکثر لوگ منگل کو بیر عثمان اور مسجد قبلتین کو جاتے ہین اور وہان جانور ذبح کرکے پکاتے اور کھاتے ہین۔ ان کو موسیقی کا بھی شوق ہے لیکن غالب اونکا ساز اونکا حلق ہوتا ہے۔ بعض لوگ دف وغیرہ بھی بجا لیتے ہین لیکن مہذب لوگ صرف حلق سے کام لیتے ہین۔ اونکی غزلخوانی اکثر اشعار حمد ونعت سے ہوتی ہے اور سامعون کو وجد مین لاتی ہے۔ قران خوانی تو اون ہی کا حصہ ہی قرآن اونکے لیئے ہے اور وہ قرآن کے لیئے۔

مدینہ منورہ کے تبرکات

ہرچند کہ مدینہ کی ہر شے متبرک ہے لیکن جو چیز مدینہ منورہ سے بطریق تبرک احباب

کے لئے لیجانے کے قابل ہے وہ کھجور۔ خاک شفا۔ سرمہ اور مسواک ہے
حدیث شریف مین مدینہ کی مٹی کے متعلق آیا ہے کہ وہ بیماریون کے لئے شفا ہی
خصوص زخمون کے لئے۔ سرمہ سیاہ جسکو اثمد کہتے ہین تبرک ہونے کے علاوہ
آنکھون کو روشنی اور جلا دیتا ہے۔ مسواک کے فضایل سب کو معلوم ہین۔ غلاف حجرۂ
شریف اعلا ترین تبرک ہے جیسے غلاف کعبہ لیکن اجکل وہ بہت کم ملتا ہے
زمانۂ سابق مین چھے یا سات سال مین ایکبار غلاف بدلتا تھا تو زائرین اور شائقین کو
اوسکے قطعات میسر ہوتے تھے اب تخمیناً پچاس سال سے غلاف بدلا نہین تو اس
کے قطعات کم ملتے ہین۔ بہت کوشش کرنے سے مقصورہ شریف کے غلاف
کے ٹکڑے ملتے ہین کیونکہ مقصورہ کا غلاف بدلا کرتا ہے اور مقدار مین بھی بہت
زیادہ رہتا ہے۔ مقصورہ شریف مین لوبان اور اگربتی جو جلتی ہے اوسکی خاک اور
صندوق مندل کا صندل اور موم بتی کا سیال یعنے جلا ہوا موم اور اگربتی اور موم بتی
کے جلے ہوئے چھوٹے ٹکڑے قندیلون کا جلا ہوا زیتون خادمون اور
بوابون کے ذریعہ ملتے ہین۔ یہہ سب تبرک ہے موم بتی کا موم پیٹ کے درد کو
بہت مفید ہے محرر سطور اور اوسکے بعض قرابتیون نے اوسکا تجربہ کیا ہے پیٹ
والے تو پیٹ کے درد کا علاج اسی موم سے کرتے ہین ذرا موم کہا لینے سے شفا
ہوجاتی ہے۔ حجرۂ شریف کی گرد وغبار بھی بوابون کے ذریعہ ملتی ہے عید مولود
مین حجرۂ شریف کے اطراف مشک وگلاب ڈالکر پانی سے دھوتے ہین اور یہہ

پانی لوگون پر تقسیم ہوتا ہے اوسکو تبرک کے طرح لوگ پیتے ہین اور دور دور ممالک کو لیجاتے ہین۔ غسل حجرہ شریف کے وقت خدام حجرہ بڑے بڑے اسفنج سے کام لیتے ہین جو خاص اس کام کے لئے استنبول سے آتے ہین۔ یہہ لوگ جب اطراف حجرہ کو دہوتے ہین تو اس اسفنج کو معطر پانی مین بھگو کر درود شریف پڑہتے ہوے پردہ کے اندر جالیون کو دیوار کو اور زمین کو پونچتے ہین یہہ اسفنج بھی بطریق تبرک تقسیم ہوتا ہے اسمین حجرہ شریف کی گرد و غبار بھری رہتی ہے۔ جب جب اوسکو تازہ پانی مین ڈال کر دہوئین اثر غسل حجرۂ شریف میسر ہوتا ہے گویا ایک مدت تک بطریق تبرک کار آمد رہتا ہے۔ یہہ اسفنج بھی خدام کو کچھہ دینے دلانے سے میسر ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ مین تسبیحات بھی اقسام اقسام کے پتھرون کی ملتی ہین۔ اگرچہ وہ غیر ممالک کی صنعتین ہون تاہم باریابی شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونکو شرف ہوجاتا ہے اور وہ متبرک سمجھے جانے کے لایق ہین۔

معذرت

محرر سطور نے اپنی بساط کے برابر اس رسالہ مین تحقیق حالات اور صحت اخبار کی کوشش کی ہے۔ اوسکا ماخذ سید برزنجی کی کتاب نزہۃ الناظرین فی مسجد سید الاولین والآخرین۔ سید سمہودی کی کتاب خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفے۔ مولانا حاجی محمد صبغۃ اللہ قاضی الملک بدر الدولہ مرحوم محدث مدراس کی کتاب قوت الارواح شرح توشۂ فلاح۔ سفرنامہ حرمین مولفہ برادر

معظم و محترم مولوی حاجی حکیم محمد محی الدین حسینصاحب چیدہ مدرس اول مدرسہ لطیفیہ ویلور دام فضلہ اور مشاہدہ عینی محرر سطور ہے جو اوائل ۱۳۲۵ہجری مین ہوا۔ انسان کی فطرت مین سہو و نسیان ہے ممکن ہے کہ ادای حق کتاب مین کوئی سہو یا ذلت ہوی ہو جسکی نسبت خداوند قدیر سے معافی کی امید ہے۔ برادران دینی سے جو خاصتر اہل فن ہون التماس ہے کہ اگر وہ کسی عیب اور خطا کو اس رسالہ مین ملاحظہ کرین تو براہ کرم مظہر صفت ستاری کی شان کا جلوہ دکھا کر عیب کو پوشیدہ کرین غلط کو صحیح فرمائین اور خدا سے دعا کرین کہ محرر کا خاتمہ بخیر ہو اور یہ تحفۂ مختصر جس مین سرکار نبوی کے شہر منور بہر کا ذکر ہے حضور اقدس مین قبول ہو حلقہ غلامان مین باریابی نصیب ہو حاشیہ بوسان بساط قدس کی مجاورت اون کے ساتھہ کی معاشرت اور انھین کے ساتھہ کے حشر و نشر سے یہ ناچیز سرافراز ہو۔ یا اللہ تو آگاہ سر و علن واقف ماظہر و مابطن ہے تو جانتا ہے کہ اس کتاب کی تسوید حین اس تیرے ناچیز بندے کو صرف تیری اور تیرے حبیب کی خوشنودی اور تیرے محبوب پاک کے زائرون کی خدمت منظور تھی تیری توفیق اور ہدایت سے اوسنے اوسکی ابتدا کی اور تیری ہی عنایت اور مدد سے کتاب اختتام کو پہنچی تو اوسکے دل کے حالات سے واقف ہے اوسکو اوس انعام سے سرفراز کر جسکی امیدواری مین اوسنے قصد سفر مدینہ کیا اور تو نے اپنی رحمت عمیمہ سے اسکو وہان تک پہنچایا۔ اگرچہ یہ امیدواری چھوٹا منھہ بڑی بات ہے مگر تیری رحمت

اوس سے بھی بڑھکر ہے انا عند ظن عبدي بي کا وثیقہ ہمارے ہاتھہ ہے

اور ومن اوفي بعھدہ من اللہ کا مژدہ بھی اوسکے ساتھہ ہے پھر اپنی کامیابی

مین کیا دیر ہے صرف کل امر مرھون باوقاتھا کا پھیر ہے اللھم صل

علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ

رب العلمین

خاتمہ ضمیمہ السکینہ

ختم کتاب پر محرر سطور غفر اللہ لہ ذنوبہ عرض کرتا ہے کہ اگرچہ اس کتاب کی تسوید سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین کامل ہوگئی لیکن وجوہات متنوعہ سے اوسکے طبع مین دیری ہوی یہان تک کہ ماہ رمضان شریف سنہ ۱۳۲۶ ہجری پورا منقضی ہوگیا اور اس عرصہ مین بعض واقعات بھی ہوسے جسکو مدینہ منورہ اور مسجد نبوی سے تعلق ہے اور وہ یہہ کہ اوائل سنہ ۱۳۲۷ ہجری مین سلطان عبد الحمید خان کا عزل ہوگیا اور اون کے چھوٹے بھائی رشاد افندی سلطان محمد خان خامس کے نام سے جلوہ فرور تخت عثمانیہ ہوے اور سلطان معزول کے اخیر عہد مین حجرہ شریف کا غلاف آستانہ علیا سے آیا آخر صفر سنہ ۱۳۲۷ ہجری مین غلاف قدیم اوتارا گیا اور نیا غلاف حجرہ شریف پر آویزان کیا گیا قدیم غلاف جو سلطان عبد المجید خان مرحوم کے عہد مین تیار ہوکر سلطان عبد العزیز خان مرحوم کے عہد مین حجرہ شریف پر آویزان کیا گیا تھا خدام حرم پر تقسیم ہوا۔ اتفاق سے محرر کے برادر محترم مولوی حاجی محمد عبد القادر صاحب طاہر ادام اللہ بقاہ وظیفہ یاب

حسن خدمت دوم تعلقداری ریاست حیدرآباد دکن اوسوقت مدینہ منورہ مین تھے
اون کو جسقدر حصہ اس غلاف مبارک سے ملا اوس سے ایک قطعہ اوںھون نے
اس ناچیز کو ہدیۃً مرحمت فرمایا۔ یہہ قطعہ دیباج سبز کا ہے اور سفید ریشم سے اسپر

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ منقش ہے

سلطان عبدالحمید خان کے عہد سلطنت کے خصوصیات سے ایک
نہایت مہتم بالشان واقعہ حمیدیہ حجاز ریلوے کا تھا سلطان کا ارادہ تھا کہ دمشق سے
مدینہ تک اور پھر مدینہ سے مکہ اور مکہ سے یمن تک ریلوے جاری ہوجاے۔ اس
ارادہ کو پوراکرنے کے متعلق اوںھون نے بہت کچھہ سعی کی جسمین اونکو بہت کچھہ
کامیابی ہوی اور ابھی بہت کچھہ کام باقی تھا کہ مشیت الٰہی غالب ہوی اور سلطان
کا عزل ہوگیا۔ بہرحال اونکے عہد سلطنت مین ریل مدینہ تک جاری ہوگئی اور اسکا
جشن بھی منایا گیا۔ اب جو سلطان محمد خان خامس کا زمانہ ہے ریلوے کا کام بعض
مصالح ملکی کے نظر کرتے کچھہ مدت تک ملتوی ہوا امید ہوکہ چند سال مین سلطان عبدالحمید
خان کے ارادون کی پوری تکمیل ہوجائیگی۔

حجاز ریلوے جو مدینہ تک جاری ہے اوسکی پٹری چھوٹی ہے اس
وقت قطار یعنے ٹرین مین صرف دوہی درجے ہوتے ہین۔ ہفتہ مین تین روز شنبہ
سہ شنبہ پنجشنبہ ریل مدینہ منورہ سے شام شریف یعنے دمشق کو روانہ ہوتی اور دوشنبہ چہارشنبہ
اور جمعہ شام شریف سے مدینہ طیبہ کو پہنچتی ہے۔

مدینہ کا ریلوے اسٹیشن باب العنبریہ کے باہر نہایت عالیشان دو منزلہ سنگ بست تیار ہو رہا ہے۔ نیچے کی منزل کی سقف کا کام ہو چکا دریچے اور دروازے بھی لگ گئے۔ صرف رنگ و روغن کا کام باقی ہے اوپر کی منزل کا سامان تیار ہو رہا ہے۔

محرر سطور کے ایام قیام مدینہ مین پلاٹ فارم کے لئے مٹی کا کام ہو رہا تھا چنانچہ اہل قافلہ بھی حصول ثواب کی نیت سے اس کام مین شریک ہوے خدا کے فضل سے دو سال کی مدت مین اسٹیشن یک منزلہ تیار ہو چکا اور اوسکی بالائی منزل کی تیاری بھی شروع ہوگئی کیا عجب ہے کہ ایک سال مین دو منزلہ اسٹیشن پورا ہوجائے۔

عزیزی مولوی حاجی غلام محمود صاحب طاہر تحصیلدار نانڈیڑ علاقۂ سرکار عالی حیدر آباد سے معلوم ہوا کہ بعض جو نجی مکانات تیار ہو چکے اور بعض زیر تعمیر ہین۔ اور ایک لداؤ کی سنگ بست مسجد بھی قریب اسٹیشن زیر تعمیر ہے۔ ترکی اور شامی مسلمان سنگتراشی۔ نجاری اور آہنگری کا کام کر رہے ہین۔

ریل کے ڈبون مین خصوصًا درجۂ اول کی گاڑی بہت عمدہ ہے دو دو آدمی کے لئے ایک ایک کمپارٹمنٹ مراکو لیدر کے کوشن سے مرتب اور ہر طرح آراستہ ہین ہر ایک کمپارٹمنٹ کے روبرو راستہ ہے۔ سوم درجے کے ڈبے ٹرام گاڑی سے شبیہ ہین۔ ہر ڈبہ کے ایک کونہ مین بیت الخلا ہے۔ ہر یک دبان ہے

انجن تک ہر ایک ڈبہ سے دوسرے ڈبہ مین آنے کے لئے راستہ ہی (دلیل الحجاز شام)

الحمد للہ علی حسن الختام والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خیر الانام سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ الیٰ یوم القیام،

کتاب تو پوری ہوچکی طبیعت کو ولولہ ہے جی چاہتا ہے کہ اپنے آقا کی نعت اپنی دیوانگی وخستہ حالی کے اظہار مین کوئی گیت گائی جائے موقع بموقع سے کام نہین دیوانہ کا ہر کام دیوانگی ہے کوئی کچھہ کہے وہ کب رکتا ہے. لہٰذا دو چار غزلین اپنے ڈھب کی لکھی جاتی ہین۔

غزل

آرزو ہے کوچہ مولا مین اپنی جا کرون
آستان کعبۂ دین پر جبین رگڑا کرون

مسکن و مولد طرف پھر ہو نہ مجکو التفات
خاک طیبہ کو بس اپنا مامن و ماوا کرون

صحن سے خاشاک چنلون اور کرلون تاج سر
جالیون سے گرد جھاڑون آنکھہ کا سرمہ کرون

دست بستہ روضۂ اقدس پہ ٹہرون صبح وشام
اپنی ناکامی کا دکھڑا روبرو رویا کرون

بیکسی کا حال اپنی گر سناؤن زار زار
شامت عصیان پہ گلہ ہے آہ وواویلا کرون

فرط شوق دید مین حسن جمال پاک کے
اپنی بیتابی کا قصہ راتدن انشا کرون

جھومتا جاؤن می وصف نبی کے نشہ مین
عندلیب جام سا اس باغ مین بولا کرون

گرغم عصیان مین روؤن اور صلہ ہو مغفرت
گر برات خلد بھی لے نعت کے پایا کرون

جان زار اب ہند مین باقی نہین یک لحظہ بہی | وہان کے جانے کیلئے تدبیر اختر کیا کرون
آپ ہی بلوالو مولا واسطے سبطین کے | آستان سے دور کبتک اس طرح رویا کرون
ہو رہون طیبہ کا مین اور سینہ میرا ہو رہے | عمر باقی ماندہ کا حصہ وہان پورا کرون

غزل دیگر

مین رہون دور یون مدینے سے | موت بہتر ہئی ایسے جینے سے
مین ہون مداح کل حضور نبی | جای دینگے مجہے قرینے سے
آرزو ہے کہ پہر سبی اُس در کی | جالیون کو لگا دُون سینے سے
رات بہر ذکرِ مصحفِ رُخ ہے | ہم نہین فارغ اس سفینے سے
نقشِ قسمت مگر سنور جائے | رگڑ دون پیشانی اون کے زینے سے
ہو نہ مایوس آج کل اختر | طلبی آئیگی مدینے سے

غزل دیگر

یا نبی دو نوں جہان مین ہو عنایت آپکی | یہان ہدایت آپکی اور وہان حمایت آپکی
آب حیوان سے اثر مین کم نہین ذکر حضور | جان تازہ دیتی ہے ہر ایک حکایت آپکی
بہتی ہین دو نون لبون سے نہرین شیر و شہد کی | کیا حلاوت بخش ہی مولا حکایت آپکی
منکرون کے طعن کا خود آپ دیتا ہی جواب | یہان تلک منظور ہی حقکو رعایت آپکی
ہیچ خاطر ہر است آپکا تہا نا گوار | سوف یعطیک سے کی حقنے رعایت آپکی
ہول محشر خوف موقف شدت نار جحیم | ہیچ ہین سب کچہہ اگر ہو سرے حمایت آپکی

کنہ ذات احمدی سے کون واقف ہو سکے
حق ہی جانے ہی ہدایت اور نہایت آپکی

گرچہ دیکھے ہین بہت ملفوظ ہمنے یارسولؐ
ہے وہ لے کچھ اور ہی مولا روایت آپکی

کام مین اختر کے بل ہی کھولدینا یارسولؐ
وقت مشکل چاہیئے آقا عنایت آپکی

غزل دیگر

مری ہے ڈوبتی کشتی ترانا یارسول اللہ
لگی ہے آگ عصیانکی بجھانا یارسول اللہ

غم دوری مین مرتا ہون بلانا یارسول اللہ
لب جان بخش سے اپنے جلانا یارسول اللہ

نہ دنیا ہی ہوی اچھی نہ دین کی کوئی صورت ہے
مرا ہر کام بگڑا ہے بنانا یارسول اللہ

ضعیف و ناتوان ہو نین نہین چلنیکی کچھ طاقت
مجھے نار جہنم سے بچانا یارسول اللہ

جہان ہو العطش کا شور شدت سے حرارت کی
مجھے وہان جام کوثر کا پلانا یارسول اللہ

جو قایم ہوگا دیوان عدالت حشر مین جسکو
گنہگارون کے جانب سے منانا یارسول اللہ

تمہارے در پہ ٹہرا ہون توسل تمسے کرتا ہون
مری دل کی تمنا کو دلانا یارسول اللہ

مری وحشت کو اسسے بدلنا پہلی منزل مین
جمال پاک کو اپنے دکھانا یارسول اللہ

مرے اعمالنامہ مین بجز جرم و خطا کیا ہی
مرے اس نقش و اُرون کو مٹانا یارسول اللہ

جو پل پر ہو گذر مشکل گنہگارونکا محشر مین
صدا وہان رب سلّم کی سنانا یارسول اللہ

کہان تک دور آقا سے یہان تڑپا کرے اختر
غلام اپنے کو پاس اپنے بلانا یارسول اللہ

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

اللّٰھم کما الھمتنی وقضیت لی بجمع ھذا الکتاب ویسرت علي فیه الطریق والاسباب ونفیت عن قلبي فی ھذا النبي الکریم الشك والارتیاب وغلبت حبه عندي علی حب جمیع الاقارب والاحباب اسئلك یا اللّٰه یا اللّٰه یا اللّٰه ان ترزقنی وکل من احبه واتبعه شفاعته ومرافقته یوم الحساب من غیر مناقشة ولاعذاب ولا توبیخ ولا عتاب وان تغفرلي ذنوبي وتسترعیوبي برحمتك یاغفار ویا وھاب وان تنعمنی بالنظرالی وجھك الکریم فی جملة الاحباب یوم المزید والثواب اللھم اني اٰمنت به صلی اللّٰه علیه وسلم ولم اره فمتعنی اللّٰھم فی الدارین برویته وثبت قلبی علی محبته و استعملنی علی سنته وتوفنی علی ملته واحشرنی في زمرته واوردني حوضه الاصفی واسقنی بکاسه الاوفیٰ ویسر علیّ زیارۃ حرمك وحرمه مرۃ اخری وادم علی الاقامة بحرمك وحرم رسولك صلی اللّٰه علیه وسلم الی ان اتوفي وصل وسلم وبارك علیه وعلی اٰله وصحبه النجوم المھدی فی الاخرۃ والاولی کما تحب وترضی برحمتك وجودك وفضلك ومنك یا علی الاعلیٰ انك خیر مامول واکرم مسئول وارحم الراحمین وصلی اللّٰه علی سیدنا محمد وعلی اٰله وصحبه وازواجه وذریاته وسلم تسلیما کثیرا کثیرا والحمد للّٰه رب العلمین ☆☆☆

تحریر مولانا المعظم ومخدومنا المکرم قدوة الفضلا شمس العلما مولوی قاضی عبید اللہ صاحب دام مجدہ گورنمنٹ قاضی اہل سنت مدراس خلف الصدق محدث مرحوم مدراس مولانا مولوی حاجی مفتی صبغۃ اللہ صاحب المخاطب بہ قاضی الملک مفتی بدر الدولہ رحمہ اللہ مفتی سرکار نواب کرناٹک

الحمد للہ وحدہ والصلوة والسلام علی من لا نبی بعدہ

مین نے رسالہ السکینہ باخبار المدینہ مولفہ جناب مشفقی ومحبی مولوی حاجی محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر دام اللہ بقاءہ ووفقہ اللہ بما یحب ویرضاہ کو بتمامہ ملاحظہ کیا۔ الحق یہہ رسالہ عاشقان بارگاہ مصطفوی کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جسمین مدینہ منورہ کے تمام حالات نہایت صحت کے ساتھہ مذکور ہین اللہ تعالی اوسکے مولف کو جزاے خیر دے اور اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبولین کے زمرہ مین داخل فرماے اور اس رسالے کو بارگاہ حضرت خیر الانبیاء علیہ افضل الصلوة والثنا سے خلعت قبول کی عزت حاصل ہو آمین یا رب العلمین۔

(دستخط) کتبہ عبید اللہ بن صبغۃ اللہ کان اللہ لہ



(مہر)

تقریظ علامۂ یگانہ فاضل زمانہ عمدۃ العلما مولانا الحاج محمود صاحب دامت برکاتہ فرزند رشید حضرت مولانا مولوی صبغۃ اللہ صاحب المرحوم المخاطب قاضی الملک مفتی بدر الدولہ مفتی سرکار نواب کرناٹک

حامدا اللہ ومصلیا ومسلما علی رسولہ وآلہ وصحبہ یہہ بات ظاہر ہے کہ ہر ایک مومن صادق العقیدہ کو مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا کی زیارت کا شوق اور وہان کے آثار اور اخبار کی سماعت کا اشتیاق از حد زیادہ رہا کرتا ہے باین وجہ اردو مین ایک ایسے رسالہ کی نہایت ضرورت تھی جس مین نہایت صحت کے ساتھہ اسکو بیان کیا جاے اس لیئے اندنون میرے محب صادق جناب مکرمی معظمی فاضل ماہر حاجی محمد صبغۃ اللہ صاحب سلمہ اللہ وبلغہ الی ما یتمناہ نے رسالہ السکینہ باخبار المدینہ کو تالیف فرمایا اور اس مین مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا کے آثار واخبار کو نہایت صحت کے ساتھہ کتب معتبرہ سے بیان کیا اور اپنی چشم دید سے وہان کے حالات وآثار موجودہ کو اوسکے ساتھہ مطابقت دی۔ اس رسالہ کو مین نے دیکھا ابتدا سے انتہا تک عبارت سلیس عام فہم اور صحیح اخبار وآثار اسمین مندرج رہنے کے علاوہ اوسکو پڑہنے اور سماعت کرنے سے نہایت ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے اور محبت مصطفوی کا دلپر جوش ہوتا ہے اور یہہ یقین ہوتا ہے کہ اسکو مولف نے نہایت خلوص اور حسن عقیدت سے لکھا ہے

اللہ تعالی اس رسالہ کو مقبول بارگاہ نبوی بنا وے اور مسلمانون کو اوس سے متمتع کرے
اور اوسکے مولف کو حضرت محمد مصطفے احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کے
محبین صادقین کے زمرہ مین محشور کرے اور المرء من احب کے مصداق آپکی
معیت معنویہ عطا کرے۔ اور مقاصد دارین پر کامیاب فرمائے۔

ھذا ما قالہ بفمہ وکتبہ بقلمہ الفقیر الی اللہ محمود بن صبغۃ اللہ کان اللہ
لھما ولاسلافہما



تقریظ تازی سمت ارجمند فکر آسمان پیوند شیخ کامل و عارف واصل خلاصہ
خاندان مرتضوی و نقاوۂ دودمان مصطفوی علما را سند و عرفا را دلیل
حضرت مخدومی و سیدی حاجی الحرمین الشریفین مولوی شاہ سیدہ محمد حسینی صاحب
تخلص عقیل المعروف بحسینی بادشاہ صاحب قادری دامت برکاتہ سجادہ
نشین درگاہ شریف حضرت شاہ اللہ قدس سرہ العزیز واقع قصبہ ٹیکال
ضلع گلشن آباد میدک علاقہ سرکار عالی اعلی حضرت نظام خلد اللہ ملکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد رب العالمین و نعت حضرت سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین
میگوید بندہ حقیر فقیر سید محمد حسینی المعروف بہ حسینی بادشہ قادری سجادہ نشین درگاہ شریف
حضرت شاہ اللہ قدس سرہ العزیز واقع قصبہ ٹیکال ضلع گلشن آباد میدک من مضافات

حیدرآباد دکن صانه الله عن الآفات والفتن که بتقاضای آب وخور بفحوای قید الماء شدید من قید الحدید رخت اقامت بمدراس فرود آورده عمده ترین نعمتی وفضل ترین دولتی که درین جا مرا نصیب آمد ملاحظهٔ کتابیست از تالیف عالم جزیل وفاضل نبیل عاشق صادق حبیب رب الجلیل صلی الله علیه وسلم مورد مراحم آله مولانا بالفضل اولینا عمدة الحاج محمد صبغة الله ادام الله تعالی الی ماتمنیناه الملقب بمهاجر فخر علمای معاصر باثر نامش السکینه باخبار المدینه. بخدا السکینه غریقان بحار مهاجرت را سفینهٔ وصال است ومشتاقان تجلیات مواصلت را آئینهٔ جمال سالکان مسلک حجاز را رهبر کاملست وکشتی نشینان عمان راز ونیاز را ساحل. همه وقایع وآثار آن دیار مطابق سیر واخبار بمطالب ومضامین خود مفصل آنقدر که گوئی دریای ذخاریست پر از درر غرر وموجزانچنان که آن همه دریا در یک کوزه بست مختصر. مصنف عالی مقام بدرس مقامات وتفتیش حالات ان بقعهٔ نور وبرکات مشقتی که برداشته ودقیقهٔ نگذاشته بخدا احسانیست بر عامهٔ مسلمین ومسلمات ومنتی است بر کافهٔ مومنین ومومنات والهان خمکدهٔ عشق روی نبوی را پیمانه وسمندر گیران کوی مصطفوی را تازیانه. هرچند فقیر هم شرف اندوز زیارت روضهٔ پاک شاهنشه لولاک صلی الله علیه وسلم ام فاما این کتاب مستطاب را که دیدم میتوانم گفت که اکثری از مشاهدات محققهٔ حضرت مصنف را ندیدم پس شوق زخمه بتاهنگ دل میزند که باز بزیارت حضرت خیر البشر صلی الله علیه وسلم بار سفر کنم واین کتاب را در بر. وهر چه درین ست

ان ہرا رہبر الحق کتابیست نہایت مفید۔ وقفل مقاصد زیارت را کلید۔ مضامین عام فہم و احسن موافق شرع و سنن۔ ہر رہرو مدینہ را باید کہ آں السکینہ را کحل بصر او ہر حق شیفتگان شہ مدینہ تابوت سکینہ را می باندر رہنمای خود گرداند۔ الٰہی مصنف این کتاب از جمیع مکروہات وبلیات دنیوی محفوظ وبحبگی نعمات وبرکات اخروی محظوظ باد و بہ صلہ این کار ہر چہ فراخور حال اوست نصیبش باد بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ الامجاد و صحابہ الرشاد الی یوم التناد۔ مرقوم ۲۰ ذیحجہ ۱۳۲۶ھ ہجری۔

الفقیر المستند

(شرح دستخط) سید محمد حسینی قادری شاہد اللّٰہی عفی عنہ

قطعہ تاریخ تالیف از حضرت ممدوح دامت برکاتہم

صبغۃ اللہ المہاجر معدن عز و شرف — می سزد بر ذات پاکش عاشق احمد خطاب

عارف سر حقیقت واقف احکام شرع — صاحب علم و عمل عالی نسب الانجاب

احسن او بہ ست فی الدارین کز فیض سبو — می درخشد نور از پیشانیش چون ماہتاب

بحر صدق و تاج ایمان ہست او بسندہ در — آسمان عشق احمد را درخشان آفتاب

کرد تالیف السکینہ بہر مشتاقان زید — یا ہبا کرد سالک را کلید فتح باب

باسر طیبہ بجوید زد رقم سالش عقیل — رہبر راہ مدینہ این کتاب با صواب

۱۳۲۶

باللہ عقیل السکینہ — ولہ روشنگر طبع ذی عقول است

سال تالیفش اربہ پرسی — گلدستۂ النعت رسول است

سنہ ۱۳۲۶

تحریر زبدۃ العارفین عمدۃ السالکین حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد علی صاحب قادری میلاپوری دامت برکاتہ خلف الصدق و جانشین حضرت قدوۃ الواصلین جنت آرامگاہ مولانا مولوی سید شاہ حبیب اللہ صاحب قادری میلاپوری رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب التسکینہ باخبار المدینہ تسکین افزائے قلوب اہل ایمان اور ذوق انگیز خواطر اہل ایقان ہی۔ اللہ تعالی مصنف با فضل کو جزائے خیر دے اور صف عاشقان سرور انام علیہ الصلوۃ والسلام مین محشور فرمائے۔ آمین۔

(شرح دستخط) الفقیر الحقیر سید شاہ محمد علی قادری

تقریظ چکیدۂ قلم جواہر رقم اکمل الفضلا و افضل العلما مولانا و مخدومنا حضرت مولوی سید شاہ حسین صاحب قادری دام فضلہ خلف الرشید حضرت غفران مآب مولوی سید شاہ محمد مہدی صاحب القادری میلاپوری قدس سرہ

حامدا للہ تعالی و مصلیا و مسلما علی المصطفی المختار سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ الکبار۔ ان مبارک ایام مین جو اوایل ماہ ذیحجہ سنہ ۱۳۲۲ ہجری ہے میرے محب شفقت فرما کرمی ممدوح الاصاغر و الاکابر المہاجر عن المناہی و المناکر مولوی محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر ضاعف حسناتہ کی تصنیف لطیف التسکینہ باخبار المدینہ کے مطالعہ سے مین نے کسقدر اپنے دل مشتاق کی تسکین پیدا کی اور حد درجہ حسیات وہ

دوری کی چارہ سازی کی بحکم کل اناء یترشح بما فیہ مصنف فاضل نے اپنے عشق و محبت دلی اور جوشش قلبی کو بیان حالات دیار حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ضمن میں ظاہر فرمایا ہے اور باوجود غلبۂ محبت کے جادۂ تحقیق سے قدم باہر نکھا علاوہ برین عبارت کی سلاست بیان کی وضاحت اور عشق انگیز ذوق خیز باتوں کا ایراد اور حسن گوئی میں عدم رعایت اس قابل ہے کہ اہل سنت وجماعت کے منصف مزاج علی الخصوص اردو زبان کے ذوی الاحتیاج عند المطالعہ بے اختیار یہ کہیں کہ جزی اللہ عنا ھذا المصنف فی الدارین خیر جزاء اور مشتاقان زیارت روضہ اقدس باربار تہ دل سے یہ التجا کریں اللھم شرفنا بزیارت روضۃ حبیبک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرفہ فانک سمیع الدعاء حق یہ ہے کہ اس وضاحت اور تحقیق کے ساتھ اخبار دیار محبوب خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیان میں بکمال رعایت تعظیم بارگاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اہل بیت کرام و صحابۂ عظام یہی ایک کتاب ہے جو خاص اس باب میں مدراس میں مرتب ہو کر نظر سے گذری۔ اسکے پیشتر جو کتابیں اس بارے میں لکھی گئیں وے پہلے تو عربی اور فارسی زبان میں تھیں اور اگر مترجم ہوئیں یا اردو میں لکھی بھی گئیں تو یہ کتاب اون سب سے موخر ہونے کی وجہ سے ابواب مطلوبہ میں ان سب کی جامع ہے مع فوائد خاصہ مرغوبہ اللہ کریم جلشانہ مصنف ممدوح کو اس رہبری اور رہنمائی کا اجر جزیل عطا فرمائے دارین میں جزای خیر دے اللھم ارزقنی و سائر المسلمین محبتہ

نبیك الكريم وشرفنا بزيارة حبيبك عليه الصلوة والتسليم في الدنيا وبشفاعته ومرافقته صلى الله عليه وآله وسلم في الاخرى برحمتك يا ارحم الراحمين

هذا ما حرره خادم الطريقة العلية القادرية حسين بن سيد محمد مهدى القادري الميلافوري كان الله تعالى وكان الله له۔

چکیدہ قلم فضیلت رقم اخ المعظم المحترم عمدۃ العلما زبدۃ الاطبا اشرف الحاج حضرت مولوی محمد محی الدین حسین صاحب جیدہ دام فضلہ صدر مدرس مدرسہ لطیفیہ مکان حضرت قطب ویلور

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله میسر الصواب ایاك نستعين يا مفتح الابواب والصلوة والسلام على رسوله صاحب الايات والمعجزات وعلى اله واصحابه ارباب السعادات مع اهل البركات۔ اما بعد بمصداق خير الناس من ينفع الناس بڑی خوشی کی بات اور فی الاصل قوم کی نیک نصیبی ہے کہ اس کساد بازاری کے زمانہ میں بھی ایسے افراد موجود ہیں جو اپنے علمی ایثارات اور عملی افادہ و برکات سے قوم کو نفع پہنچاتے ہیں یہ کتاب جسکو خلف علام برادر حسین ذوالمدارک والمفاخر مولوی حاجی صبغۃ اللہ مہاجر دام فیضہ نے مدینہ منورہ کے حالات میں لکھا ہے انشاء اللہ

دنیا و آخرت مین مولف اور قوم کے واسطے وسیلہ خیر اور فائدہ مند ہوگی۔ مین
تہ دل سے مولف کا ممنون اور شکرگذار ہون کہ آپ نے اپنی فرط عنایت سے
کتاب کے اصل مسودہ کو میرے دیکھنے کے لئے روانہ فرمایا اور مجھے اس بات کا
موقع دیا کہ اس کتاب کے شریف مباحث اور دلچسپ مضامین کو غور و تامل سے
دیکھون اگرچہ باوصف وفور شوق اور شدت حرص کے قلت فرصت اور کثرت
مشاغل نے مجھے کامل کتاب کے مطالعہ اور اس استفادہ سے محروم رکھا جسکا مجھہ کو
کمال تاسف ہے لیکن جہان تک مین نے کتاب کو دیکھا ہے اور اوسکے قیمتی مضامین
اور علمی مباحث مین غور و تامل کیا ہے افراط اور تفریط سے بری اور مدلل و مستند پایا
ہے۔ مین نے امتحانا مدرسہ لطیفیہ کے چند منتہی طلبہ کو جو سال حال مین سند فراغ
حاصل کرنے والے ہین کتاب کے اوس عمدہ بحث کیطرف متوجہ کیا جو صفحہ ۷۷
مین ہے اور جسمین مولف علام نے طوغان اور محمد علی کی نسبت ایک تاریخی معارضہ کو نہایت متانت
سے پیش کرکے اخذ نتیجہ مین محققانہ روش اختیار کی ہے سب نے اس اعتراض کو پسند
کیا اور بے اختیار مجھے اسوقت خیال ہوا سچہ ہے تمسك بسنة خير من احداث
بدعة۔ چونکہ یہہ لوگ امرای اسلام سے خوش عقیدہ اور شیدای جناب مصطفی صلی
اللہ علیہ وسلم تھے امید کہ ان کے خطیات مبدل بحسنات ہون۔ الغرض یہہ کتاب اپنے
وضع مین انوکھی مختصر مفید اور اہل شوق کے واسطے غنچہ امید اور کلید باب نوید ہے

جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء امین

تحریر جناب مخدوم و مکرم عمدۃ الصلحا شمس العلما مولانا مولوی حاجی غلام رسول صاحب دامت برکاتہ

حامداً للہ تعالیٰ ومصلیاً ومسلماً علی رسولہ وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد مخفی نرہے کہ اس کتاب مستطاب مسمی بہ السکینہ باخبار المدینہ مولفہ عاشق رسول اللہ جناب حاجی مولوی محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر دام فیضہ کے مطالعہ سے یہہ بندہ خاکسار ذرہ بیمقدار مشرف ہوا۔ من ابتدائہ الی آخرہ اوسکو نظر تحقیق سے دیکھا اور مطابق روایات صحیحہ پایا۔ اسمین نہ افراط و تفریط ہے اور نہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ لائق مؤلف نے اس کتاب کی تالیف مین صحت روایات اور تحقیق حالات کو نہایت درجہ ملحوظ رکھا ہے جزاہ اللہ عن المسلمین خیر الجزاء۔ سبحان اللہ اس مبارک کتاب مین اوس مقدس شہر کا بیان ہے جسمین وہ بقعۂ مطہر و منور ہے جسکا مرتبہ عرش اعظم سے برتر ہے اگرچہ ان متبرک مقامون کے تفصیلی حالات کتب سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مین مرقوم ہین جیسے وفاء الوفاء۔ جذب القلوب اور نزہۃ الناظرین وغیرہ مگر چونکہ وہ عربی اور فارسی زبانون مین ہین اردو خوان مسلمان بھائیان ان حالات کے معلوم کرنے سے محروم رہتے ہین علاوہ اوس کے وہ کتابین صدیون کے آگے کی لکھی ہوئی ہین اور اون مین زمانہ مابعد کے تغیرات اور واقعات کا ذکر نہین۔ اس کتاب مستطاب مین ابتدا سے زمانہ موجودہ تک کے حالات سلیس اردو مین صاف صاف اور ایسے عاشقانہ طرز سے لکھے گئے ہین کہ اسکے

پڑہنے والے اگر دولت سعادت زیارت سے بہرہ یاب ہو چکے ہون تو پہروہ بہارا حرم محترم پیش نظر ہو جاتا ہے اور دوبارہ زیارت مقامات متبرکہ کا لطف مثنا ہی اور اگر تعلقات زمانہ سے ہنوز اس دولت سے محروم ہین تو بے اختیار جان و دل سے بے قرار و مشتاق زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتے ہین۔

اللھم ارزقنا الاقامۃ فی ذلک البقعۃ المبارکۃ اللہ تعالی مولف کی کتاب کو مقبول فرمائے اور انکو اور اس کتاب کے پڑہنے والون کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و دیدار و شفاعت اور اوس مقدس و مطہر و منور سرزمین کی اقامت اور وہان کی موت نصیب فرمائے کما قیل۔ ؎

یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو　　رہون ایمان سے وان اور بقیع پاک مدفن ہو

آمین بجاہ سید ناطہ و یس صلی اللہ تعالی وسلم علیہ وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ الطیبین اجمعین۔　　کتبہ المسکین غلام رسول عفی عنہ

رقم زدہ کلک جواہر سلک ادیب بیمثال و سخنور باکمال اخی المحترم اشرف الحاج مولوی محمد صدیق حسن صاحب مہاجر تخلص عاشق دام فضلہ سابق پروفسر فارسی نظام کالج و حال وظیفہ یاب حسن خدمت سرکار عالی حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن

مصطفیٰ نیرنگ ظہور شود　　صبغہ بکرنگی از عدم بنمود

عالم دین وارث پیغامبر — صاحب شان نامور ذی اثر

اختر تابان سپهر کمال — ماهر فن شاعر روشن خیال

شهره آفاق به علم و عمل — در شرف مرتبه ضرب المثل

فاضل حاوی فروع و اصول — صرف سخن ساید فروع و فضول

عالم آثار به تشیید نقل — ناقل اخبار به تنقید عقل

ذاخر تکمیل به تحصیل خویش — فاخر تفضیل به تکمیل خویش

چون نفس صبح در ایقاظ قوم — دم زن با صدق پی رفع نوم

ناشر اخلاق بلطف عمیم — شائع ازو خلق چو از گل نسیم

رابط اقوام به ضبط سبل — قامع کین از اثر صلح کل

صوفی وارسته دل از ماسوا — بسته دل رسته خود با خدا

در ته و بالای مقامات خیر — روح امین طیران خضر سیر

سالک منهاج وصول کمال — مالک معراج حصول وصال

مرد خدا صاحب حال و بیان — غیب نگر غیب با در عیان

توخته و تاخته شوق ذوق — سوخته و ساخته شوق و ذوق

کاشف اسرار شیون بطون — واقف اسرار بطون شیون

جان صفا آن دم انفاس خیر — مستعد نفع رسانی به غیر

پاک شیم نیک سیر خوش صفات — خیر و تعظیم وے از واجبات

بنفس

از سفر قدس پئے اہل دین — تحفۂ آورد عجب دل گزین

بہر خبر ہستی اگر بی قرار — گوش دل خود بہ مبشر سپار

تذکرہ شہر مدینہ بگیر — مفت دل تست سکینہ بگیر

تذکرہ راسخہ صادقہ — ناسخۃ للنسخ السابقہ

الفہا الفاضل حین الرجوع — وفقہ اللہ برسم الشیوع

وہ چہ سکینہ کہ چو زو حظ بری — یاد مصنف بدعا آوری

وہ چہ سکینہ کہ بود راح روح — بہر محبان بہ ثبوت و وضوح

وہ چہ سکینہ کہ ازو متصل — مضطربان راست تشفی دل

وہ چہ سکینہ کہ ازو پے بہ پے — حاصل گر آزادہ شوق مے

وہ چہ سکینہ کہ ازو بر ملا — تشنہ حسرت برد آب بقا

وصف سکینہ نہ بحد ہر کس است — واصف وی اسم لطیفش بس است

بہر ہوا خواہ دیار رسول — تازہ نسیمی ست نفاست شمول

شافی رنج و غم ہجر حبیب — نافی رنج و غم ہجر حبیب

گفت بہ عاشق سنہ اش جبرئیل — تذکرہ بوالعجب بے عدیل

۱۳۲۵ ۱۱۴ ۱۱۲

(حاشیہ: تقبلہا اللہ بحسن القبول)

رقم زدہ کلک جواہر سلک ناظم یکتا و شاعر غرا سخنور نکتہ دان نثار سحر بیان
مکرمی و معظمی مولوی تجمل حسین خان بہادر گوپاموی تخلص ایمان ام اے ڈپٹی نسپکٹر
آف اسکاٹس ثالث و ارشد تلامذہ حضرت جلال لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سزاوار حمد و ثنا وہ شہنشاہ عالیجاہ خالق ارض و سماہی جسنے فرش خاک کو اپنے حبیب خاص صاحب لولاک کے حرم پاک سے اوج افلاک پر ممتاز و مکرم کیا۔ اور درود و ثنا محدود و حضرت رب وودود سے صاحب مقام محمود پر جسکے آثر متبرکہ کے آداب کو ساکنان ملاءاعلی نے سرنیاز خم کیا۔ اور رحمت بی نہایت حضرت رب العزت اونکی آل و اصحاب پر جو خاص اللہ کے پیارے ہین۔ بیہ بحر کرامت کا سفینہ وہ آسمان ہدایت کے تارے ہین صلی اللہ علیہ علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد مشتاقان طوف حرم محترم رسول اکرم طالبان زیارت آثر معظم سرورعالم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کو مژدہ کہ شاہد رعنای بزم خوش بیانی محبوب خوش لقای ملک معانی یعنی کتاب مستطاب **السکینہ باخبار المدینہ** مصنفہ محقق مدقق جناب فضیلتماب حاجی الحرمین الشریفین زائر آثر سید الثقلین فاضل متبحر سخنور معنی پرور مولانا **مولوی محمد صبغۃ اللہ صاحب** مہاجر المتخلص باختر دام مجدہ جسکے انتظار مین مشتاقونکی آنکھین روبراہ تھین حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر روشنی بخش دیدہ اہل دید ہوی ناظرین کے دلونپر مسرت تازہ پدید ہوی حضرت مصنف کی ہمت بلند پر آفرین ہے کہ محض فائدہ عام کے لئے اپنی خامہ تحقیقات کا وہ نسخہ نایاب شایع کیا جسکا ثانی صفحہ ہستی پر نہین ہے بیشک کتاب لاجواب ہے عبارت نہایت شستہ و نفیس باوجود خوبی مضامین کے روزمرہ بھی فصیح و سلیس۔ واقعی تو یہہ ہے کہ یہہ ملک اور یہہ زبان کوی چھوٹی بات نہین شیوا زبانی سے قطع نظر اسمین تاریخی واقعات کی بھی کچھ کم تحقیقات نہین خصوصًا مسجد نبوی اور روضہ مطہر حضرت ختم الرسالۃ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین اور عمومًا دوسرے مساجد و آثر متبرکہ مین ابتک شتابعد وقت جو کچھ تغیرات ہوے ہین اس کتاب

لاجواب میں ہوبہو اوس کا نقشہ اتار دیا ہے اور مزید فہمائش کیلئے جابجا مقامات متبرکہ کا
نقشہ کھینچکر حسن کتاب اور دوبالا کیا ہے۔ جو کچھ تحریر ہے اکثر حسب حدیث ہے اور مصنفین
سلف رحمہم اللہ کے اقوال سے استناد موجب وثوق مزید ہے۔ خلاصہ یہہ کہ اس فن میں آج
تک کوئی ایسی تصنیف نظر سے نہیں گذری اوس پر جتنی تعریف کی جاوے بجا ہے۔ اور
جناب مصنف کو جتنا سراہئے زیبا ہے۔ آگے عاشقان رسول کے جوش محبت کا امتحان ہے
کہ اس گوہر گرانمایہ کو تعویذ بازو بناتے ہیں یا حرز جان کرتے ہیں ؎ گر حرفے از کتاب
محبت گرفتہ ٭ خط کش بہر دو عالم بر علم این کتاب ٭ آب یہہ ہیچمدان کجمج بیان ایمان اس
مختصر تقریظ کو اس قطعہ تاریخ پر ختم کرتا ہے واللہ المستعان۔

قطعہ تاریخ طبع

حضرت اختر یقیناً اپنی اس تصنیف سے	مستحق تشفیع سردار بنی آدم کے ہیں
طبع ہاتف سے یہہ سال طبع بھی پایا ہے	السکینہ میں آثر سیدِ عالم کے ہیں ۱۳۰۲

تحریر مکرمی و معظمی مولوی حاجی حافظ سید تقی حسین صاحب دام مجدہ خطیب مسجد والاجاہی مدراس

الحمد لمن خلق القلم و علم الانسان مالم یعلم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الاکرم
محمد و اٰلہ و صحبہ ذوی الہدایات والکرامات الاتم اما بعد می گوید فقیر حقیر
سید تقی حسین غفر اللہ لہ ذنوبہ خطیب مسجد والاجاہی مدراس کہ ہر گاہ خبر فرحت اثر

تالیف السکینه باخبار المدینه گوش نواز این هیچمدان گردید بکمال ذوق و ذوق و شوق بدو
مولفش صاحب علم و فراست معدن خلق و مروت حبیبی فی الله مولوی حاجی حافظ محمد صبغة الله
صاحب المهاجر ادام الله بقاه بالمکارم و المفاخر شتافتم و مسودهٔ کتاب مستطاب را گرفته از ابتدا
تا انتها بکرات خواندم هر وقت که تکرارش میکردم حلاوت قند مکرر می بخشید و در قالب بیجان
اهل ذوق و شوق جان تازه میدمید. الحق این کتاب زائران حرم رسول را بهترین
رفیق است و طالبان آثار نبوی را معلم شفیق بخدا تالیف السکینه صرف بتائید ملهم غیبی
صورت بسته است ورنه اهل عصر را در پیدا کردن چنین نسخهٔ نایاب بال و پر شکسته. مجاورت
این کتاب مورث رحمات الهی ست و مطالعه اش منتج کرامات نامتناهی. فقیر که از
مطالعه اش فراغ یافت در عالم منام بزیارت مسجد حضرت خیر الانام علیه الصلوٰة و
السلام سرفراز گردید و بحضوری دربار حضور لامع النور ممتاز. خداوند عالم بجزای این جزوریزی
مولف را باقصی الغایات مرادش رساناد و به اعلی مدارج کرامات حسب اقتضای رحمت
و کرم خود ممتازش گرداناد. بنبیه الکریم محمد صلی الله علیه وآله وصحبه الامجاد الی یوم التناد.

قطعهٔ تاریخ

کتاب السکینه ز الهام غیبی	باخبار شهر رسول کریم ست
زبان را چه یارا که وصفش طراز د	درو ذکر محبوب رب قدیم ست
ز تالیف عالی نسب صبغة الله	مهاجر محب روف الرحیم ست

بروبادرحمت زحق بے نہایت | زوالا وجودش چہ فیض عمیم ست
بگفتا سنش حافظ از روی ایمان | چہ دریای حب نبی عظیم است ۱۲۶۲

نتیجہ فکر محب صمیم مخدومی الحاج خطیب قاسم دربادشاہ جیحت تخلص بادشہ

الحمد اللہ یہہ رسالہ | مطبوع ہوا بہ طرز مرغوب
ہر حرف حسین ہے مثل یوسف | ہر دائرہ گویا چشم یعقوب
مسجد کا یہہ اونکے تذکرہ ہے | جنکی امت مین ہم ہین منسوب
خواہان نہین اوس کا کون مومن | یہہ کس کے نہین ہی دلکو مطلوب
محبوب خدا کے شہر کا حال | کیونکر نہو یک جہان کو مطلوب
یک فاضل دہر کی ہے تالیف | انداز بیان ہے کیا خوش اسلوب
تاریخ لکھی ہے بادشہ نے | یہہ تحفۂ مومنین ہے خوب ۱۲۷۲

قطعہ تاریخ طبع کتاب السکینہ باخبار المدینہ

طبعزاد مکرمی و محبی محمد ناصر الدین صاحب بیخود مدراسی خلف الصدق جناب بسمل مرحوم و تلمیذ ایمان گوپاموی و جلال لکھنوی

صبغۃ اللہ مہاجر اختر | صاحب علم و فن و فہم و ذکا
جنکے اخلاق سے گرویدہ ہی خلق | ایک عالم ہے ثنا خوان جن کا

حاجی و زائر و مداح حسینؑ | عالم و فاضل و قاری یکتا
منبع جود و سخا چشمۂ فیض | ابر احسان و کرم بحر عطا
خوب انہون نے یہ رسالہ بے مثل | سرور دین کے آثار مین لکھا
جو روایات ہین اسکے وہ صحیح | جتنی تحقیق ہے اس مین وہ بجا
جو ضروری تھے مقامات امین | کھینچ کر ان کا دکھایا نقشا
دل ہے مشتاقون کا عشاق کی جان | زائرون کے لئے ہے راہنما
اسکے دیکھے سے ہو تسکین قلوب | السکینہ ہے بجا نام اس کا
الغرض صحت و خوبی کیساتھ | اسکو ممدوح نے جب طبع کیا
سال تاریخ کہا بیخود نے | خوب دنا دیہ ہے کتاب زیبا

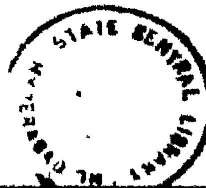
۱۳ ۲۷

وله

تالیف کرد نسخۂ زیبا چو احتشام | گر گوئمش ذخیرۂ عقبیٰ بود بجا
بیخود برای سال ز ہاتف ندا رسید | نیکو مآثر حرم پاک مصطفےٰ

۱۳ ۲۷

تم الکتاب



صحت نامہ کتاب السکینہ باخبار المدینہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۲۰	ینبغی	تنبغی
۴	۱۱	چُپا	چُھپا
۵	۱۱	ئین	مین
۸	۹	کی	کی ہے
۱۴	۱۵	وجہ	وجہ
۱۶	۱۴	یہ	یہہ
۱۷	۱۲	کزت	کثرت
۲۹	۱۱	داقون	داقونی
۳۱	۸	رہنے لگے	رہنے لگی
۳۲	۱۳	اِجداد	اجداد
〃	۱۵	ہین۔	ہین
۳۳	۱۰	ابوجیلہ	ابوجبیلہ
〃	۱۳	آشکداۃ	آشتدائہ
۳۸	۳	علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم
۴۶	۳	رضی اللہ	رضی اللہ عنہ
〃	۱۶	〃	〃
۴۹	۲	بثمرل	بشمول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱۴	عنہ	عنہا
۵۴	۱۶	دربیان	درمیان
۵۵	۹	اَلخَبْرِ	اَلخَابِرِ
۵۷	۱۶	گوندنے	سوندنے
۶۹	۶	ذُکَرَۃٌ	ذُکَرَۃٌ
۷۰	۵	لیگئی	لگیئی
〃	۱۷	جرف	صرف
۷۱	۱۱	مقام	مقام
۷۳	۱۲	تحریرتن	تحریرین
۷۸	۱۵	ٹبائی	ہٹائی
۹	۱۱	احینا	احینا
۱۰۵	۱	دیداد	دیدار
۱۱۴	۱۸	زرین	رزین
۱۲۲	۳	العالیۃ	العالیہ
۱۲۵	۵	پرد	پردہ
۱۳۰	۱۴	وَاِذْ	وَاِذَا
〃	۱۴	اَلوَحْمَۃ	اَلرَّحْمَۃ
۱۳۲	۹	وَاَعْتَدْنَا	وَاَعَتَدْنَا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٣٢	١٠	انّ	اِنّ
١٣٧	١٥	ہوتی ہی	ہوتی ہین
١٤٠	٤	الثمنیہ	الثمینہ
١٤١	١٧	علمہ	علیہ
١٤٤	١	ملن	ممکن
١٤٩	٧	بیس	یس
١٥٣	٩	وددتہ	رددتہ
"	١٠	دمرنہد	دمرتہد
١٦١	[illegible]	صوغ	صیغ
"	[illegible]	ل	ف
١٦٢	٦	العزیر	العزیز
"	١٨	حلال	جلال
١٦٣	١١	لازی	لازہے
١٦٧	٢	مین ہوتا	مین ہوتا ہے
١٧٧	١٤	تقشعوا	تقشعروا
١٩٦	١٣	ئین	مین
٢٠٠	١٣	برقبہ	قبہ
٢٠١	٣	اقی	باقی
٢٠٣	٦	نام کے	نام سے
٢٠٧	١٠	الدعاۃ	الدعاۃ
٢٠٩	١٦	وسالت	رسالت
٢١٠	٣	احدب	احد
٢١٣	١٧	حوص	حوض
٢١٦	٢	پالی	پانی
٢١٦	١٣	نکلے سے	نکلے تھے
٢٢٨	١	مدینہ	مُنذ
٢٢٩	٧	رندگی	زندگی
٢٣٢	٧	وستیاب	دست یاب
٢٣٤	١٩	تجاذز	تجاوز
٢٤٠	١	پناتہ	پیانہ
٢٤٥	١٧	وسنے	تو نے
٢٥٩	٨	حببك	حبیبك
٢٦١	١١	العصاب	الصعاب
٢٦٣	١٧	نکہئے	لکھے
"	"	"	"

نوٹ: جس کتاب پر حضرت مولف کی مہر اور دستخط نہ ہو وہ مال مسروقہ ہے

اطلاع

یہ کتاب حضرت مؤلف

[illegible] کی اجازت سے حسب قانون [illegible]

[illegible] ۲۰ بابت [illegible] [illegible]